۲۴۹۔ عَنْ اَبِیْ مُوسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَدْعُوا بِھٰذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ اَمْرِیْ کُلِّہٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَعَمْدِیْ وَجَھْلِیْ وَھَزْلِیْ وَکُلَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ آپ یہ (درج بالا) دعا پڑھتے تھے۔ اے میرے رب! میرے گناہ معاف فرمادے، میری جہالت پر پردہ ڈال دے اور اپنے تمام معاملات میں جہاں بھی میں حق سے ہٹ گیا ہوں ان سے درگزر فرما اور ان تمام گناہوں سے جن سے تو مجھ سے زیادہ واقف ہے معافی دے دے۔ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں کو معاف کر دے جو قصد وارادے سے ہوئیں، یا جذبات سے مغلوب ہونے کی وجہ سے سرزد ہوئیں اور غلطی جو تفریحاً ہوگئی ہے ان سب خطاوں کو معاف کر دے، یہ سب گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔ اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرمادے اور میرے پوشیدہ اور علانیہ گناہ بھی معاف فرمادے۔ تو ہی اپنے بندوں کو آگے بڑھانے والا اور پیچھے کر دینے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۵۰۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ دُعَآءً اَدْعُوْبِہٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ قُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی دعا بتا دیجیے جسے میں اپنی نماز میں (التحیات اور درود کے بعد) پڑھا کروں۔ آپ نے حضرت ابو بکر کو درج بالا دعا سکھائی (اَللّٰھُمَّ سے لے کر اَلرَّحِیْمُ تک) اے اللہ! میں نے اپنے آپ اوپر بہت ظلم کیا اور میرے گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے پس تو اپنے فضل و رحمت سے میرے گناہ معاف فرمادے اور مجھ پر رحم کر، بلاشبہ تو ہی معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

۲۵۱۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَعِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔ (ترغیب و ترہیت)

اے اللہ! تو میرے دین کو درست کر دے جو میرے تمام معاملات کا محافظ ہے میری دنیا کو بھی ٹھیک رکھ جس میں زندگی گزار رہا ہوں اور میری آخرت کو بھی سنوار دینا جہاں مجھے لوٹ کے جانا ہے اور میری دنیوی زندگی کو ہر چیز اور بھلائی میں اضافے کا سبب بنادے اور موت کو میرے لیے ہر برائی سے راحت کا ذریعہ بنادے۔

۲۵۲۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْءَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَاَسْاَءلُکَ عَزِیْمَۃَ الرُّشْدِ وَاَسْاَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْاَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلْبًا سَلِیْمًا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَاتَعْلَمُ وَاَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاتَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (ترغیب و ترہیت)

اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں دین پر جمے رہنے کی اور اس بات کی بھی درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ہدایت وراست روی پر پختہ ارادے کی توفیق دے اور میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی نعمتوں پر شکر گزاری عطا فرما اور یہ کہ میں تیری عبادت حسن وخوبی کے

quranurdu.com

ساتھ کروں اور میں تجھ سے سچ بولنے والی زبان اور گندے جذبات سے پاک دل کی درخواست کرتا ہوں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور ان تمام چیزوں کے شہر سے جس کا تجھے ہی علم ہے۔ اور میں تجھ سے ہر اس خیر کی درخواست کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں ان گناہوں کی جن سے تو واقف ہے بلاشبہ تو ہر چھپی ہوئی چیز کو جانتا ہے۔

۲۵۳۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَرَضِّنِیْ مِنَ الْمَعِیْشَةِ بِمَا قَسَّمْتَ لِیْ۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کی درخواست کرتا ہوں جو میرے دل میں اس طرح رچ بس جائے کہ جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو مجھے اس بات کا یقین حاصل ہو کہ یہ آپ کی طرف سے مقدر تھی اس لیے آئی (اور آپ کی طرف سے جو چیز آئے گی میری بہتری ہی کے لیے آئے گی پس یہ مصیبت بھی میری تربیت کے لیے آئی ہے) اور میرے لیے جتنا رزق تو نے طے کر دیا ہے اس پر مجھے راضی اور مطمئن رہنے کی توفیق دے (یعنی زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس، بلکہ تو نس سے بچا یعنی وہ پیاس جو کبھی نہ بجھے)۔

۲۵۴۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَّلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ تو میری حفاظت فرما اسلام کے ساتھ جب میں کھڑا اور جب میں بیٹھا ہوں اور جب میں بستر پر لیٹا ہوں اور کسی دشمن اور حاسد کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔

یعنی ہر حالت میں تیری اطاعت اور فرماں برداری کی راہ پر چلتا ہو اور چونکہ شیطان اور نفس امارہ اس راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں اس لیے تو ان کے مقابلے میں میری حفاظت کر اور مجھ پر ایسی حالت نہ آئے جس میں مجھے گرفتار دیکھ کر دشمن اور حاسد لوگ خوش ہوں۔

۲۵۵۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ! مجھے وہ ایمان اور یقین عطا فرما جس کے بعد مجھ سے کفر اور کافرانہ اعمال و حرکات سرزد نہ ہوں اور اس رحمت سے ہمکنار کر جس کے ذریعے دنیا اور آخرت دونوں کی عزت اور شرف مجھے حاصل ہو۔

۲۵۶۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّلَا تَنْزِعْ مِنِّیْ صَالِحَ مَا اَعْطَیْتَنِیْ۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ تو مجھے پل بھر کے لیے بھی میرے اپنے نفس کے حوالے نہ کرنا اور جو بہترین نعمتیں تو نے مجھے بخشی ہیں ان کو مجھ سے نہ چھیننا۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مجھے اس حالت سے بچانا جس کی موجودگی میں آدمی تیری وکالت سرپرستی اور حفاظت سے محروم ہو جاتا ہے اور پھر آدمی نفس اور شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے جسے وہ کسی کھڈ میں گرا کر رہی چھوڑتے ہیں۔ آدمی جب اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور معصیت کی راہ اختیار کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ مزید نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ بخشی ہوئی نعمتیں بھی اس چھین لی جاتی ہیں۔

۲۵۷۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ صِحَّةً فِیْ اِیْمَانٍ وَّاِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّنَجَاحًا یُّتْبِعُهٗ فَلَاحٌ وَرَحْمَةً مِّنْكَ وَعَافِیَةً وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَعَافِیَةً وَّمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا۔ (ترغیب و ترھیب)

اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کے ساتھ تندرستی کا طلب گار ہوں اور حسن اخلاق کے ساتھ ایمان کی درخواست کرتا ہوں اور دنیا کی وہ کامیابی چاہتا ہوں جس کے ساتھ آخرت کی دائمی کامیابی رحمت عافیت مغفرت اور خوشنودی ملتی ہے۔

۲۵۸۔ اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِىْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّىْ وَتَوَفَّنِىْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّىْ اَللّٰهُمَّ اَسْاَلُكَ خَشْيَتَكَ فِى الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْاَلُكَ كَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ فِى الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَاَسْاَلُكَ نَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَاَسْاَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْاَلُكَ الرِّضَاءِ وَاَسْاَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَاءِكَ فِىْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مَضَرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ۔ (ترغیب و ترہیب)

اے اللہ تو غیب کا علم رکھتا ہے اور مخلوقات پر ہر طرح قادر ہے تو مجھے زندہ رکھ جب تک میری یہ زندگی میرے لیے بہتر ہو اور تو مجھے موت دے جب مرنا میرے لیے بہتر ہو جائے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ کھلی اور چھپی دونوں حالتوں میں تجھ سے ڈرتا رہوں اور اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ کسی سے میں خوش ہوں یا ناراض ہوں، دونوں حالتوں میں میری زبان سے انصاف کی بات نکلے اور غریبی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں صحیح راہ اختیار کرنے کی توفیق دے اور میں تجھ سے وہ نعمتیں مانگتا ہوں جو ختم نہ ہوں (یعنی جنت کی لازوال نعمتیں) اور آنکھوں کی وہ ٹھنڈک (خوشی) چاہتا ہوں جو ہمیشہ باقی رہے اور تیرے فیصلے پر راضی و مطمئن رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں تیرے دیدار کی لذت کی درخواست کرتا ہوں اور اس بات کی بھی کہ میرے دل میں اپنی ملاقات کا شوق پیدا کر دے، کسی تباہ کن تکلیف اور کسی گمراہ کن فتنے کا میں شکار نہ بنوں۔ اے اللہ ہماری زندگی کو ایمان سے آراستہ کر دے اور ہم لوگوں کو سیدھی راہ پر چلنے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا بنا دے۔

۲۵۹۔ اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ وَالْاَشِيْدِ اَسْاَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ اِنَّكَ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ وَّاِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ مُهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَآلِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ سِلْمًا لِّاَوْلِيَآئِكَ وَعَدُوًّا لِّاَعْدَآئِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ مَنْ اَحَبَّكَ وَنُعَادِىْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ۔ (ترمذی)

اے اللہ مضبوط قدرت کے مالک اور ٹھیک فیصلہ فرمانے والے! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ عذاب کے دن مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا اور ہمیشہ باقی رہنے والے عالم میں ہمیں جنت میں جگہ دینا اور ہمیں ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہو جو تیرے مقرب بندے ہیں، دین حق کی گواہی دینے والے رکوع و سجدہ کرنے والے اور عہد بندگی کو بہ تمام و کمال پورا کرنے والے ہیں۔ بے شک تو مہربان ہے اپنے بندوں سے محبت کرنے والا ہے اور جو تو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں کو سیدھی راہ پر چلنے والا اور سیدھی راہ کی دعوت دینے والا بنا دے۔ ہم نہ خود گمراہ ہوں اور نہ گمراہی کی دعوت دینے والے ہوں تیری راہ پر چلنے والوں کے دوست ہوں اور تیرے دشمنوں کے دشمن ہوں تو ہمارا محبوب ہو اور جن لوگوں کو تو پسند کرتا ہے تیری محبت کی بنیاد پر ہمیں ان سے بھی محبت ہو، جو تیرے مخالف ہوں ان کے ہم دشمن ہوں۔

۲۶۰۔ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا يُهَوِّنُ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى

quranurdu.com

مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِیْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا۔(ترمذی

حدیث نمبر۳۵۰۲الترغیب و الترھیب)

اے اللہ! ہمارے دل میں اپنا ڈر پیدا کر دے جو تیری نا فرمانی سے ہم کو بچائے اور ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے جس کے ذریعے تیری جنت میں جگہ پا سکیں۔ اور وہ یقین عطا فرما جس سے دنیا کی مصیبتیں ہلکی اور آسان ہو جاتی ہیں اور جب تک ہم زندہ رہیں ہماری سننے کی قوت دیکھنے کی قوت اور جسمانی قوت کو باقی رکھ (یعنی آخر وقت تک ہم بہرے پن اور اندھے پن اور جسمانی ضعف سے محفوظ رہیں) اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے تو بدلہ لے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے مقابلے میں ہمیں اپنی مدد سے نواز اور ہم پر دینی آفت اور مصیبت نہ آنے دے اور دنیا کو ہمارا مقصود نہ بنا اور ایسا بھی نہ ہو کہ دنیا ہی ہمارے علم کی انتہا ہو (اور آخرت کے علم سے کورے رہ جائیں) اور ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کریں۔

quranurdu.com

۲۶۱۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

اے اللہ! ہمارے آپس کے تعلقات کو درست رکھ اور ہمارے دلوں کو جوڑے رکھ اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر چلا اور ہمیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آ۔

عبد اللہ بن مسعود کی دعا

۲۶۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَءلُكَ اِيْمَانًا لَّا يَرْتَدُّ وَنَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَعْلٰى جَنَّةِ الْخُلْدِ۔(مسند احمد)

اے اللہ! میں تجھ سے ایمان مانگتا ہوں جو اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور وہ نعمتیں چاہتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں اور ہمیشگی کی اعلیٰ ترین جنت میں تیرے پیغمبر محمد ﷺ کا ساتھ نصیب ہو۔

تشریح: یعنی اتنا طاقتور ایمان دے جسے اس کی جگہ سے نہ ہلایا جا سکے نہ ہٹایا جا سکے اور جو پیچھے مڑ کر دیکھنا نہ جانتا ہو۔

آخرت کی تیاری

دنیا سازی سے نفرت اور فکر آخرت

۲۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْيَا اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ قَالَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فِیْ يَوْمٍ صَائِفٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔(مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ میری اور دنیا کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی مسافر گرمی کے زمانے میں کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کے لیے دوپہر میں سو رہتا ہے پھر اس درخت اور اس کے سائے کو چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مومن کا وطن تو آخرت ہے اور دنیا کی کمائی کی جگہ ہے اس لیے دنیا سے دل نہیں لگانا چاہیے اس کو وطن نہیں بنانا چاہیے۔

آخرت کی یاد

۲۶۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ یَاعَبْدَاللّٰہِ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُسَبِیْلٍ وَاعْدُدْ نَفْسَکَ فِی الْمَوْتٰی۔(مسند احمد بن حنبل)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے حصے (شانے) کو پکڑ کر فرمایا: اے عبداللہ تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم اجنبی مسافر ہو، بلکہ راستہ چلنے والے کی طرح دنیا میں رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔

تشریح: غریب کے معنی مسافر کے ہیں یعنی وہ شخص جو اپنے وطن اور گھر بار سے دور ہو۔ انسان چونکہ اپنی دائمی قیام گاہ۔۔۔ آخرت۔۔۔۔ کی جانب محو سفر ہے اس لحاظ سے یہ دنیا ایک گزر گاہ ہے۔ اس حدیث میں یہی حقیقت واضح کی گئی ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اس لیے یہاں رہتے ہوئے اپنے دائمی گھر کو بنانے اور سنوارنے کی فکر کرنی چاہیے۔ دنیاوی زندگی کے لیے کم سے کم سامان اپنے ساتھ رکھو ہلکے پھلکے رہو۔ مطلب یہ کہ ایک مسافر اور پردیسی کی سی زندگی گزارو۔

دینا میں انواع و اقسام کی نعمتیں دیکھ کر مسافر اور پردیسی کی سی زندگی گزارنا نہایت مشکل کام ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کا یقین اور آخرت کی دائمی زندگی کا تصور ہی انسان کو ایسی زندگی گزارنے پر آمادہ و تیار کر سکتا ہے۔

دنیا سے بے نیازی

۲۶۵۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ اَرَدْتِّ الْحُوْقَ بِیْ فَلْیَکْفِکِ مِنَ الدُّنْیَا کَزَادِ الرَّاکِبِ وَاِیَّاکِ وَمُجَالَسَۃَ الْاَغْنِیَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ حَتّٰی تُرَقِّعِیْہِ۔(ترغیب و ترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہو تو اتنی دنیا تمھارے لیے کافی ہونی چاہیے جتنا سامان کسی مسافر کے پاس ہوتا ہے اور خبردار! دنیا کے طلب گار مال داروں کے پاس مت بیٹھنا، اور کپڑا پرانا ہو جائے تو اسے مت اتار پھینکو، بلکہ پیوند لگا کر پہنو۔

وفادار ساتھی

۲۶۶۔ عَنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَخِلَّاءُ ثَلَاثَۃٌ فَاَمَّا خَلِیْلٌ فَیَقُوْلُ اَنَا مَعَکَ حَتّٰی تَاْتِیَ قَبْرَکَ وَ اَمَّا خَلِیْلٌ فَیَقُوْلُ لَکَ مَا اَعْطَیْتَ وَمَا اَمْسَکْتَ فَلَیْسَ لَکَ فَذٰلِکَ وَ اَمَّا خَلِیْلٌ فَیَقُوْلُ اَنَا مَعَکَ حَیْثُ دَخَلْتَ وَحَیْثُ خَرَجْتَ فَذٰلِکَ عَمَلُہٗ فَیَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَقَدْ کُنْتَ مِنْ اَھْوَنِ الثَّلَاثَۃِ عَلَیَّ۔(ترغیب بحوالہ مستدرک)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوست تین قسم کے ہیں۔ ایک دوست تم سے کہتا ہے: میں تمھارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تم قبر میں پہنچ جاؤ (اور جب آدمی قبر میں پہنچ جائے تو یہ دوست ساتھ چھوڑ دیتا ہے یہ انسانی دوست کا حال ہے) رہا دوسرا دوست تو وہ کہتا ہے: تمھارا بس اتنا حصہ ہے جتنا تم نے غریبوں کو دیا اور جو کچھ تم نے نہیں دیا۔ بلکہ اپنے پاس رکھا تو وہ تمھارا نہیں ہے (بلکہ ورثا کا ہے۔ اس دوست کا نام مال ہے تیسرا دوست تم سے کہتا ہے کہ میں تمھارے ساتھ رہوں گا اس جگہ بھی جہاں تم داخل ہو گے یعنی قبر میں اور اس جگہ بھی جہاں

quranurdu.com

تم قبر سے نکل جاؤ گے اس دوست کا نام عمل ہے۔ آدمی حیران ہو کر عمل سے کہے گا کہ بخدا میں ان تینوں طرح کے دوستوں میں تم کو حقیر اور معمولی دوست سمجھتا تھا (اور یہ میری بھول تھی اعزاء ورشتہ داروں کے لیے سب کچھ کیا مگر کوئی کام نہیں آیا۔ صرف عمل ہی ساتھ رہا)۔

دنیا سے دل نہ لگاو

٢٦٧۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جائیداد اور زمین مت بناؤ ورنہ تمھارے اند دنیا کی حرص آجائے گی۔

تشریح: ظاہر ہے کہ جب آدمی جائداد بنانے کی فکر کرے گا تو آہستہ آہستہ اس کا ذہن آخرت سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونا شروع ہو گا اور یہ چیز خدا کے دین کے منشاکے خلاف ہے۔ دنیاپرستوں کی کوئی کمی پہلے نہ تھی کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے امت اٹھائی جاتی۔ اس امت کا فریضہ ہی یہ ہے کہ وہ آخرت کو اپنا نصب العین بنائے اور دنیا سے صرف اتنا سامان اپنے پاس رکھے جو آخرت کی تیاری کے لیے ضروری ہے۔ اسی لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جائدادیں اور دنیا کا سروسامان جمع کرنے سے روکا ہے، کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو آدمی جس چیز میں اپنا وقت اور اپنی صلاحیت لگاتا ہے اس سے اسے محبت ہوتی ہے اس کا جی اس میں لگا رہتا ہے۔

quranurdu.com

زہد کا صحیح تصور

٢٦٨۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَّاتَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِمَّا فِيْ يَدِ اللّٰهِ وَأَنْ تَكُوْنَ فِيْ ثَوَابِ الْمُصِيْبَةِ إِذَا أَنْتَ أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ فِيْهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ۔ (ترمذی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبتی اور زہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے اور اپنے مال کو برباد کر دے۔ (یعنی اپنے پاس مال نہ رکھے) بلکہ زہد یہ ہے کہ تمھیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو، اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر ثواب ملنے والا ہے اس پر تمھاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو۔

مومن اور خدا کی ملاقات

٢٦٩۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، فَقُلْتُ أَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ لِقَائَهُ۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی موت کو ناپسند کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کو اللہ کی نعمت اور اس کی خوشنودی اور جنت کی بات بتائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کا آرزومند ہوتا ہے تو ایسے شخص

سے اللہ بھی ملاقات کرنا چاہتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنے سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

طالب جنت بننے کی تاکید

۔عَنْ كُلَيْبِ بْنِ حَزْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اُطْلُبُوا الْجَنَّةَ جُهْدَكُمْ وَاهْرَبُوْا مِنَ النَّارِ جُهْدَكُمْ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَنَامُ طَالِبُهَا وَاِنَّ النَّارَ لَا يَنَامُ هَارِبُهَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ الْيَوْمَ مَحْفُوْفَةٌ بِالْمَكَارِهِ وَاِنَّ الدُّنْيَا مَحْفُوْفَةٌ بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ فَلَا تُلْهِيَنَّكُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

کلیب بن حزن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اے لوگو! انتہائی کوشش کے ساتھ جنت کے طالب بنو اور اپنی کوشش بھر جہنم سے بچنے کی فکر کرو، کیونکہ جنت ایسی چیز ہے جس کا چاہنے والا سو نہیں سکتا اور آگ بھی ایسی چیز ہے جس سے بھاگنے والا سو نہیں سکتا (یعنی غافل نہیں ہو سکتا۔ آخرت ناخوشگواریوں سے گھیر دی گئی ہے اور دنیا لذات و مرغوبات سے گھری ہوئی ہے۔ پس دنیا کی لذتیں اور مرغوبات تم کو (آخرت سے غافل نہ کر دیں۔)

تشریح: آخرت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آدمی لذتوں کی طرف نہ لپکے اور آخرت کے حصول کے لیے بہت سے ایسے کام کرنے ہوں گے جو نفس کو طبعاً ناگوار ہیں۔ جب تک کوئی شخص ان ناخوشگوریوں کو پار نہ کرے جنت تک نہیں پہنچ سکتا۔

quranurdu.com

قبر۔۔۔۔آخرت کی پہلی منزل

۔عَنْ هَانِئٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنهُ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ يَبْكِىْ حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِىْ وَتَذْكُرُ الْقَبْرَ فَتَبْكِىْ فَقَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْقَبْرُ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ قَالَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ قَالَ هَانِئٌ وَسَمِعْتُ عُثْمَانَ عُثْمَانَ يَنْشُدُ عَلٰى قَبْرٍ: فَاِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِىْ عَظِيْمَةٍ۔ وَاِلَّا فَاِنِّىْ لَا اَخَالُكَ نَاجِيًا۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ھانی کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا زیادہ روتے تھے کہ اپنی داڑھی تر کر لیتے۔ ان سے پوچھا گیا کہ جنت اور جہنم کے ذکر پر آپ نہیں روتے، یہ قبر کو یاد کر کے کیوں روتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے۔ اگر یہاں آدمی نجات پا گیا تو بعد کا مسئلہ آسان ہے اور اگر یہاں چھٹکارا نہیں ملا تو بعد کے مراحل سخت تر آئیں گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے بھی سنا ہے کہ قبر سے زیادہ ہولناک منظر کوئی اور

نہ ہو گا۔ ھانی کہتے ہیں کہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شعر پڑھ رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے اگر قبر کی مصیبت سے نجات پا جائے تو پھر بہت بڑی مصیبت سے نجات پا جائے گا، ورنہ میرا خیال یہ ہے کہ پھر تجھے نجات نہیں ملے گی۔

نیک اعمال اور قبر

۲۷۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَيِّتَ اِذَا وُضِعَ فِی قَبْرِهٖ اِنَّهٗ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ فَاِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلٰوةُ عِنْدَ رَاْسِهٖ وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهٖ وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلٰوةُ مَا قِبَلِیْ مُدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ مَا قِبَلِیْ مُدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّكَاةُ مَا قِبَلِیْ مُدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَيَقُوْلُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَى النَّاسِ مَا قِبَلِیْ مُدْخَلٌ فَيُقَالُ قَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَقَدْ دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ فَيُقَالُ لَهٗ اَرَاَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَانَ قَبْلَكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَ مَا ذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ دَعُوْنِیْ حَتّٰى اُصَلِّیَ فَيَقُوْلُوْنَ اِنَّكَ سَتَفْعَلُ اَخْبِرْنَا عَمَّا نَسْاَلُكَ عَنْهُ اَرَاَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَنْ قَبْلَكُمْ مَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ قَالَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ جَآءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَيُقَالُ لَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا اَعَدَّ اللهُ لَكَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ وَمَا اَعَدَّ اللهُ لَكَ فِيْهَا لَوْ عَصَيْتَهٗ فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَّيُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ وَيُعَادُ الْجَسَدُ كَمَا بَدَاَ مِنْهُ فَتُجْعَلُ نَسَمَتُهٗ فِی النَّسِيْمِ الطَّيِّبِ وَهِیَ طَيْرٌ تَعْلُقُ فِیْ شَجَرِ الْجَنَّةِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ الْاٰيَةَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ لَمْ يُوْجَدْ شَیْءٌ ثُمَّ اُتِیَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَیْءٌ ثُمَّ اُتِیَ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَیْءٌ ثُمَّ اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَلَا يُوْجَدُ شَیْءٌ فَيُقَالُ لَهٗ اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ مَرْعُوْبًا خَائِفًا فَيُقَالُ اَرَاَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ كَانَ فِيْكُمْ مَاذَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ اَیُّ رَجُلٍ وَّلَا يَهْتَدِیْ لِاسْمِهٖ فَيُقَالُ لَهٗ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اَنْ شَآءَ اللهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ وَمَا اَعَدَّ اللهُ لَكَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا اَعَدَّ اللهُ لَكَ فِيْهَا لَوْ اَطَعْتَهٗ فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ۔ (ترغیب و ترہیب حدیث نمبر ۵۴۶۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آدمی مر کر اپنی قبر میں پہنچتا ہے تو وہ (جسم میں روح کے آنے کے وجہ سے) دفن کر کے واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اگر وہ مومن ہے تو اس کی ادا کی ہوئی فرض نمازیں اس کے سرہانے، فرض روزے اس

quranurdu.com

کے دائیں، زکوۃ اس کے بائیں، نفلی نمازیں، نفلی صدقے اور دوسرے نیک کام اس کی پائنتی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب نیک کام اس کے محافظ بن جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے اسے اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں مردے کو اٹھ کر بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور ایسا محسوس کرتا ہے کہ گویا عصر کے بعد کا وقت ہے، سورج ڈوبنے کے قریب ہے۔ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: یہ پیغمبر جو خدا کی طرف سے تمھارے یہاں بھیجے گئے تھے ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو ان کے متعلق کیا گواہی دیتے ہو؟ مومن صاحب قبر کہے گا مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو۔ دیکھو! سورج ڈوبنے کے قریب ہے ایسا نہ ہو میری نماز قضا ہو جائے۔ فرشتے کہیں گے: پہلے ہمارے سوال کا جواب دو بعد میں نماز پڑھ لینا۔ وہ کہے گا: یہ ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ ہیں، میں ان کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں، وہ خدا کے پاس سے سچی کتاب لے کر آئے تھے۔ فرشتے (خوش ہو کر) اس سے کہیں گے تم نے اس نبی برحق کے دین پر زندگی گزاری ہے، اسی حالت میں تم کو موت آئی اور ان شاء اللہ اسی حالت پر قیامت کے دن زندہ ہو کر محشر میں پہنچو گے۔ پھر جنت کا ایک دروازہ اس کے سامنے کھول دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا۔ دیکھو! یہ ہے تمھاری مستقل قیام گاہ اور ایسی ہیں اس کی نعمتیں۔ صاحب قبر بہت زیادہ خوش ہو گا۔ پھر اس کے سامنے جہنم کا ایک دروازہ کھلے گا اور اس سے کہا جائے گا دیکھو! اگر تم نے دنیا میں خدا کی نافرمانی کی ہوتی تو یہ آگ کا گھر تمھاری قیام گاہ بنتا اور اس میں طرح طرح کے عذاب تجھے جھیلنے پڑتے۔ یہ بات سن کر صاحب قبر (مومن) بہت زیادہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر ستر (۷۰) گز وسیع کر کے روشن کر دی جاتی ہے اور صاحب قبر کا جسم پہلے کی طرح ہو جاتا ہے۔ (یعنی اس کی روح نکال لی جاتی ہے۔ پھر اس کو ایک پاکیزہ ہوا کا روپ دے دیا جاتا ہے جو ایک پرندے کی شکل میں جنت میں اڑتا اور اس کے درختوں کے پھل کھاتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالی نے اس بارے میں یوں فرمایا: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ (ابراہیم ۱۴: ۲۷) اللہ تعالی ایمان لانے والوں کو ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا فرماتا ہے۔

صاحب قبر اگر کافر ہو تو (عذاب سے حفاظت اور مدد کے لیے) اس کے چاروں طرف کوئی بھی چیز نہیں ہوتی۔ اسے فرشتوں کی طرف سے اٹھ کر بیٹھنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ انتہائی خوف اور دہشت زدہ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ اس آدمی کے متعلق تو کیا کہتا ہے۔ جو تمہارے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا تم کیا کہتے ہو، کیا گواہی دیتے ہو؟ وہ حیران ہو کر پوچھے گا: کون سا آدمی؟ وہ اس آدمی کے نام سے بھی واقف نہ ہو گا۔ اسے بتایا جائے گا کہ یہ محمد ﷺ ہیں۔ وہ کہے گا: میں ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ لوگ ان کے بارے میں جو کچھ کہتے تھے۔ میں نے بھی وہی کچھ کہہ دیا۔ اس سے کہا جائے گا کہ تو نے اس نبی ﷺ برحق کے دین سے آزاد رہ کر زندگی گزاری حتیٰ کہ تجھے موت نے آلیا۔ ان شاء اللہ اب اسی حالت میں تجھے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اس کے بعد جہنم کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور جہنم میں طرح طرح کے عذابوں کا مشاہدہ کرا کے اسے بتایا جائے گا کہ یہ ہے تیرا ٹھکانا۔ یہ بات سن کر وہ حیرت اور رنج والم میں ڈوب جائے گا۔ پھر اس کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے بتایا جائے گا اگر تم نے دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوتی تو یہ جنت تمھاری قیام گاہ بنتی اور اس کی نعمتوں سے تم فائدہ اٹھاتے۔ یہ سن کر اس کے رنج وغم میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ پھر اس کی قبر اس کے لیے اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں سے مل جائیں گی۔

تشریح: اس حدیث میں کافر کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ صرف کافر کا انجام ہو گا، حالانکہ اس حدیث کے آخری حصے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انجام ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو مسلمان معاشرے میں پیدا ہوئے اور انھوں نے اور اللہ اور رسول ﷺ اور ان کے احکام و تعلیمات کو کبھی جاننے کی فکر نہیں کی۔ لوگ کلمہ پڑھتے تھے۔ یہ بھی بے سوچے سمجھے زبان سے پڑھ لیتا تھا۔ لوگ محمد ﷺ کا ذکر کرتے تھے یہ بھی سنا کرتا تھا اور

quranurdu.com

چونکہ زندگی میں اللہ کو اپنا رب بنا کر محمد ﷺ کو اپنا پیغمبر جان کر زندگی نہیں گزاری ہے اس لیے مرنے کے بعد نہیں جان سکے گا کہ اللہ کیا ہے؟ رسول کیا ہے؟ اور رسول ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کیا ہیں؟

بعض دوسری روایتوں میں منافق کا لفظ آیا ہے۔ محدثین کہتے ہیں کہ ایسے ہی انجام سے کافر اور منافق دوچار ہوں گے اور یہی انجام دین سے بے پرواہ ہو کر زندگی گزارنے والوں کا بھی ہو گا، البتہ سزا کی نوعیت میں فرق ہو گا۔

جب قیامت برپا ہو گی

۱۲۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَثَوْبُهُمَا بَيْنَهُمَا لَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ لَا يَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ يَلُوْطُ حَوْضَهٗ لَا يَسْقِيْهِ وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ لُقْمَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ لَا يَطْعَمُهَا۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد و ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آدمی کپڑا بیچ اور خرید رہے ہوں گے۔ کپڑا سامنے رکھا ہو گا کہ اتنے میں قیامت آجائے گی۔ وہ دونوں اس کپڑے کا معاملہ نہیں کر سکیں گے یہاں تک کہ اس کی تہہ کر کے رکھ بھی نہیں سکیں گے۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دھو کر گھر لے گیا ہے اتنے میں قیامت آجائے گی اور اسے دودھ استعمال کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ کوئی آدمی پانی کے لیے حوض تیار کر رہا ہو گا کہ اسی حالت میں قیامت برپا ہو جائے گی وہ اپنے حوض سے مویشیوں کو پانی نہیں پلا سکے گا۔ آدمی نے لقمہ اٹھایا ہو گا قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ لقمہ کھا نہیں سکے گا۔

حشر کے میدان میں جب حساب ہو گا

۱۲۸۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَضْحَكَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَالَ رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِیْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَیْ رَبِّ الْعِزَّةِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَبِّ خُذْ لِیْ مَظْلَمَتِیْ مِنْ اَخِیْ فَقَالَ اللّٰهُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِاَخِيْكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ شَیْءٌ قَالَ يَا رَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ اَوْزَارِیْ وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُكَاءِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ يُّحْمَلَ عَنْهُمْ مِّنْ اَوْزَارِهِمْ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ حاکم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ اتنا زیادہ ہنسے کہ آپ کے اگلے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ حاضرین مجلس میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے ہنسی کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے بتایا میری امت کے دو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے گئے ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے رب اس شخص سے میرا حق دلوائیے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: اس شخص کے نامہ اعمال میں کوئی بھی نیکی باقی نہیں رہی ہے تو تم اپنا حق اس سے کس طرح وصول کرو گے۔ وہ کہے گا: اے رب اگر نیکیاں باقی نہیں رہی ہیں تو میرے گناہ اس ظالم کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں تاکہ میری مظلومیت کا کچھ تو بدلہ ملے۔ اتنا کہہ کر آپ بے اختیار رونے لگے۔ پھر فرمایا بلاشبہ وہ ہولناک دن ہو گا لوگوں کی یہ خواہش ہو گی کہ ان پر سے گناہوں کا بوجھ ہٹا دیا جائے۔

تشریح: یہ وہ صورت حال ہے جو قیامت کے دن پیش آئے گی لیکن حضور ﷺ کو اللہ نے بتایا کہ امت جان لے کہ کل کیا کچھ پیش آنے والا ہے۔

quranurdu.com

بے لاگ عدل

۱۴۵- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْکَہٗ سَوْطًا ظُلْمًا اِقْتُصَّ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔(ترغیب و ترھیب بحوالہ بزار و طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے غلام (یا گھر کے خادم) کو دنیا میں ناحق ایک کوڑا بھی مارا ہو گا، قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔

quranurdu.com

زمین کی گواہی

۱۴۶- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَرَءَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُھَا قَالُوْا اللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَھَا اَنْ تَشْھَدَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَۃٍ بِمَا عَمِلَ ظَھْرِھَا تَقُوْلُ عَمِلَ کَذَا وَکَذَا۔(ترغیب و ترھیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن یہ آیت پڑھی:

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا (الزلزال ۹۹:۴)

اس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی۔

پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ زمین کے اپنی خبریں بیان کرنے کا کیا مطلب ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو علم ہے۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین کے خبر بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے سامنے ہر انسان (مرد و عورت) کے تمام اعمال کی گواہی دے گی جو انھوں نے زمین پر رہتے ہوئے کیے ہوں گے۔ وہ بتائے گی کہ اس نے ایسے ایسے کام کیے۔

روزِ قیامت پڑوسی کی فریاد

۱۴۷- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمْ مِّنْ جَارٍ مُّتَعَلِّقٌ بِجَارِہٖ یَقُوْلُ یَارَبِّ سَلْ ھٰذَا لِمَ اَغْلَقَ عَنِّیْ بَابَہٗ وَمَنَعَنِیْ فَضْلَہٗ۔(ترغیب و ترھیب)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی اپنے پڑوسی کو پکڑے ہوئے خدا سے فریاد کریں گے: اے میرے رب! اس سے پوچھیے کہ کیوں اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور میری غریبی میں اس نے اپنے زائد از ضرورت مال سے مجھے کیوں محروم کر رکھا تھا؟

صحت اور خوشحالی کا حساب

۱۴۸- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنْ یُّقَالَ لَہٗ اَلَمْ اُصِحَّ لَکَ جِسْمَکَ وَاُرْوِکَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔(ترغیب و ترھیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی پوچھے گا: کیا میں نے تم کو جسمانی صحت نہیں دی تھی؟ اور کیا میں نے تم کو ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا؟ (یعنی صحت اور معاشی خوشحالی کے بارے میں سوال ہو گا کہ صحت اور خوش حالی کی حالت میں کس طرح کے عمل کیے)

آخرت کی فکر سے غفلت کا انجام

۲۷۹۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُجَآءُ بِابْنِ اٰدَمَ کَاَنَّہٗ بَذَجٌ فَیُوْقَفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ لَہٗ اَعْطَیْتُكَ وَ خَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ فَمَا ذَا صَنَعْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَ ثَمَّرْتُہٗ فَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَمَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِكَ بِہٖ فَیَقُوْلُ لَہٗ مَا قَدَّمْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَ ثَمَّرْتُہٗ فَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَمَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِكَ بِہٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ یُقَدِّمْ خَیْرًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی قیامت کے دن اللہ کے سامنے لایا جائے گا جو لاغری اور پریشانی کی وجہ سے بکری کا بچہ معلوم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: میں نے تجھے مال دیا، نوکر چاکر دیے، خوشحال بنایا تو تم کیا کرکے آئے ہو؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا، اسے خوب بڑھایا پہلے سے زیادہ ہو گیا، لیکن دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ مجھے اجازت دیجیے کہ دنیا میں جاکر وہ مال لے آؤں۔ اللہ تعالی اس سے کہے گا میری نعمتوں کو پاکر عمل کس طرح کے کیے (میں مال زیادہ ہونے بڑھانے کے سلسلے میں تو پوچھ نہیں رہا ہوں)۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے مال جمع کیا اسے بڑھایا، یہاں تک کہ پہلے سے زیادہ ہوا، لیکن دنیا میں چھوڑ آیا ہوں۔ مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج دیجیے تاکہ جاکر وہ مال لے آؤں۔ اس بد قسمت شخص نے اپنی زندگی مال بڑھانے میں کھپائی اور نامہ اعمال نیکیوں سے خالی رہا۔

کامل انصاف

۲۸۰۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُؤَدَّنَّ الْحُقُوْقُ اِلٰٓی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُقَادَ لِشَّاۃِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَاءِ۔ (ترغیب و ترھیب حدیث نمبر ۵۵۲۱ مسلم و ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جن لوگوں کے حقوق مارے گئے ہوں گے انھیں قیامت کے دن ان کا حق دلایا جائے گا، یہاں تک کہ سینگ والی بکری کا بدلہ لیا جائے گا جس کے سینگ نہیں تھے اور سینگ والی بکری نے اسے مارا تھا۔

تشریح: مطلب یہ کہ اس دن مکمل انصاف ہو گا۔ جس شخص نے بھی کسی کا معمولی سا بھی حق دنیا میں دبالیا ہے تو قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔

غیبت نیکیوں کو مٹا دیتی ہے

۲۸۱۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیُؤْتٰی کِتَابَہٗ مَنْشُوْرًا فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ کَذَا وَ کَذَا عَمِلْتُھَا لَیْسَتْ فِیْ صَحِیْفَتِیْ فَیَقُوْلُ مُحِیْثُ بِاِغْتِیَابِكَ النَّاسَ۔ (ترغیب و ترھیب)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا نامہ اعمال لایا جائے گا۔ (وہ اس کو پڑھے گا) پھر کہے گا: اے میرے رب میں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کیے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمھارے نامہ اعمال سے مٹادی گئی ہیں۔

شفاعت

۲۸۲- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ اِنْ شَآءَ اللهُ تَعَالٰی قُلْتُ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ لَا اُخْطِیءُ هٰذِهِ الثَّلَاثَةَ مَوَاطِنَ- (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ قیامت کے دن میرے لیے سفارش فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ ضرور کروں گا۔ میں نے پوچھا: میں آپ کو محشر میں کہاں ڈھونڈوں؟ کس جگہ آپ ملیں گے؟ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے پل صراط پر مجھے تلاش کرنا۔ میں نے کہا: اگر آپ وہاں نہ ملیں تو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا اس جگہ تلاش کرنا جہاں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ میں نے کہا: اگر آپ وہاں بھی نہ ملے؟ آپ نے فرمایا: پھر حوض کوثر پر آنا میں ان تین مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ضرور ملوں گا۔

مخلصانہ ایمان نجات کا ذریعہ

۲۸۳- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا ذَا رَدَّ اِلَيْكَ رَبُّكَ فِی الشَّفَاعَةِ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ لَقَدْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَوَّلُ مَنْ يَّسْأَلُنِیْ عَنْ ذٰلِكَ مِنْ اُمَّتِیْ لِمَا رَاَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْعِلْمِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَا يُهِمُّنِیْ مِنِ انْقِصَافِهِمْ عَلٰی اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اَهَمُّ عِنْدِیْ مِنْ تَمَامِ شَفَاعَتِیْ لِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصًا وَّاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ يُصَدِّقُ لِسَانَهٗ قَلْبَهٗ لِسَانَهٗ- (ترغیب وترہیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول امت کی شفاعت کے بارے آپ کے رب نے آپ سے کیا وعدہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، مجھے یقین تھا کہ تم ہی اس کے بارے میں سب سے پہلے پوچھو گے کیونکہ میں جانتا ہوں تم علم کے بڑے حریص ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، مجھے زیادہ سے زیادہ اپنی امت کے جنت میں داخل ہونے کی فکر ہے، مجھے اس کی فکر نہیں ہے کہ لوگ اونچا مقام پائیں فکر اس کی ہے کہ انھیں جنت ملے۔ میں ان لوگوں کے حق میں سفارش کروں گا جو اخلاص کے ساتھ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور گواہی اس طرح دیں گے کہ ان کا دل ان کی زبان کی تصدیق کرتا ہو، اور زبان ان کے قلب کی تصدیق کرتی ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ خلوص کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے ہوں اور زبان اور دل میں دونوں جگہ ایمان ہو۔ یہ گواہی دل سے نکل کر زبان پر آئی ہو۔ قول اور عمل میں تضاد نہ ہو۔

quranurdu.com

کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے سفارش

۲۸۴۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَآئِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (ترغیب و ترھیب، حدیث نمبر ۵۵۸۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت کے ان لوگوں کے لیے سفارش کروں گا جو بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہے ہوں گے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ایک شخص پوری سچائی کے ساتھ لایا، کلمہ پڑھا لیکن بد قسمتی سے ساری زندگی بڑے بڑے گناہوں میں لت پت رہا، یہاں تک کہ بغیر توبہ کے مر گیا تو ظاہر ہے اسے جنت تو ملے گی نہیں، لازماً جہنم کی آگ میں اسے پھینک دیا جائے گا۔ اب زندگی بھر گناہ کرتے کرتے اس کا ایمان بالکل ختم ہو گیا ہے تو ایسے آدمی کے حق میں حضور ﷺ کو نہ سفارش کرنے کی اجازت ملے گی نہ آپ سفارش کریں گے اور نہ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جانے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہاں ساری زندگی گناہ میں ڈوبا رہا۔ جس کی وجہ سے جہنم میں پہنچ گیا لیکن علیم و خبیر خدا نے جانا کہ اس دل میں ایمان موجود ہے مرا نہیں ہے۔ چاہے وہ ذرا برابر ہی ہو تو حضور ﷺ کو سفارش کی اجازت ملے گی۔ آپ سفارش فرمائیں گے اور اسے جہنم سے نکالا جائے گا اور جنت میں پہنچا دیا جائے گا کیونکہ اللہ کے یہاں ایمان کی بڑی قدر و قیمت ہے، لیکن کس مسلمان جہنمی کے اندر ایمان باقی ہے اور کس کا ایمان گناہ کرتے کرتے بھسم ہو گیا ہے، اس کو سوائے علیم و خبیر خدا کے اور کون جان سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آدمی جلد از جلد ہوش و حواس کی حالت میں توبہ کرے، اپنے رب کی طرف پلٹے۔ یہ حدیث اور ایسی ہی دوسری حدیثیں جو شفاعت کا مضمون بیان کرتی ہیں مسلمان کو بہت زیادہ ڈرانے والی ہیں، لیکن افسوس کہ یہی حدیثیں بے عملی اور بد عملی کا سہارا بن گئی ہیں۔ ایسے لوگوں کی آنکھیں جب آخرت میں حقیقت کا مشاہدہ کریں گی تب روئیں گی اور روتی ہی رہیں گی۔

قطع تعلقی پر وعید

۲۸۵۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَحِلُّ اَنْ یَّصْطَرِمَ مَافَوْقَ ثَلَاثٍ فَاِنِ اصْطَرَمَ مَافَوْقَ ثَلَاثٍ لَمْ یَجْتَمِعَا فِی الْجَنَّۃِ اَبَدًا وَاَیُّھُمَا بَدَأَ صَاحِبَہٗ کُفِّرَتْ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ ھُوَ سَلَّمَ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ وَلَمْ یَقْبَلْ سَلَامَہٗ رَدَّعَلَیْہِ الْمَلَکُ وَرَدَّ عَلٰی ذٰلِکَ الشَّیْطَانُ۔ (ترغیب و ترھیب حدیث نمبر ۴۲۳۵)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین دن سے زیادہ دو مسلمانوں کا باہم قطع تعلق کیے رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر اس سے زیادہ قطع تعلق رکھا تو وہ دونوں جنت میں کبھی اکٹھا نہ ہوں گے اور ان میں سے جو بھی سب سے پہلے سلام کے ذریعے تعلق جوڑے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اگر ایک نے صلح کا ہاتھ بڑھانا چاہا مگر دوسرے نے سلام قبول نہیں کیا اور تعلق نہیں جوڑا تو سلام کرنے والے کا جواب فرشتہ دے گا اور سلام کو جواب نہ دینے والے کے ساتھ شیطان ہو گا۔

تشریح: تین دن سے زیادہ بے تعلق رہنا جائز صرف اس صورت میں ہے جب کوئی دینی مصلحت نہ ہو اگر کوئی دینی مصلحت ہو تو اس سے زیادہ مدت تک قطع تعلق کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً نبی ﷺ نے ایک مہینے تک اپنی بیویوں سے تعلق توڑے رکھا کیونکہ تربیتی مقاصد پیش نظر تھے۔ اس واقعے کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔

quranurdu.com

زندگی کا آخری عمل انجام طے کرتا ہے

۲۸۶۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْخَیْرِ سَبْعِیْنَ سَنَۃً فَاِذَا اَوْصٰی حَافَ وَصِیَّتِہٖ فَیُخْتَمُ لَہٗ بِشَرِّ عَمَلِہٖ فَیَدْخُلُ النَّارَ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الشَّرِّ سَبْعِیْنَ سَنَۃً فَیَعْدِلُ فِیْ وَصِیَّتِہٖ فَیُخْتَمُ لَہٗ بِخَیْرِ عَمَلِہٖ فَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ۔ (ترغیب و ترھیب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی ستر سال تک نیک کام کرتا رہتا ہے لیکن مرتے وقت وہ اپنے مال کے سلسلے میں غلط وصیت کر کے بُرے عمل پر اپنا خاتمہ کرتا ہے اور نتیجتاً جہنم میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا آدمی ستر سال تک برے اعمال کرتا ہے لیکن مرتے وقت اپنی وصیت میں عدل و انصاف کی روش اختیار کرتا ہے اس طرح اس کا خاتمہ نیک کام پر ہوتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔

تشریح: ستر سال تک برائی کرنے والا شخص توبہ کر لیتا ہے نیک عملی کی زندگی گزارنے لگتا ہے اتنا نیک بن جاتا ہے کہ اپنے مال میں غلط وصیت نہیں کرتا تو ظاہر ہے اسے جنت ملنی ہی چاہیے۔ ایسا نہیں ہے کہ ساری زندگی بڑے بڑے گناہ کرتا رہا، یہاں تک کہ مرتے وقت تک توبہ نہیں کی، بس یہی ایک منصفانہ وصیت کی جس کی وجہ سے اسے جنت مل گئی۔

quranurdu.com

مذاق اڑانے والوں کا انجام

۲۸۷۔ عَنِ الْحَسَنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ بِالنَّاسِ یُفْتَحُ لِاَحَدِھِمْ فِی الْاٰخِرَۃِ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ فَیُقَالُ لَہٗ ھَلُمَّ فَیَجِیْءُ بِکَرْبِہٖ وَغَمِّہٖ فَاِذَا جَآءَہٗ، اُغْلِقَ دُوْنَہٗ ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ آخَرُ فَیُقَالُ لَہٗ ھَلُمَّ ھَلُمَّ فَیَجِیْءُ بِکَرْبِہٖ وَغَمِّہٖ فَاِذَا جَآءَہٗ، اُغْلِقَ دُوْنَہٗ فَمَا یَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی اَنَّ اَحَدَھُمْ لَیُفْتَحُ لَہُ الْبَابُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَیُقَالُ لَہٗ ھَلُمَّ فَمَا یَأْتِیْہِ مِنَ الْاِیَاسِ۔ (ترغیب وترھیب بحوالہ بیہقی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ (حضور ﷺ کے نواسے) کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو دنیا میں لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں آخرت میں جنت کا ایک دروازہ ان کے سامنے کھولا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا: آؤ (اور اس میں داخل ہو جاؤ) تو وہ غمگین اور پریشان حالت میں دروازے کی طرف جائیں گے اور جب دروازے کے پاس پہنچیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرا دروازہ ان کے سامنے کھولا جائے گا اور آواز دی جائے گی: آؤ آؤ۔ یہ پریشانی کی حالت میں اس طرف جائیں گے جب وہاں پہنچیں گے تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ برابر اسی طرح ہوتا رہے گا۔ بالآخر جنت کا ایک دروازہ کھلے گا اور انھیں بلایا جائے گا لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے دروازے کی طرف نہیں جائیں گے۔

سب سے ہلکا عذاب

۲۸۸۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَھْوَنَ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا رَجُلٌ فِیْ اَخْمَصِ قَدَمَیْہِ جَمْرَتَانِ یَغْلِیْ مِنْھُمَا دِمَاغُہٗ کَمَا یَغْلِی الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ۔ (ترغیب وترھیب بخاری و مسلم)

نبی ﷺ نے فرمایا: جہنم میں سب سے معمولی عذاب جس کو دیا جائے گا اس کے دونوں پاوں کے نیچے جہنم کی آگ کے دو انگارے رکھ دیے جائیں گے جس سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولھے پر رکھی ہوئی دیگچی کھولتی ہے۔

آدمی کے خلاف اعضا کی گواہی

٢٨٩- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنہُ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ اَضْحَكُ قُلْنَا اَللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَۃِ الْعَبْدِ رَبَّہٗ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ یَقُوْلُ بَلٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَا اُجِیْزُ الْیَوْمَ عَلٰی نَفْسِیْ شَاھِدًا اِلَّا مِنِّیْ فَیَقُوْلُ کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا وَالْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ شُھُوْدًا قَالَ فَیَخْتِمُ عَلٰی فِیْہِ وَیَقُوْلُ لِاَرْکَانِہٖ اِنْطِقِیْ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِہٖ ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَلَامِ فَیَقُوْلُ بُعْدًا لَّکُنَّ کُنْتُ اُنَاضِلُ- (الترغیب و الترھیب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو ہنسی آئی تو ہم سے دریافت کیا کہ تمھیں معلوم ہے مجھے ہنسی کیوں آئی؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اللہ کے رسول ہی واقف ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس بات پر ہنسی آئی کہ قیامت کے دن ایک مجرم بندہ خدا سے کہے گا: اے رب آج مجھ پر ظلم تو نہیں ہو گا؟ اللہ تعالی فرمائے گا: ہاں آج تجھ پر ظلم نہیں ہو گا، تو وہ کہے گا- آج میں کسی کو اپنے بارے میں گواہی دینے کی اجازت نہ دوں گا میں خود ہی گواہی دوں گا۔ اللہ تعالی کہے گا: آج تو خود اپنا حساب لینے کے لیے اور تیرا نامہ اعمال تیار کرنے والے فرشتے گواہی دینے کے لیے کافی ہیں (حضور ﷺ فرماتے ہیں) چنانچہ اس کی زبان بند کر دی جائے گی اور اس کے جسم کے اعضا کو حکم دیا جائے گا کہ تم اس کے اعمال کی گواہی دو تو اعضا اس کے ایک ایک عمل کی گواہی دیں گے پھر اس کی زبان کھل جائے گی اور گویائی کی قوت لوٹ آئے گی۔ اپنے اعضا کو ملامت کرتے ہوئے کہے گا: تم پر خدا کی لعنت ہو، تم پر خدا کی پھٹکار پڑے، میں تو دنیا میں تمھاری طرف سے مدافعت کرتا تھا (اور تم نے آج میرے خلاف گواہی دی)۔

تشریح: مطلب یہ کہ دینا میں تمھیں موٹا کرنے کے لیے تمھیں آرام پہنچانے اور موسموں کی شدت سے بچانے کے لیے میں نے حرام و حلال کی تمیز اٹھادی تھی خدا کی رضا اور ناراضی کا تصور دماغ سے نکال دیا تھا اور تمہیں نے وقت پر دغا دی اور مجھے مجرم بنا کر چھوڑا۔

غیبت کی سزا

٢٩٠- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنہُ قَالَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِنَبِیِّ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِی النَّارِ فَاِذَا قَوْمٌ یَّاْکُلُوْنَ الْجِیَفَ قَالَ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ- (ترغیب و ترھیب بحوالہ احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ جس رات معراج کو گئے آپ نے جہنم کو دیکھا۔ وہاں آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مردہ سڑی ہوئی لاشیں کھا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں (کی عدم موجودگی میں ان) کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے)

متکبر کا حشر

٢٩١- عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَبْعَثُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ نَاسًا فِی الذَّرِّ یَطَؤُھُمُ النَّاسُ بِاَقْدَامِھِمْ فَیُقَالُ مَا ھٰؤُلَاءِ فِیْ صُوَرِ الذَّرِّ فَیُقَالُ ھٰؤُلَاءِ الْمُتَکَبِّرُوْنَ فِی الدُّنْیَا- (ترغیب و ترھیب بحوالہ بزار)

quranurdu.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے گا۔ لوگ ان کو اپنے قدموں سے روندیں گے۔ پوچھا جائے گا۔ یہ چیونٹیوں کی شکل میں کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جائے گا: یہ دنیا میں تکبر کرنے والے لوگ ہیں۔

تشریح: تکبر کی حقیقت جان لینی چاہیے۔ اس کی جو حقیقت قرآن اور احادیث میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کو خالق ومالک جانے اور زبان سے اسے اپنا خالق اور رب کہے لیکن اس کے حکم کو نہ مانے۔ ظاہر بات ہے کہ جو اللہ کے مقابلے میں اپنی بڑائی کا مظاہرہ کرے گا وہ اپنے جیسے انسانوں کو لازماً حقیر جانے گا۔ ابلیس اللہ کو خالق مانتا ہے محسن اور منعم بھی تسلیم کرتا ہے اور بار بار زبان سے رب بھی کہتا ہے لیکن اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو انکار کر دیتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تکبر کہا ہے۔ حدیث میں بھی یہی بات کہی گئی ہے مسلمان متکبرین وہ ہیں جو خدا کو اپنا خالق اور پروردگار مانتے اور جانتے ہیں کہ ان کے خالق وپروردگار نے نماز فرض کی ہے، روزہ فرض کیا ہے زکوۃ فرض کی ہے اور حج فرض کیا ہے مگر نہ نماز پڑھتے نہ روزہ رکھتے اور نہ زکاۃ حج ادا کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے متکبر ہیں۔

quranurdu.com

مشاہدات معراج

۲۹۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِفَرَسٍ يَجْعَلُ كُلَّ خَطْوٍ مِّنْهُ اَقْصٰى بَصَرِهٖ فَسَارَ وَسَارَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَتٰى عَلٰى قَوْمٍ يَزْرَعُوْنَ فِیْ يَوْمٍ وَيَحْصُدُوْنَ فِیْ يَوْمٍ كُلَّمَا حَصَدُوْا عَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ الْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ تُضَاعَفُ لَهُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّمَا اَنْفَقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ثُمَّ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ تُرْضَخُ رُءُوْسُهُمْ بِالصَّخْرِ كُلَّمَا رُضِخَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ وَلَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ قَالَ جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَثَاقَلَتْ رُءُوْسُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ ثُمَّ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ عَلٰى اَدْبَارِهِمْ رِقَاعٌ وَّعَلٰى اَقْبَالِهِمْ رِقَاعٌ يَسْرَحُوْنَ كَمَا تَسْرَحُ الْاَنْعَامُ اِلَى الضَّرِيْعِ وَالزَّقُّوْمِ وَرَضْفِ جَهَنَّمَ قَالَ مَا هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَا يُؤَدُّوْنَ صَدَقَاتِ اَمْوَالِهِمْ مَّا ظَلَمَهُمُ اللهُ وَمَا اللهُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ثُمَّ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ جَمَعَ حُزْمَةً عَظِيْمَةً لَا يَسْتَطِيْعُ حَمْلَهَا وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّزِيْدَ عَلَيْهَا قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِكَ عَلَيْهِ اَمٰنَتُ النَّاسِ لَا يَسْتَطِيْعُ اَدَآءَهَا وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّزِيْدَ عَلَيْهَا ثُمَّ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ وَاَلْسِنَتُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ حَدِيْدٍ كُلَّمَا قُرِضَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِنّ ذٰلِكَ شَیْءٌ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ خُطَبَآءُ الْفِتْنَةِ ثُمَّ اَتٰى عَلٰى جُحْرٍ صَغِيْرٍ يَّخْرُجُ مِنْهُ ثَوْرٌ عَظِيْمٌ فَيُرِيْدُ الثَّوْرُ اَنْ يَّدْخُلَ مِنْ حَيْثُ خَرَجَ فَلَا يَسْتَطِيْعُ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الرَّجُلُ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ الْعَظِيْمَةِ فَيَنْدَمُ عَلَيْهَا فَيُرِيْدُ اَنْ يَّرُدَّهَا فَلَا يَسْتَطِيْعُ۔ (ترغیب و ترهیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معراج کی رات نبی ﷺ کے پاس ایک ایسا گھوڑا لایا گیا جس کی تیز رفتاری کا یہ حال تھا کہ اس کا ہر قدم حد نظر پر پڑتا تھا تو حضور ﷺ اس گھوڑے پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کی معیت میں چلے اور آسمان پر پہنچے تو آپ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جو ہر دن فصل بوتے ہیں اور اسی دن کاٹ لیتے ہیں اور کاٹ لینے کے بعد پھر ان کی کھیتی تیار ہو جاتی ہے۔ آپ نے پوچھا اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں ان کی ہر نیکی پر سات سو گنا اجر ملتا ہے جو کچھ انھوں نے دنیا میں خرچ کیا تھا

اس کا عوض رہا ہے۔ پھر آپ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھا اور کچلنے جانے کے بعد پھر ویسے ہو جاتے ہیں۔ برابر کے ساتھ ایسا ہی ہو رہا تھا۔ آپ نے پوچھا اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں نماز سے سستی برتتے تھے۔ پھر آپ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو چیتھڑے پہنے ہوئے تھے اور جس طرح جانور چرتے ہیں اسی طرح وہ تھوہڑ اور جھاڑ کانٹے اور جہنم کے گرم پتھر کھا رہے ہیں۔ بھوک سے بے تاب ہو کر وہ چیز کھا رہے ہیں جو کھانے کی نہیں۔ آپ نے پوچھا اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوۃ نہیں نکالتے تھے۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ اللہ تو بندوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا۔ (یہ اپنے کرتوتوں کی سزا بھگت رہے ہیں)۔ اس کے بعد آپ ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر جمع کیے ہوئے ہے جسے وہ اٹھا نہیں سکتا۔ پھر بھی وہ چاہتا تھا کہ اس میں اضافہ ہو جائے۔ آپ نے جبریل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے ذمے لوگوں کے بہت سارے حقوق اور امانتیں ہیں جنھیں وہ ادا نہیں کر پا رہا لیکن ان حقوق اور امانتوں میں وہ مزید اضافہ چاہتا ہے۔

پھر آپ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ ادھر کٹے ادھر درست ہو گئے پھر کٹے اور درست ہو گئے اور یہ عمل مسلسل جاری تھا۔ آپ نے پوچھا: اے جبریل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا یہ فتنے اور گمراہی پھیلانے والے مقررین ہیں۔ اس کے بعد آپ ایک چھوٹے سوارخ کے پاس پہنچے آپ نے دیکھا کہ اس چھوٹے سوراخ سے ایک بڑا بیل نکلا اور پھر اسی سوراخ میں جانا چاہتا ہے لیکن جا نہیں سکتا۔ آپ نے پوچھا: اے جبریل (علیہ السلام) یہ کیا ہے؟ انھوں نے بتایا یہ شخص اپنی زبان سے غلط بات نکالتا پھر پچھتاتا اور اس کی تلافی کرنا چاہتا تھا، مگر زبان سے نکلنے کے بعد وہ بات کیونکر واپس ہوتی۔

تشریح: مذکورہ بالا حدیث میں امانت کا ذکر کیا گیا ہے امانت سے عموماً وہ چیز مراد لی جاتی ہے جو کسی شخص کے پاس بطور حفاظت رکھی جائے۔ لیکن اسلام میں امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس سے مراد لوگوں کی عام امانتیں بھی ہیں۔ لوگوں سے ادھار لی ہوئی رقوم اور چیزیں بھی امانت ہیں۔ اس کے علاوہ گھریلو اور معاشرتی ذمہ داریاں اور حکومتی مناصب بھی امانتیں ہیں۔

احوال جہنم

۲۹۳۔ عَنْ شُفَيِّ بْنِ مَاتِعِ نِ الْاَصْبَحِيِّ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعَةٌ يُؤْذُوْنَ اَهْلَ النَّارِ عَلٰى مَابِهِمْ مِّنَ الْاَذٰى يَسْعَوْنَ مَابَيْنَ الْحَمِيْمِ وَالْجَحِيْمِ يَدْعُوْنَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ يَقُوْلُ بَعْضُ اَهْلِ النَّارِ لِبَعْضٍ مَابَالُ هٰؤُلَاءِ قَدْ اٰذَوْنَا عَلٰى مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰى قَالَ فَرَجُلٌ مُغْلَقٌ عَلَيْهِ تَابُوْتٌ مِّنْ جَمْرٍ وَرَجُلٌ يَجُرُّ اَمْعَاءَهٗ وَرَجُلٌ يَسِيْلُ فُوْهُ قَيْحًا وَّدَمًا وَرَجُلٌ يَّاكُلُ لَحْمَهٗ قَالَ فَيُقَالُ لِصَاحِبِ التَّابُوْتِ مَابَالُ الْاَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰى مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰى فَيَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْعَدِ قَدْ مَاتَ وَفِيْ عُنُقِهٖ اَمْوَالُ النَّاسِ ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِیْ يَجُرُّ اَمْعَاءَهُ الْاَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰى مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰى فَيَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْعَدَ كَانَ لَايُبَالِیْ اَيْنَ اَصَابَ الْبَوْلَ مِنْهُ ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِیْ يَسِيْلُ فُوْهُ قَيْحًا وَّدَمًا مَّابَالُ الْاَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰى مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰى فَيَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْعَدَ كَانَ يَنْظُرُ اِلٰى كَلِمَةٍ فَيَسْتَلِذُّهَا كَمَا يُسْتَلَذُّ الرَّفَثُ ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِیْ يَاكُلُ لَحْمَهُ النَّاسِ بِالْغِيْبَةِ وَيَمْشِیْ بِالنَّمِيْمَةِ۔

شفی بن ماتع رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا چار آدمی جہنم میں ایسے ہوں گے جن کی وجہ سے اہل جہنم بھی پریشان ہوں گے۔ یہ لوگ کھولتے ہوئے نہایت گرم پانی اور بھڑکتی ہوئی آگ کے درمیان دوڑ رہے ہوں گے اور ہائے شامت، ہائے بربادی کے الفاظ ان کی

quranurdu.com

زبانوں سے نکل رہے ہوں گے۔ جہنمی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ہم تو ویسے ہی تکلیف میں تھے، ان بدبختوں نے ہم کو مزید اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ ان چاروں میں سے ایک آدمی وہ ہو گا جسے آگ کے صندوق میں بند کر دیا ہو گا۔ دوسرا وہ شخص ہو گا جس کی انتڑیاں نکل پڑی ہیں اور وہ اپنی انتڑیوں کے ساتھ ادھر ادھر بھاگتا پھر رہا ہو گا۔ تیسرا وہ شخص ہو گا جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہو گا۔ چوتھا وہ شخص ہو گا جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہو گا۔

آگ کے صندوق میں قید جہنمی کو دیکھ کر دوسرے لوگ کہیں گے کہ یہ منحوس اور شامت زدہ آدمی جس کی پریشانی سے ہم بھی اذیت میں ہیں اس نے دنیا میں کیا کیا تھا؟ (کس جرم کی پاداش میں اسے یہ سزا مل رہی ہے) اللہ تبارک و تعالیٰ بتائے گا: یہ شخص اس حال میں مرا ہے کہ اس کے ذمے لوگوں کا مال باقی تھا (لیکن باوجود قدرت کے اس نے لوگوں کی امانتیں اور قرضے واپس نہیں کیے تھے) پھر دوسرے آدمی کے بارے میں جو اپنی انتڑیوں کے ساتھ بھاگتا پھرتا ہو گا۔ اہل جہنم جاننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ شخص اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا (طہارت اور پاکی سے بے پرواہ تھا)۔ اسی طرح تیسرے آدمی کے بارے میں جس کے منہ سے قے اور پیپ بہہ رہا ہو گا وہ پوچھیں گے تو اللہ تعالیٰ بتائے گا کہ: یہ شخص برے الفاظ سے اس طرح دلچسپی لیتا تھا جس طرح بدکاروں کو شہوانی باتوں میں مزا آتا ہے آخر میں اس شخص کی بابت اہل جہنم پوچھیں گے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انھیں بتائے گا یہ شخص پیٹھ پیچھے لوگوں کی برائی بیان کرتا اور ادھر ادھر چغلی کھاتا پھرتا تھا (تاکہ لوگوں کے آپس کے خوش گوار تعلقات ختم ہو جائیں اور وہ لڑ پڑیں)

quranurdu.com

حاجت روائی۔۔۔۔۔موجب جنت

۲۹۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ خَلْقًا خَلَقَھُمْ لِحَوَآئِجِ النَّاسِ یَفْزَعُ النَّاسِ اِلَیْھِمْ فِیْ حَوَآئِجِھِمْ اُولٰٓئِکَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللہِ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے کچھ آدمیوں کو لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ لوگ اپنی ضرورتیں لیے ہوئے ان کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

اللہ کی اطاعت میں طویل زندگی کی برکتیں

۲۹۵۔ عَنْ عَبْدِ اللہِ شَدَّادٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِیْ عَذْرَۃَ ثَلَاثَۃً اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّکْفِیْھِمْ قَالَ طَلْحَۃُ اَنَا قَالَ فَکَانُوْا عِنْدَ طَلْحَۃَ فَبَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ اَحَدُھُمْ فَاسْتَشْھَدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ اٰخَرُ فَاسْتَشْھَدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ طَلْحَۃُ فَرَأَیْتُ ھٰٓؤُلَاءِ الثَّلَاثَۃَ الَّذِیْنَ کَانُوْا عِنْدِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَرَأَیْتُ الْمَیِّتَ فِرَاشِہٖ اَمَامَھُمْ وَرَأَیْتُ الَّذِیْنَ اسْتَشْھَدَ اٰخِیْرًا یَّلِیْہِ وَرَأَیْتُ اَوَّلَھُمْ اٰخِرَھُمْ قَالَ فَدَاخَلَنِیْ مِنْ ذٰلِکَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ وَمَآ اَنْکَرْتَ مِنْ ذٰلِکَ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مُّؤْمِنٍ یُعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامِ لِتَسْبِیْحِہٖ وَتَکْبِیْرِہٖ وَتَھْلِیْلِہٖ۔ (ترغیب و ترھیب حدیث نمبر ۵۱۵۸)

عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنی عذرہ کے تین آدمی نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ ان تینوں کی میزبانی کون کرے گا؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ خدمت میں انجام دوں گا۔ چنانچہ یہ لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے۔ بعد میں کسی موقعہ پر نبی ﷺ نے جہاد میں کچھ لوگوں کو بھیجا تو ان میں سے ایک شخص مجاہدین کے ساتھ گیا اور شہادت پائی۔ پھر ایک دوسری فوج بھیجی گئی اس کے ساتھ ان میں سے دوسرا چلا گیا۔ اس نے بھی شہادت پائی۔ رہا تیسرا تو وہ اپنے بستر پر طبعی موت مرا تھا وہ ان دونوں سے آگے تھا اس کے بعد دوسرا شہید اور جو پہلے شہید ہوا تھا وہ ان دونوں سے پیچھے تھا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات کھٹکی تو حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ سے اس خواب کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تمھیں اس پر تعجب کیوں ہو رہا ہے؟ ظاہر ہے جو مومن اسلام کی حالت میں لمبی عمر پائے وہ اپنی تسبیح تکبیر اور تہلیل کے ذریعے بلند مرتبہ ہی پائے گا۔

تشریح: تیسرا شخص جہاد میں شریک ہونے کی تمنا رکھتا تھا لیکن موت نے اس کا موقعہ نہ دیا۔ ایسا شخص قیامت میں شہیدوں میں شمار کیا جائے گا پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ عمر پائی اور یہ عمر تمام تر اللہ کی اطاعت میں گزری تو آخرت میں اسے بلند مرتبہ ہی ملنا چاہیے۔

مساکین سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

۱۹۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجْتَمِعُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالَ اَیْنَ فُقَرَآءُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَمَسَاکِیْنُهَا فَیَقُوْمُوْنَ فَیُقَالُ لَهُمْ مَاذَا عَمِلْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ابْتَلَیْتَنَا فَصَبَرْنَا وَوَلَّیْتَ الْاَمْوَالَ وَالسُّلْطَانَ غَیْرَنَا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ صَدَقْتُمْ قَالَ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ النَّاسِ وَتَبْقٰی شِدَّةُ الْحِسَابِ عَلٰی ذَوِی الْاَمْوَالِ وَالسُّلْطَانِ قَالُوْا فَاَیْنَ الْمُوْمِنُوْنَ یَوْمَئِذٍ قَالَ تُوْضَعُ لَهُمْ کَرَاسِیُّ مِنْ نُّوْرٍ وَیُظَلُّ عَلَیْهِمُ الْغَمَامُ یَکُوْنُ ذٰلِكَ الْیَوْمُ اَقْصَرَ عَلَی الْمُوْمِنِیْنَ مِنْ سَاعَةٍ مِّنْ نَّهَارٍ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ طبرانی)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ قیامت کے دن حشر کے میدان میں جمع ہو گے تو اللہ تعالیٰ کہے گا: اس امت کے فقراء و مسکین لوگ کہاں ہیں۔ یہ سن کر فقراء و مساکین خدا کے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔ وہ ان سے پوچھے گا کہ تم نے دنیا میں کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب آپ نے ہمیں معاشی تنگی کے امتحان میں ڈالا تو ہم نے صبر کیا، اور دوسروں کو مال اور اقتدار ملا (ہم ان دونوں سے محروم رہے، لیکن ہم دین پر جمے رہے)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہاں تم نے ٹھیک کہا۔ فقرا و مساکین دوسرے لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور اہل اقتدار اور اہل دولت حساب دینے کے لیے خدا کی عدالت میں رہ جائیں گے۔ ان کا حساب لمبا ہو گا اور سخت ہو گا (کیونکہ انھوں نے مال اور اقتدار پا کر شکر گزاری کا راستہ اختیار نہیں کیا)۔ لوگوں نے پوچھا: مومنین کا اس دن کیا حال ہو گا؟ آپ نے بتایا کہ وہ لوگ نور کی کرسیوں پر بیٹھیں گے، ان پر گھنی بدلی کا سایہ ہو گا اور وہ حساب کا دن (جو دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا) مومنین کے لیے مختصر ہو جائے گا۔

تشریح: راہ عمل کی حدیث نمبر ۳۴ میں بتایا گیا ہے کہ جتنا وقت فرض نماز ادا کرنے میں لگتا ہے، قیامت کا دن مومنین کے لیے اتنا مختصر ہو جائے گا اور دنیا میں جس طرح نماز ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی تھی اسی طرح قیامت کا دن ان کے لیے راحت کا دن بن جائے گا۔

quranurdu.com

جنت کے بالاخانے کن لوگوں کے لیے ہیں؟

۲۹۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یُرٰی ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَ بَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا فَقَالَ اَبُو مَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیُّ لِمَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِمًا وَّالنَّاسُ نِیَامٌ۔ (ترغیب و ترهیب بحواله طبرانی)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ بالاخانے کن لوگوں کے حصے میں آئیں گے؟ آپ نے فرمایا: پاکیزہ گفتگو کرنے والوں کے حصے میں اور ان لوگوں کے حصے میں جو غریبوں کو کھانا کھلائیں اور ان کے حصے میں جو تہجد کے لیے اس وقت اٹھیں جب لوگ سو رہے ہوں۔

quranurdu.com

رب کی ملاقات کا شوق۔۔۔۔۔ذریعہ نجات

۲۹۸۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمْ اَنْبَأْتُكُمْ مَّا یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَا اَوَّلُ مَا یَقُوْلُوْنَ لَهٗ قُلْنَا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ هَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَآئِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ یَا رَبَّنَا فَیَقُوْلُ لِمَ فَیَقُوْلُوْنَ رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ فَیَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِیْ۔ (ترغیب و ترهیب بحواله احمد)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم لوگ چاہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنین سے سب سے پہلے کیا کہے گا اور وہ کیا جواب دیں گے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! بتائیے آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل مومنین سے کہے گا: کیا تم لوگ میری ملاقات کے خواہش مند تھے؟ مومنین کہیں گے: ہاں اے ہمارے رب! ہم آپ کی ملاقات کے آرزومند تھے۔ اللہ پوچھے گا: کیوں؟ وہ کہیں گے: ہمیں اس بات کی امید تھی کہ آپ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ اللہ فرمائے گا تمھارے گناہوں کی بخشش میں نے اپنے اوپر لازم کرلی (چنانچہ انھیں گناہوں کی آلائش سے پاک کرکے جنت میں داخل کرے گا)

فرشتوں کی مبارک باد کے مستحق لوگ

۲۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَلْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِیْنَ تُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ وَتُتَّقٰی بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَیَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُ لَهَا قَضَآءً فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ مَّلَآئِكَتِهٖ اِئْتُوْهُمْ فَحَیُّوْهُمْ فَتَقُوْلُ الْمَلَآئِكَةُ رَبَّنَا نَحْنُ سُكَّانُ سَمَآئِكَ وَخِیَرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ اَفَتَأْمُرُنَا اَنْ نَّأْتِیَ هٰٓؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَیْهِمْ فَیَقُوْلُ قَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا عِبَادًا یَعْبُدُوْنِیْ وَلَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَّتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ وَتُتَّقٰی بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَیَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُ لَهَا قَضَآءً

قَالَ فَتَأْتِيهِمُ الْمَلَآئِكَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ (ترغیب و ترہیب

حدیث نمبر۲۹۹ بحوالہ احمد و بزار)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو اللہ کی مخلوقات میں سے کون لوگ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو اس کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا جنت میں سب سے پہلے غریب مہاجرین جائیں گے جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنے اور خطرات کا سامنا کرنے میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دل کا ارمان لیے ہوئے مر گئے اسے پورا نہ کر سکے۔ اللہ عزوجل اپنے ملائکہ میں سے کچھ لوگوں سے فرمائے گا: تم ان کے پاس جاؤ اور مبارک باد دو۔ ملائکہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم آسمانی مخلوق ہیں اور تیری بہترین مخلوقات ہیں، کیا آپ ہمیں ان کے پاس جانے اور سلام کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ اللہ تعالی فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے جو صرف بندگی کرتے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے یہ اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے، ہر طرح کے خطرات کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ یہ لوگ اس حال میں مرے ہیں کہ دنیا میں اپنی قربانیوں کا کوئی صلہ نہیں پا سکے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ملائکہ یہ سن کر ان کے پاس جنت کے ہر دروازے سے جائیں گے اور کہیں گے تم پر اللہ کی رحمت ہوئی دین پر جمنے کے نتیجے میں۔ آخرت کا یہ بہترین صلہ ہے جو تم کو ملا۔ (الرعد ۱۳:۲۳، ۲۴)

quranurdu.com

جنت کی نعمتوں کا دوام

۳۰۰۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ یُنَادِیْ اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا اَبَدًا وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ مسلم و ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا: اے اہل جنت اب تم کبھی بھی بیمار نہیں پڑو گے ہمیشہ تندرست رہو گے اب تمھیں کبھی موت نہیں آئے گی ہمیشہ زندہ رہو گے تم ہمیشہ جوان رہو گے، تم پر بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا اور تم ہمیشہ خوش حال رہو گے اب کبھی بھی تمھیں تنگی اور فقر و فاقہ لاحق نہیں ہو گا۔ اس بارے میں اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وَ نُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (الاعراف ۷:۴۳) اہل جنت سے کہا جائے گا یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمھیں ان اعمال کے بدلے میں ملی ہے جو تم کرتے رہے تھے۔

جنت کی سدا بہار اور بے مثال نعمتیں

۳۰۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یُنَعَّمُ وَلَا یُبْأَسُ وَیَخْلُدُ لَا یَمُوْتُ لَا یَبْلٰی ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ فِی الْجَنَّةِ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا وہ ہمیشہ خوش حال رہے گا، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا، اسے کبھی بھی موت نہ آئے گی، فقر و فاقے سے دوچار نہیں ہو گا۔ اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور نہ اس کی جوانی ختم ہو گی۔ جنت میں وہ نعمتیں ہیں جنھیں نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی انسان کے تصور میں وہ آئیں۔

فقراء مہاجرین کی فضیلت

۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ یَأْتِیْ قَوْمٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ نُوْرُھُمْ کَنُوْرِ الشَّمْسِ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ نَحْنُ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا وَلَکُمْ خَیْرٌ کَثِیْرٌ وَلٰکِنَّھُمُ الْفُقَرَآءُ الْمُھَاجِرُوْنَ الَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ۔ (ترغیب و ترھیب)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں سورج طلوع ہوا۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے نورانی ہوں گے سورج کی طرح۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ ہم لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں تم لوگوں کو بھی بہت کچھ ملے گا، لیکن میں جن لوگوں کا ذکر کر رہا ہوں وہ ایسے لوگ ہوں گے جنھوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی ہو گی اور زمین کے مختلف گوشوں سے سمٹ کر آئے ہوں گے اور غریب ہوں گے۔

محض اللہ کی خاطر محبت کا صلہ

۔ عَنْ شَرَحْبِیْلِ بْنِ السَّمِطِ اَنَّہٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ ھَلْ اَنْتَ مُحَدِّثِیْ حَدِیْثًا سَمِعْتَہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْہِ نِسْیَانٌ وَّلَا کِذْبٌ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَّسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَحَابُّوْنَ مِنْ اَجْلِیْ وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ مِنْ اَجْلِیْ وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَبَاذَلُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَصَادَقُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ۔ (ترغیب و ترھیب)

شرجیل بن سمط نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیں گے جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو جو سچی ہو اور بھول چوک سے بھی پاک ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں جو میری خاطر آپس میں دوست بنے ہوں گے محض میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوں گے محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں گے اور محض میری خاطر وہ آپس میں دوست بنے ہوں گے۔

تشریح: یعنی یہ دوستی اور محبت صرف اللہ کے لیے اور اللہ کے دین کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے۔ کوئی اور دوسرا محرک نہیں ہے۔ اس مضمون کی بہترین شرح کے لیے راہ عمل میں حدیث نمبر ۲۱۸ ضرور پڑھیے۔

اہل جنت کے لیے سب سے بڑا انعام

۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَ مَالَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری و مسلم و ترمذی)

quranurdu.com

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اہل جنت سے کہے گا: اے جنتی لوگو! وہ لوگ اس کے جواب میں کہیں گے: اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں۔ ہر طرح کی خیر وسعادت آپ کے قبضے میں ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: کیا تم لوگ اپنے عمل کا بدلہ پاکر خوش ہوئے؟ وہ جواب دیں گے: اے ہمارے رب! ہم کیوں نہیں خوش ہوں گے جب کہ آپ نے ہم لوگوں کو وہ نعمتیں دیں جو کسی اور کو نہیں دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا: کیا میں تم کو اس سے زیادہ افضل اور برتر چیز نہ دوں؟ وہ کہیں گے: اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ فرمائے گا میں تم سے ہمیشہ خوش رہوں گا، اب تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

تشریح: بعض دوسری حدیثوں میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ اہل جنت یہ اعلان سن کر اتنا خوش ہوں گے کہ جنت کی نعمتیں بھول جائیں گے کیونکہ انھیں سب سے بڑی نعمت اس کی دائمی خوشنودی اس بشارت کی شکل میں ملے گی۔

quranurdu.com

اسوہ رسول ﷺ

نماز

۶۵- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے دنیا کی تین چیزیں بہت زیادہ محبوب ہیں: اپنی بیویاں اور خوشبو اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دنیاوی مرغوبات میں سے مجھے یہ دو چیزیں پسند ہیں: بیوی اور خوشبو۔ رہی نماز تو وہ ان دونوں سے زیادہ محبوب ہے، وہ میری روحانی غذا ہے اور دل کا سرور ہے، کیونکہ نماز نام ہے اللہ کی یاد کا اور اس سے مناجات وہم کلامی کا۔ یہی حقیقت ایک اور حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ آپ اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے: اَرِحْنَا یَابِلَالُ اے بلال رضی اللہ عنہ ہماری راحت (نماز) کا اہتمام کرو۔

خشوع

۶۶- عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الشِّخِّیْرِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَیُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ۔ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت مطرف بن عبداللہ الشخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ کے سینے سے اس طرح کی آواز نکل رہی ہے جیسے پکتی ہوئی ہنڈیا سے آواز نکلتی ہے۔

نماز باجماعت

۶۷- عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَطِّعُ قِرَاءَتَہٗ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ثُمَّ یَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ یَقِفُ۔ (ترمذی)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے الحمد للہ رب العالمین کہتے اور ٹھہر جاتے پھر الرحمن الرحیم کہتے اور ٹھہر جاتے۔

تشریح: مطلب یہ کہ جہری نمازوں (مغرب عشاء اور فجر) میں سورہ الفاتحہ کی ہر آیت پر ٹھہرتے اور عام طور پر سورۃ الفاتحہ کے علاوہ بھی ہر آیت پر ٹھہرتے تھے۔ بعض رمضانی حافظوں کی طرح آپ قرآن کی تلاوت تیز تیز نہیں فرماتے تھے نہ نماز میں اور نہ نماز کے علاوہ۔

نبی کریم کا انداز تلاوت

۳۰۸۔ عَنْ يَّعْلٰى اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَآءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُّفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ (ترمذی)

حضرت یعلیٰ کہتے ہیں میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ قرآن کس طرح پڑھتے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ آپ کی قراءت صاف اور واضح ہوتی تھی ہر ہر حرف الگ الگ سنائی دیتا تھا۔

سفر میں فرض نماز کا اہتمام

۳۰۹۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ نِ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ۔ (ابوقتادہ۔ مسلم)

نبی ﷺ سفر میں کہیں رات کو پڑاو ڈالتے اور رات زیادہ ہوتی تو دائیں کروٹ لیٹ جاتے اور اگر فجر سے ذرا پہلے کہیں ٹھہرتے تو ہاتھ کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ لیتے۔

یعنی باقاعدہ طور پر سونے کے لیے لیٹتے نہیں تھے بلکہ ہاتھ کھڑا کرتے اور اس پر سر رکھ لیتے۔ ایسا اس لیے کرتے کہ رات بھر کے تھکے ہوئے ہیں اور پل بھر میں صبح ہونے والی ہے اگر کسی کروٹ لیٹ گئے تو فجر کی نماز قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے، اس لیے اس ڈھنگ سے لیٹتے جس میں آنکھ لگنے کا کوئی احتمال ہی نہ تھا۔

تہجد

۳۱۰۔ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ (بخاری)

نبی ﷺ تہجد کی نماز میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دونوں پاؤں سوج جاتے۔ کسی نے کہا کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

تشریح: مطلب یہ کہ خدا نے مجھے گناہوں سے بچا کر اور نبی بنا کر مجھ پر احسان فرمایا ہے تو اس کے احسان کا یہ عین تقاضا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ اس کا شکر بجالاؤں۔ مومن کو جتنی ہی نعمتیں ملتی ہیں اتنا ہی اس کے اندر شکر کا جذبہ ابھرتا اور خدا کی بندگی میں تیز تر ہو جاتا ہے۔

نبی کریم کا بیماری میں تہجد پڑھنا۔

۳۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَيْسٍ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُهٗ وَكَانَ اِذَا مَرِضَ اَوْ كَسِلَ صَلّٰى قَاعِدًا۔

quranurdu.com

حضرت عبد اللہ بن ابو قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قیام لیل (تہجد) مت چھوڑنا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑتے تھے حتی کہ جب آپ بیمار ہو جاتے یا سستی محسوس کرتے تو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

حسن اخلاق

۲۱۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ خُلُقُ نَبِیِّ اللّٰہِ الْقُرْاٰنَ۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالی کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔

تشریح: یعنی قرآن مجید میں جن اعلی اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہے وہ سب آپ کے اندر پائے جاتے تھے۔ آپ ان کا بہترین نمونہ تھے۔

quranurdu.com

نبی کریم کی سیرت

۲۱۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا۔ (بخاری مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نہ تو بد اخلاق تھے اور نہ ہی بری باتیں آپ زبان سے نکالتے تھے۔

خادم پر شفقت

۲۱۴۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ قَطُّ اُفٍّ وَّلَا قَالَ لِشَیْءٍ فَعَلْتُہٗ وَلَا لِشَیْءٍ لَّمْ اَفْعَلْہُ اَلَا فَعَلْتَ کَذَا۔ (بخاری مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ لیکن اس عرصے میں آپ نے بے زاری اور نفرت کا کبھی کوئی کلمہ نہیں کہا۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی تو آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے یہ غلطی کیوں کی اور جو کام کرنا چاہیے تھا میں نے نہیں کیا تو کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

نبی کریم کا صحابہ سے محبت کا انداز

۲۱۵۔ اَنَّ رَجُلاً مِّنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ کَانَ اسْمُہٗ زَاھِرَبْنَ حَرَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ یُھْدِیْ لِنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَادِیَۃِ فَیُجَھِّزُہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّخْرُجَ فَقَالَ لِنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ زَاھِرًا بَادِیَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْہٗ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّہٗ وَکَانَ دَمِیْمًا فَاَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا وَّھُوَ یَبِیْعُ مَتَاعَہٗ فَاحْتَضَنَہٗ مِنْ خَلْفِہٖ وَھُوَ لَا یُبْصِرُہٗ فَقَالَ اَرْسِلْنِیْ مَنْ ھٰذَا فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا یَأْتُوْا لَمَا اَلْزَقَ ظَھْرَہٗ بِصَدْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ عَرَفَہٗ وَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ یَّشْتَرِی الْعَبْدَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذًا وَ اللّٰہِ تَجِدُنِیْ کَاسِدًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لٰکِنْ عِنْدَ اللّٰہِ لَسْتَ بِکَاسِدٍ۔ (مشکوۃ۔ انس رضی اللہ عنہ)

کسی گاؤں کے رہائشی زاہر بن حرام نامی ایک صحابی رضی اللہ عنہ جب بھی مدینہ آتے تو اپنے ساتھ نبی کریم ﷺ کے لیے اپنے گاؤں کی چیزیں بطور تحفہ لاتے۔ جب وہ اپنے گاؤں کو واپس ہونے لگتے تو نبی ﷺ بھی شہر کی کچھ چیزیں بطور ہدیہ ان کے ساتھ کر دیتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: زاہر

ہمارے دیہاتی دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست۔ وہ کوئی خوش شکل نہ تھے لیکن نبی ﷺ ان سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ ایک دن جب وہ مدینہ میں اپنا دیہاتی سامان بیچ رہے تھے، حضور ﷺ پیچھے سے آئے اور انھیں اپنی گود لے لیا اور زاہر رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ نہیں سکے تھے۔ انھوں نے کہا کون ہے؟ مجھے چھوڑ جب مڑ کے دیکھا تو نبی ﷺ تھے۔ تب تو وہ پوری کوشش کرنے لگے کہ اپنی پیٹھ کو نبی ﷺ کے سینے سے چمٹائے رکھیں۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ وہ غلام نہ تھے۔ ان کا رنگ سیاہ تھا (جیسے حبشی غلاموں کا ہوتا ہے) زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ بہت گھاٹے میں رہیں گے۔ (مجھے بیچ کر بہت تھوڑی قیمت پائیں گے) نبی ﷺ نے فرمایا تم دنیا کے لوگوں کی نظر میں اگر کم قیمت ہو تو کیا ہوا اللہ کے یہاں تمھاری بڑی قیمت ہے۔

جاہلوں پر مہربان

۲۱۶۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَذَبَہٗ بِرِدَآئِہٖ جَذْبَۃً شَدِیْدَۃً فَنَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَثَّرَبِھَا حَاشِیَۃُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّۃِ جَذْبَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَامُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ فَضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَلَہٗ بِعَطَاءٍ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔ نبی ﷺ نجران کی بنی ہوئی موٹے کنارے کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ راستے میں ایک بدو ملا۔ اس نے آپ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی گردن پر نشان پڑ گیا۔ اس نے کہا: اے محمد مجھے بیت المال سے کچھ دلوایئے۔ (اس کے زور سے کھینچنے پر آپ نے برا نہیں مانا) آپ مسکرائے اور بیت المال سے اس کی مدد کا حکم جاری فرمایا۔

بچوں سے پیار

۲۱۷۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ جَآءَ اِعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْیَانَ وَمَا نُقَبِّلُھُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَاَمْلِکُ اَنْ نَزَعَ اللّٰہُ الرَّحْمَۃَ مِنْ قَلْبِکَ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک بدو (دیہاتی) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ (آپ اس وقت کسی بچے کو پیار کر رہے تھے) وہ آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: آپ لوگ بچوں سے پیار کرتے ہیں، ہم تو ایسا نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیا کروں اگر اللہ تعالی نے تیرے دل سے رحم و کرم کا جذبہ کھینچ لیا ہے۔

بچوں سے مذاق

۲۱۸۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَنْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوْلَ لِاَخٍ لِیْ صَغِیْرٍ یَا اَبَا عُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ وَکَانَ لَہٗ یَلْعَبُ بِہٖ فَمَاتَ۔ (متفق علیہ)

quranurdu.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہم لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے (اپنے آپ کو لیے دیے نہیں رہتے تھے) یہاں تک کہ وہ میرے چھوٹے بھائی سے جس کا نام عمیر تھا، از راہِ خوش دلی فرماتے: اے عمیر تمھاری چڑیا کیا ہوئی؟ عمیر کے پاس ایک چھوٹی چڑیا تھی جس سے وہ دل بہلاتا تھا مر گئی تھی۔

بچوں کا بوسہ لینا

۲۱۹۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِصَبِیٍّ فَقَبَّلَہٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّھُمْ مَبْخَلَةٌ مَّجْبَنَةٌ لَمِنْ رَیْحَانِ اللّٰہِ۔ (مشکوۃ)

نبی ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا، جس کو آپ نے بوسہ دیا اور فرمایا: یہ بچے آدمی کو بخیل اور بزدل بناتے ہیں۔ یہ اللہ کے پھول ہیں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اولاد کی محبت فطری ہے اور مومن اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو بچوں کی محبت خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے اور خدا کے لیے قربانی دینے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

اصل حدیث میں ریحان کا لفظ آیا ہے جس کے معنی خوشبو دار پھول کے بھی ہیں اور خدا کی بخشش اور عطیہ کے بھی۔ دونوں معنوں کے لحاظ سے یہاں بات ٹھیک بنتی ہے بچے خدا کی رحمت اور بخشش بھی ہیں۔

quranurdu.com

خوش طبعی

۲۲۰۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تعجب اور حیرت کے ساتھ آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول آپ ہم سے ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا: ہاں لیکن کوئی غلط اور خلاف واقعہ بات نہیں کہتا۔

تشریح: عام طور پر مذہبی اپنے معتقدین کی مجلسوں میں خاموش بیٹھے ہیں ہنسی اور دل لگی کی باتیں ان سے نہیں کرتے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خوش طبعی کی باتیں کرنا تقدس اور علم دین کے منافی نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں

۲۲۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔ (ابن ماجہ۔ ابن عباس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے اہل و عیال کے لیے تم میں سب سے زیادہ بہتر ہوں۔

گھریلو کام میں ہاتھ بٹانا

۲۲۲۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِھْنَةِ اَھْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَةَ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ۔ (بخاری)

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب نبی ﷺ گھر میں ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ اپنے گھر کے کام میں اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو مسجد چلے جاتے تھے۔

اپنے کام خود کرنا

۳۲۳۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِیْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ فِیْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِیْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِیْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جوتے ٹانک لیتے اپنے کپڑے بھی سی لیتے اور اپنے گھر میں وہ سب کام کرتے جو آدمی اپنے گھر میں کرتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا کہ آپ انسان تھے اپنے کپڑوں سے جوئیں نکالتے اپنی بکری دھوتے اور اپنے سارے کام خود کرتے۔

quranurdu.com

بیوی کے جذبات کا خیال رکھنا

۳۲۴۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِیْ بِرِدَآئِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِیْ اَسْاَمُهٗ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی چادر سے آڑ کر لیا کرتے اور میں حبشی لوگوں کو مسجد میں جنگی مشق کرتے دیکھتی تھی۔ آپ اس وقت تک اپنی چادر کی آڑ کیے رہتے جب تک میں خود اکتا نہ جاتی۔

تشریح: تو اے لوگو! اگر تم کسی کمسن لڑکی سے شادی کرو تو اس کے جذبات و حسیات کا خیال رکھو۔ کمسن عورت کھیل اور تفریح کی شوقین ہوتی ہے۔ حبشی مجاہدین نیزوں اور دوسرے اسلحے کی مشق مسجد کے صحن میں کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی چادر کی آڑ میں ان کا کھیل دیکھتیں۔ جب ان کا جی بھر جاتا تو چلی جاتیں۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نوجوان عورت تھی اور اس عمر میں عورتوں کے کیا جذبات ہوتے ہیں اس سے حضور ﷺ واقف تھے اس لیے اپنی چادر سے آڑ کر دیتے اور یہ جنگی مشق دیکھتیں۔ اس سے امت کے لوگوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ان کی بیویاں نئی عمر کی ہوں تو ان کے جذبات کی جائز حدود میں رہ کر رعایت کرنی چاہیے۔ یہ بات یاد رہے کہ عورت کے دیکھنے پر اس طرح کی پابندی نہیں ہے جس طرح کی پابندی مردوں کے عورتوں کی طرف دیکھنے پر ہے۔

بیوی کی خدمات کی قدر

۳۲۵۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا وَمَا أَرَيْتُهَا قَطُّ وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ يُقَطِّعُهَا اَعْضَآءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَانَ لَمْ يَكُنْ فِی الدُّنْيَا امْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کی بیویوں (امہات المومنین) میں سے کسی پر مجھے اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا۔ میں نے انھیں دیکھا نہیں تھا لیکن حضور ﷺ ان کا ذکر بہت زیادہ کرتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ بکری ذبح کرتے پھر اس کی بوٹیاں بناتے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے یہاں بھیجتے۔ میں بسا اوقات نبی ﷺ سے کہتی کہ گویا دنیا میں کوئی عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا

تھی ہی نہیں تو آپ فرماتے بلاشبہ وہ بہت اچھی عورت تھی۔ وہ ایسی اور ایسی خوبیوں کی مالک تھی، ان کے یہ اور یہ کارنامے ہیں اور ان سے مجھے اولاد ہوئی۔

تشریح: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی پہلی بیوی ہیں۔ دعوت ورسالت کے آغاز سے آپ نے ہر طرح کے حالات میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا اور دعوتِ دین کے لیے ہر طرح کی تکلیفیں ہنسی خوشی برداشت کیں۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ رسالت کے ابتدائی زمانوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ۲۵ ہزار درہم تھے۔ لیکن آٹھ نو برس میں سارا سرمایہ دعوت کی راہ میں لٹا دیا۔ وہ اہل ایمان جو ایمان لانے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکال دیے جاتے ان سب کی کفالت فرماتیں۔ اس لیے حضور ﷺ ایسی کفایت شعار بیوی کو زندگی بھر نہ بھلا سکے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

quranurdu.com

بیویوں کے حقوق میں مساوات

۲۲۶۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ فَیَعْدِلُ یُقُوْلُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَآ اَمْلِكُ یَعْنِی الْقَلْبَ۔ (ترغیب وترهیب بحواله ابوداود ترمذی ونسائی وابن ماجه وابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان باری اور دوسرے تمام حقوق میں پورا عدل وانصاف برتتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ یہ منصفانہ تقسیم تو میرے بس کی بات ہے مگر دل کی محبت میرے اختیار سے باہر کی چیز ہے اس لیے اگر کسی بیوی سے زیادہ تعلق خاطر رکھتا ہوں تو مجھ سے اس پر مواخذہ نہ کرنا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو نان نفقہ خوراک و پوشاک اور دوسرے معاملات میں پورے انصاف سے کام لینا چاہیے، البتہ اگر وہ کسی بیوی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہے اس میلان کا کوئی اثر عادلانہ تقسیم پر نہیں پڑتا تو قیامت کے دن اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

تربیت کے لیے بیوی سے قطع تعلق

۲۲۷۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِیْرُ صَفِیَّةَ وَعِنْدَ زَیْنَبَ فَضْلُ ظَھْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِزَیْنَبَ اَعْطِیْھَا بَعِیْرًا فَقَالَتْ أَنَا أُعْطِیْ تِلْكَ الْیَھُوْدِیَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَھَجَرَھَا ذَالْحِجَّةَ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرَ۔ (ابوداود)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی بیوی جو پہلے یہودی مذہب رکھتی تھی) کا اونٹ بیمار ہوگیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد اونٹ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو ایک اونٹ دے دو۔ زینب رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلا: بھلا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی؟ اس پر نبی ﷺ غضب ناک ہوئے اور زینب رضی اللہ عنہا سے ذی الحجہ محرم اور صفر کے کچھ ایام تک قطع تعلق کیے رکھا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ مدت تک قطع تعلق کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ کوئی دینی مصلحت پیش نظر ہو جیسا کہ اس حدیث میں ذکر ہوا ہے۔ آپ کا یہ غصہ اپنی ذات کے لیے نہیں تھا بلکہ اس بات پر آپ کو غصہ آیا کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو یہودیت کا طعنہ کیوں دیا۔ نبی ﷺ کی ایک تربیت یافتہ بیوی کی زبان سے دوسری بیوی سے متعلق اتنا غلط جملہ نکلا کیسے۔

بے پایاں سخاوت

۳۲۸- عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْأً قَطُّ فَقَالَ لَا- (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کسی سائل کے سوال پر نہیں کبھی نہیں فرمایا۔

شفاعت کی ترغیب

۳۲۹- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْصَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَیَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ- (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس جب کوئی سائل یا کوئی ضرورت مند آتا تو آپ لوگوں سے فرماتے کہ اس کے حق میں سفارش کرو تو تمھیں اجر و ثواب حاصل ہوگا اور اللہ جو چاہتا ہے اپنے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زبان سے فیصلہ فرماتا ہے۔

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل آتا تو آپ لوگوں کو ہدایت کرتے کہ اس کے بارے میں کلمہ خیر کہو، ایک دوسرے کو مدد کرنے پر ابھارو۔ یہ اجر و ثواب کا کام ہے اور یہ پھر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سائل کو کچھ دینے کا فیصلہ فرمادیتے۔

نبی کا تبسم

۳۳۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰی تُرٰی مِنْهُ لَهَوَاتُهٗ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ- (متفق علیه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو کبھی بھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو نظر آجائیں۔ آپ صرف مسکراتے تھے (یعنی ٹھٹھا مار کر نہیں ہنستے تھے)

تربیت کا انداز

۳۳۱- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَلَّ مَا یُوَاجِهُ الرَّجُلَ بِشَیْءٍ یَکْرَهُهٗ فَدَخَلَ عَلَیْهِ یَوْمًا رَجُلٌ وَعَلَیْهِ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَلَمَّا قَامَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ لَوْغَیَّرَ اَوْنَزَعَ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ- (الادب المفرد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی طبیعت کی نرمی کی وجہ سے کسی کو براہ راست کم ہی کسی ناپسندیدہ بات پر ٹوکتے تھے۔ ایک دن ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس پر زردی کے اثرات تھے تو جب وہ جانے کے لیے اٹھا تو آپ نے اہل مجلس کو مخاطب بنا کر فرمایا: اگر یہ صاحب پیلے لباس کو بدل دیں یا کپڑے کے پیلے پن کو دور کردیں تو کتنا اچھا ہو۔

۳۳۲- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی فَاطِمَةَ فَوَجَدَ عَلٰی بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیْهَا وَقَلَّمَا کَانَ یَدْخُلُ اِلَّا بَدَأَ بِهَا قَالَ فَجَآءَ عَلِیٌّ فَرَاٰهَا مُهْتَمَّةً فَقَالَ مَا لَكِ فَقَالَتْ جَآءَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَدْخُلْ

quranurdu.com

عَلَیَّ فَاَتَاہُ عَلِیٌّ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَاطِمَۃَ اِشْتَدَّ عَلَیْہَا اَنَّکَ جِئْتَہَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَیْہَا فَقَالَ وَمَآ اَنَا وَالدُّنْیَا وَمَا اَنَا وَالرَّقْمَۃُ قَالَ فَذَھَبَ اِلٰی فَاطِمَۃَ فَاَخْبَرَھَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ قُلْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ فَمَا تَأْمُرُنِیْ بِہٖ فَقَالَ قُلْ لَّھَا تُرْسِلُ بِہٖ اِلٰی بَنِیْ فُلَانٍ۔ (مسند احمد ابن حنبل رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات نہیں کی (کیونکہ ان کے دروازے پر منقش پردہ ٹکا ہوا تھا۔ دروازے سے لوٹ گئے حالانکہ آپ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔ اس حدیث کے راوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غمگین اور پریشان دیکھا تو پریشانی کا سبب پوچھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور دروازے ہی سے لوٹ گئے میرے پاس نہیں آئے۔ یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا بڑا غم ہے کہ آپ ہمارے یہاں گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ملے۔ آپ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ مجھے رنگین منقش پردوں سے کیا مطلب؟ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: جایئے! اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھیے کہ وہ مجھے اس پردے کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہو کہ اس پردے کو فلاں کے گھر بھیج دے (تاکہ کرتا وغیرہ بنا کر عورتیں پہن لیں غالباً وہ ضرورت مند تھے)

تشریح: دروازے پر رنگین پردے کا لٹکانا شرعاً گناہ نہیں ہے لیکن دنیا کی طرف بڑھنے کی علامت ضرور ہے۔ حضور ﷺ اپنے زمانے کے اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی قیامت تک آنے والے مومنین اور مومنات کے لیے اسوہ اور نمونہ بنانا چاہتے تھے اس لیے آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

آداب طعام

۱۳۳۔ مَاعَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَہَاہُ اَکَلَہٗ وَاِنْ کَرِھَہٗ تَرَکَہٗ۔ (متفق علیہ۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے پر اعتراض نہیں کیا اور اس میں کیڑے نہیں نکالے۔ اگر کھانے کو آپ کا جی چاہتا تو کھا لیتے جی نہ چاہتا تو نہ کھاتے۔

تشریح: کھانے سے مراد وہ کھانا بھی ہے جو گھر میں پکا ہو اور وہ کھانا بھی جو کسی دعوت میں آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہو۔

۱۳۴۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا۔ (بخاری۔ ابوامامہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے اور دستر خوان اٹھایا جاتا تو فرماتے شکر ہے اللہ کا بہت زیادہ بہترین بابرکت شکر۔ ایسا شکر جو ہم خود کریں۔ دوسروں سے نہ کرائیں ایسا شکر جو کبھی ہم سے ترک نہ ہو، اور جس سے ہم کبھی بے نیاز اور بے پرواہ نہ ہوں، اے ہمارے رب۔

تواضع وانکساری

۲۳۵- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَا رُاِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ۔ (ابوداود)

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو کسی نے نہیں دیکھا کہ آپ نے ٹیک لگا کر کھانا کھایا ہو (جیسا کہ بادشاہوں اور امیروں کا دستور ہے) اور کبھی کسی شخص نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ دو آدمی بھی آپ کے پیچھے چلتے ہوں (جیسا کہ بادشاہوں کا دستور ہے۔ وہ اپنے ساتھ باڈی گارڈر کھتے ہیں جو ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے ہیں)

۲۳۶- عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰى نَاقَةٍ صَهْبَآءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَيْكَ اِلَيْكَ۔ (ترغیب و ترہیب)

قدامہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو قربانی کے دن بھورے رنگ کی اونٹنی پر سوار کنکری مارتے دیکھا نہ وہاں سپاہیوں کی مار پیٹ تھی اور نہ ہٹو بچو کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ یہ آخری حج کا واقعہ بیان ہو رہا ہے جب پورا ملک عرب آپ کے ماتحت تھا۔ آپ میں شاہانہ کر و فر نام کو نہ تھا۔

مریض کی عیادت

۲۳۷- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَخَا الْاَنْصَارِ كَيْفَ اَخِیْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّعُوْدُهٗ مِنْكُمْ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهٗ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَّلَا خِفَافٌ وَّلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِیْ فِیْ تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰى جِئْنَاهُ فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُهٗ مِنْ حَوْلِهٖ حَتّٰى دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ مَعَهٗ۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے، اسی اثنا میں انصار کا ایک آدمی آیا اور اس نے نبی ﷺ کو سلام کیا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ سعد بن عبادہ کا حال بتاؤ (وہ بیمار تھے اب کیسے ہیں؟) اس انصاری نے جواب دیا کہ وہ ٹھیک ہیں۔ رسول ﷺ نے اہل مجلس سے کہا کہ تم میں سے کون لوگ سعد کی عیادت کو چلیں گے۔ یہ فرما کر نبی ﷺ اٹھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم دس سے زیادہ آدمی تھے نہ تو ہمارے پیروں میں جوتے تھے، یہ چمڑے کے موزے تھے، نہ ہمارے سروں پر ٹوپیاں تھیں اور نہ جسم پر کرتے تھے۔ اسی حالت میں شورزدہ زمین میں ہم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے۔ ان کے گھر کے لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان کے قریب ہوئے اور بیمار پرسی کی۔

تعزیت کا انداز

۲۳۸- عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَاتَ لَهُ ابْنٌ فَكَتَبَ اِلَيْهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّعْزِيَةَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ وَاَلْهَمَكَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَاِيَّاكَ الشُّكْرَ فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِيْئَةِ وَعَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ اللّٰهُ بِهٖ فِیْ غِبْطَةٍ وَّسُرُوْرٍ وَّقَبَضَهٗ

quranurdu.com

مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِيْرٍ اَلصَّلٰوةُ وَ الرَّحْمَةُ وَالْهُدٰى اِنِ احْتَسَبْتَهٗ فَاصْبِرْ وَلَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ مَيِّتًا وَلَا يَدْفَعُ حُزْنًا وَّمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَانَ قَدْ وَالسَّلَامُ۔ (المعجم الكبير للطبرانی)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا وفات پا گیا تو نبی ﷺ نے انھیں یہ تعزیتی خط لکھا (غالباً معاذ بن جبل اس زمانے میں یمن میں تھے۔) خط کا مضمون یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام تم پر سلامتی ہو۔ میں اللہ کا شکر اور اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ تم بھی اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرو۔

امابعد! اللہ تعالیٰ تمھیں اجر عظیم دے اور تمھیں صبر دے اور تمہیں شکر کی توفیق بخشے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری جانیں اور مال اور بال بچے یہ سب اللہ کی خوشگوار نعمتیں ہیں اور یہ ہمارے پاس اللہ کی رکھی ہوئی امانتیں ہیں۔ جب تک یہ تمھارے پاس رہیں مسرت اور خوشی تمھیں ملے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارا ایک بیٹا تم سے واپس لے لیا ہے۔ اس صدمے پر اللہ تمھیں اجر عظیم سے نوازے تمھارے لیے خدا کی رحمت اور انعام اور ہدایت ہو، اگر تم نے اجر آخرت کی نیت سے صبر کیا۔ پس تم صبر کرو اور دیکھو تمھاری بے قراری اور بے صبری سے کوئی مرنے والا لوٹ کر نہیں آسکتا اور نہ غم دور ہو سکتا ہے اور جو حادثہ واقع ہوا ہے اسے تو ہونا ہی تھا۔ والسلام

بچے کی وفات پر جنت کی خوش خبری

۲۳۹۔ عَنْ قُرَّةَ ابْنِ اِيَاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ جَلَسَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْهِمْ رَجُلٌ لَّهٗ اِبْنٌ صَغِيْرٌ يَاْتِيْهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهٖ فَيُقْعِدُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلَكَ فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ اَنْ يَّحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهٖ فَفَقَدَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِىْ لَا اَرٰى فُلَانًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بُنَيُّهُ الَّذِىْ رَاَيْتَهٗ هَلَكَ فَلَقِيَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ بُنَيِّهٖ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ هَلَكَ فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا فُلَانُ اَيُّمَا كَانَ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ تَتَمَتَّعَ بِهٖ عُمْرَكَ اَوْلَا تَاْتِىْ اِلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَّهٗ قَدْ سَبَقَكَ اِلَيْهِ يَفْتَحُهٗ لَكَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ بَلْ يَسْبِقُنِىْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لَهُوَ اَحَبُّ اِلَىَّ قَالَ فَذَاكَ لَكَ۔ (ترغیب و ترهیب بحواله نسائی شریف)

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ جب نشست فرماتے تو آپ کے صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس بیٹھ جاتے۔ ان بیٹھنے والوں میں ایک صاحب تھے جن کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ یہ بچہ حضور ﷺ کے پاس آپ کی پشت کی جانب سے آتا تو آپ اس کو اپنے سامنے بٹھا لیتے۔ پھر ایسا ہوا کہ وہ بچہ فوت ہو گیا تو بچے کا باپ اس کے غم میں کچھ دنوں آپ کی مجلس میں نہ آیا تو نبی ﷺ نے پوچھا کہ وہ فلاں شخص کیوں نہیں آتا؟ کیا بات ہے؟ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ ان کا چھوٹا بچہ جسے آپ نے دیکھا تھا اس کا انتقال ہو گیا ہے (شاید اسی وجہ سے وہ نہیں آرہے ہیں) تو نبی ﷺ نے ان سے ملاقات کی اور بچے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انھوں نے بتایا کہ اس بچے کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ نے انھیں تسلی دی۔ پھر فرمایا: بتاؤ تمھیں کیا چیز پسند ہے؟ کیا یہ بات پسند ہے کہ وہ بچہ زندہ رہے یا یہ پسند ہے کہ وہ بچہ پہلے جائے اور جنت کا دروازہ تمھارے لیے کھولے اور جب تم پہنچو تو وہ تمھارا استقبال کرے۔ اس شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی مجھے یہی پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت

میں جائے اور میرے لیے جنت کا دروازہ کھولے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ بچہ اس لیے تمھاری زندگی میں مرا ہے، تاکہ وہ تمھارے لیے جنت کا دروازہ کھولے۔

نبی سفر میں

۱۳۶۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَخَلَّفُ فِی الْمَسِیْرِ فَیُزْجِی الضَّعِیْفَ وَیُرْدِفُ وَیَدْعُوْلَھُمْ۔ (ابوداود)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں قافلے کے پیچھے رہتے تھے۔ کمزوروں کو چلاتے اور انھیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھا لیتے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقا کے درمیان

۱۳۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا یَوْمَ بَدْرٍ کُلُّ ثَلَاثَۃٍ عَلٰی بَعِیْرٍ فَکَانَ اَبُوْ لُبَابَۃَ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ زَمِیْلَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَا نَمْشِیْ عَنْکَ قَالَ فَکَانَتْ اِذَا جَاءَتْ عُقْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَنْتُمَا بِاَقْوٰی مِنِّیْ وَمَا اَنَا اَغْنٰی عَنِ الْاَجْرِ مِنْکُمَا۔ (مشکوۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر (سواریوں کی قلت تھی اس وجہ سے) ایک اونٹ پر تین آدمی سوار ہوتے تھے۔ ابو لبابہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب نبی ﷺ کی باری پیدل چلنے کی آتی تو دونوں کہتے کہ آپ سوار ہو جائیں، ہم پیدل چلیں گے۔ نبی ﷺ فرماتے: تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو، اور میں تم دونوں سے زیادہ پیدل چلنے کے اجر کا طالب ہوں۔

دین کی راہ میں ایذا پر صبر

۱۳۸۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ تَکَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ کَلِمَۃً فِیْھَا مَوْجِدَۃٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تُقِرَّنِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَخْبَرْتُ بِھَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَوَدِدْتُّ اَنِّیْ افْتَدَیْتُ مِنْھَا بِکُلِّ اَھْلٍ وَّمَالٍ فَقَالَ قَدْ اٰذَوْا مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَصَبَرَ ثُمَّ اَخْبَرَ اَنَّ نَبِیًّا کَذَّبَہٗ قَوْمُہٗ وَشَجُّوْہُ حِیْنَ جَآءَھُمْ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَقَالَ وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْھِہٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے نبی ﷺ کی شان میں ایک ایسی بات کہی جس سے معلوم ہوتا تھا اسے نبی ﷺ پر غصہ ہے تو میں برداشت نہیں کر سکا اور جا کر نبی ﷺ کو یہ بات بتائی تو مجھے یہ بات پہنچانے پر بہت افسوس ہوا۔ آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ ایذا دی گئی اور انھوں نے صبر کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک نبی تھے جنھیں ان کی قوم نے جھٹلایا اور پتھر مار کر زخمی کر دیا تو اس نبی نے اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے کہا اے اللہ میری قوم کو معاف فرما دیجیے اس لیے کہ وہ نہیں جانتے ہیں۔

خطرات میں پیش پیش

quranurdu.com

۳۴۳۔ قَالَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِیْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ یُحَاذِیْ بِهٖ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (بخاری)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا جب لڑائی ہوتی تو نبی ﷺ ہم سب کے آگے ہوتے اور ہم آپ کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے اور ہم میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا جو نبی ﷺ کے ساتھ ہوتا۔

تربیت کے لیے اظہار عیب

۳۴۴۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا یَعْرِفَانِ مِنْ دِیْنِنَا شَیْئًا۔ (بخاری۔ عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کو کچھ نہیں سمجھتے۔

تشریح:

تشریح: یعنی یہ دونوں آدمی نہ تو دین سیکھتے ہیں اور نہ یہ جانتے ہیں کہ اس دین کے کیا مطالبات اور کیا تقاضے ہیں۔ یہ دونوں شخص کون تھے ان کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ دونوں منافقین میں سے ہوں گے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نصح و خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ اجتماعی معاملات کے ذمہ دار لوگ اپنے وابستگان جماعت میں سے کسی کے خلاف اظہار رائے کریں تو یہ غیبت میں شمار نہ ہوگا۔ لیکن یہ راہ بہت پر خطر ہے اس میں بہت سنبھل کر قدم رکھنا ہوگا۔

رفقائے کار کے ساتھ صحیح تعلق

۳۴۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَیْئًا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَیْكُمْ وَاَنَا سَلِیْمُ الصَّدْرِ۔ (ابوداود۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے کسی ساتھی کے بارے میں مجھے شکوہ و شکایت نہ پہنچائے کیونکہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تم لوگوں کے پاس اس سے اس حال میں آؤں کہ (کسی بھی شخص سے متعلق کسی قسم کی بدگمانی وغیرہ سے) میرا سینہ پاک وصاف ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بلا تحقیق کوئی کسی کے بارے میں آکر مجھ سے کچھ نہ کہے، اس لیے کہ میرے سب ساتھی میرے نزدیک ایک جیسے ہیں اور کسی کے بارے میں اگر کچھ مجھے بتایا جائے گا تو میرے دل پر اس کا اثر پڑے گا اور اس کے خلاف کسی نہ کسی درجے میں بدگمانی قائم ہوگی۔ یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ بلا تحقیق بات پہنچانے سے آپ نے روکا ہے اور یہ چیز قرآن میں بصراحت بیان ہوئی ہے۔

کفار کے مقابلے میں سخت اور ساتھیوں پر مہربان

۳۴۶۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا یُجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا نِیْلَ مِنْهُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَهَكَ شَیْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ (مسلم)

quranurdu.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ کسی بیوی کو مارا نہ کسی خادم کو اور نہ کسی اور کو۔ ہاں البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے دین کے دشمنوں کو ضرور مارا ہے اور آپ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی کہ آپ نے تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ لیا ہو، البتہ جب کوئی شخص اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا تو خدا کی خاطر اس سے بدلہ لیتے (سزا دیتے)

معاملات کی صفائی

۳۲۷۔ عَنِ الْعَدَّاءِ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ قَالَ كَتَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا هٰذَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا اَوْ اَمَةً لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ خُبْثَةَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ۔ (ترمذی)

عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے ایک دستاویز لکھی کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے اللہ کے رسول محمد ﷺ سے ایک غلام خریدا ہے جس میں نہ تو کوئی بیماری ہے اور نہ کوئی اخلاقی خرابی و خباثت ہے۔ ایک بیع ہے مسلمان کی مسلمان کے ہاتھ (جس میں کسی طرح کی دھوکے بازی نہیں کی گئی ہے)

۳۲۸۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ اَبِي السَّائِبِ اَنَّهٗ قَالَ لِنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتَ شَرِيْكِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيْكٍ لَّا تُدَارِيْنِيْ وَ لَا تُمَارِيْنِيْ۔ (ابوداود)

سائب بن ابی السائب نے کسی موقع پر حضور ﷺ سے کہا: ہم آپ جاہلیت کے زمانے میں شرکت میں کاروبار کرتے تھے لیکن آپ نے نہ تو کبھی دھوکہ بازی کی اور نہ جھگڑا کیا (جیسا کہ شراکت کے کاروبار میں لوگ عموماً اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں)

۳۲۹۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَعَا وَصِيْفَةً لَّهٗ اَوْلَهَا فَاَبْطَاَتْ فَاسْتَبَانَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَامَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِلَى الْحِجَابِ فَوَجَدَتِ الْوَصِيْفَةَ تَلْعَبُ وَمَعَهٗ سِوَاكٌ فَقَالَ لَوْلَا خَشْيَةُ الْقَوَدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَاَوْجَعْتُكِ بِهٰذَا السِّوَاكِ۔ (الادب المفرد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے آپ نے ایک خادمہ کو بلایا یہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں یا نبی ﷺ کی۔ اس نے آپ کے پاس پہنچنے میں دیر لگائی۔ نبی ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے محسوس کر لیا تو وہ پردے کے قریب اٹھ کر گئیں اور خادمہ کو کھیلتے ہوئے پایا۔ غرض وہ خادمہ آئی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن تیرے بدلہ لینے کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو اس مسواک سے میں تجھے مارتا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔

تشریح: یہ غصہ آپ کی اپنی ذات کے لیے تھا کہ خادمہ آخر آواز دینے پر آئی کیوں نہیں اس حالت میں اگر اسے سزا دیتے تو قیامت کے دن باز پرس کا اندیشہ تھا اس لیے آپ نے سزا نہیں دی۔ اس سے پہلے وہ حدیث آچکی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو ظلماً ایک کوڑا مارے گا تو قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا اور اسی باب میں وہ حدیث آچکی ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا۔

حقوق العباد کی اہمیت

quranurdu.com

۳۵۰۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اِتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَھْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِیْہِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیَّ الْمُسْلِمِیْنَ اٰذَیْتُہٗ لَعَنْتُہٗ جَلَدْتُّہٗ فَاجْعَلْھَا لَہٗ صَلٰوۃً وَّزَکٰوۃً وَّقُرْبَۃً تُقَرِّبُہٗ بِھَا اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (متفق علیہ۔ ابوہریرہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میں نے تجھ سے ایک وعدہ لیا ہے (قبولیت دعا کا وعدہ) جس کی تو ہرگز خلاف ورزی نہ کرے گا۔ میں انسان ہوں تو جس کسی مسلمان کو میں نے تکلیف دہ بات کہی ہو برا بھلا کہا ہو، اس پر لعنت کی ہو، اسے کوڑے مار دیے ہوں تو میرے فعل کو اس مظلوم کے لیے قیامت کے دن سبب رحمت و مغفرت اور ذریعہ قربت بنادے۔

تشریح: یہ ہے حقوق العباد کی اہمیت کہ اگر کسی کو بالفرض ناحق ایذا دی ہو، مارا ہو اور متعین طور پر معلوم نہیں کہ اس سے جاکر معافی مانگی جائے تو اس کے حق میں پیغمبر ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مظلومیت کو مغفرت کا ذریعہ بنادے۔

یہاں پر مرض الموت کا واقعہ سننے کے لائق ہے۔ آپ کو شدید بخار تھا، سر میں شدید درد تھا۔ درد کی شدت کی وجہ سے آپ نے سر پر رومال باندھ رکھا تھا۔ اسی حالت میں آپ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: مجھے مسجد لے چلو اور لوگوں کو جمع کرو۔ جب آپ آگئے تو آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر آپ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان سے جلد چلا جانے والا ہوں، بس جس شخص کی پیٹھ پر میں نے کوڑا مارا ہو تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے اس کو یہاں مجھ سے بدلہ لے لینا چاہیے۔ جس شخص کو میں نے ناحق برا بھلا کہا ہو تو میں یہاں موجود ہوں وہ اپنا بدلہ لے لے۔ جس شخص کا میرے ذمے کوئی مال ہو تو وہ مجھ سے وصول کرلے۔ میری طرف سے دشمنی کا اندیشہ نہ کرے (کہ میں بعد میں اس کی کسر نکالوں گا) اس لیے کہ یہ میری شان کے منافی ہے مجھے تم میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو مجھ سے اپنا حق دنیا ہی میں وصول کرلے۔ یا پھر خوشی خوشی معاف کردے تاکہ میں اپنے رب کے پاس خوش خوش جاؤں۔ اے لوگو جس نے کسی کا حق دبالیا ہو تو وہ صاحب حق کو اس کا حق لوٹا دے اور دنیا میں رسوائی کا اندیشہ نہ کرے، ورنہ پھر آخرت کی رسوائی کے لیے تیار رہے جہاں کی رسوائی سے سخت اور شدید ہوگی۔

دورِ نبوت میں آپ کی معاشی حالت

۳۵۱۔ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَاَلْتُ سَھْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقُلْتُ ھَلْ اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ فَقَالَ سَھْلٌ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ مِنْ حِیْنَ اِبْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ قَالَ فَقُلْتُ ھَلْ کَانَتْ لَکُمْ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْخَلًا مِنْ حِیْنَ اِبْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہُ قَالَ قُلْتُ کَیْفَ کُنْتُمْ تَاْکُلُوْنَ الشَّعِیْرَ غَیْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ کُنَّا نَطْحَنُہٗ وَنَنْفُخُہٗ فَیَطِیْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِیَ ثَرَّیْنَاہُ فَاَکَلْنَاہُ۔ (بخاری)

ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے کبھی میدہ (چھنا ہوا آٹا) کھایا تھا۔ سھل نے جواب دیا کہ آپ نے نبوت کے بعد سے زندگی بھر میدہ دیکھا نہیں۔ میں نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لوگوں کے ہاں چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے نبوت کے بعد سے آخری دم تک چھلنی دیکھی ہی نہ تھی۔ میں نے پوچھا تو پھر آپ لوگ اَن چھنے آٹے کو کیسے کھاتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم جَو کو پیستے اور آٹے کو منہ سے پھونک مارتے تھے۔ کچھ بھوسی اڑ جاتی اور بقیہ کی روٹی پکاتے اور کھالیتے تھے۔

تشریح: سوال یہ ہے کہ میدے کا آٹا آپ نے کیوں نہیں دیکھا؟ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کیوں نہیں کھائی؟ کیا آپ کو گیہوں نہیں ملتا تھا؟ بات دراصل یہ ہے کہ آپ سب کچھ حاصل کرسکتے تھے لیکن آپ نے یہ پسند نہیں فرمایا، اس لیے کہ امت کو سادگی کی تعلیم دینی مقصود تھی اور عیش کوشی سے بچانا مد نظر تھا، اس لیے آپ نے ایسا کیا۔ نیز یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے کہ جو لوگ دین کا کام کرنے اٹھتے ہیں تو ان پر یہ مرحلہ بھی آتا ہے کہ انھیں اپنی زندگی کے معیار کو گرانا پڑتا ہے اور بھوک پیاس اور دوسرے امتحانوں سے گزرتا پڑتا ہے۔

۲۵۲۔ ذَكَرَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا اَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِىْ مَا يَجِدُ دَقَلاً يَمْلَأُ بِهٖ بَطْنَهٗ۔ (مسلم۔ نعمان بن بشیرؓ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بات یاد آئی کہ آج لوگوں کے پاس کتنی دولت اور جائداد ہے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ پورا دن گزر جاتا بھوک سے تڑپتے ہوئے، ردی کھجور بھی اس مقدار میں نہیں پاتے تھے کہ اس سے اپنی بھوک مٹالیتے۔ (یہ حالت ہر زمانے میں حق کی دعوت دینے والوں کو پیش آسکتی ہے)۔

۲۵۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنْ كَانَ لَيَمُرُّ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَهِلَّةُ مَا يُسْرَجُ فِيْ بَيْتِ اَحَدٍ مِنْهُمْ سِرَاجٌ وَلَا يُوْقَدُ فِيْهِ نَارٌ اِنْ وَجَدُوْا زَيْتًا ادَّهَنُوْا بِهٖ۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے گھر والوں پر کئی مہینے اس حال میں گزر جاتے کہ ان میں سے کسی کے یہاں چراغ نہ جلتا اور نہ آگ جلانے کی نوبت آتی۔ اگر زیتون کا تیل مل جاتا تو سر پر لگا لیتے۔

تشریح: یہ اس زمانے کا حال بیان ہو رہا ہے جب کہ کفر و اسلام کی کشمکش برپا تھی۔ ساری توجہ دین کو بچانے میں لگی ہوئی تھی۔ صرف پانی اور کھجور پر گزارا کرنا پڑتا تھا، اور پیٹ بھر کر کھانے کو وسائل ہی میسر نہ تھے۔

۲۵۴۔ عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهٗ فَجَعَلَ يَعْتَذِرُ اِلَيَّ وَاَنَا اَلُوْمُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى ابْنَتِيْ وَهِيَ تَحْتَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ فَوَجَدْتُ شُرَحْبِيْلَ فِي الْبَيْتِ فَقُلْتُ قَدْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَاَنْتَ فِي الْبَيْتِ وَجَعَلْتُ اَلُوْمُهٗ فَقَالَ يَا خَالَةُ لَا تَلُوْمِيْنِيْ فَاِنَّهٗ كَانَ لِيْ فَاسْتَعَارَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ كُنْتُ اَلُوْمُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ وَهٰذِهٖ وَلَا اَشْعُرُ شُرَحْبِيْلُ مَا كَانَ اِلَّا دِرْعٌ رَقَعْنَاهُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی و بیہقی)

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تا کہ کچھ مال حاصل کروں لیکن آپ نے معذرت کر دی (اس پر میرا دل مطمئن نہیں ہوا اور میں نے آپ پر خفگی کا اظہار کیا)۔ جب نماز باجماعت کا وقت قریب آیا تو میں نکلی اور اپنی بیٹی کے یہاں گئی تو اس کے شوہر شرجیل ابن حسنہ کو گھر میں پایا۔ میں نے کہا: نماز کا وقت ہو چکا ہے اور تم ابھی تک گھر میں ہو اور ان پر خفا ہوتی رہی تو انھوں نے کہا: اے خالہ آپ مجھے ملامت نہ کریں میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا وہ مجھ سے نبی ﷺ نے اپنے استعمال کے لیے عاریتاً لے لیا ہے (میرے پاس دوسرا کپڑا نہیں ہے اس لیے میں مسجد نہیں گیا) میں نے کہا: میرے ماں باپ نبی ﷺ پر قربان میں آج ان پر خفا ہو رہی تھی اور ان کی اس حالت کا مجھے علم نہیں تھا۔ شرجیل کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک ہی پھٹا کُرتا تھا جس میں ہم نے پیوند لگا رکھا تھا۔

quranurdu.com

۳۵۵- نَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَفِيْ جَنْبِهٖ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا مَا اَنَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔ (ترمذی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے، جب آپ اٹھے تو چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو میں ہم نے دیکھے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم آپ کے لیے کوئی گدا بنادیں تو کیسا رہے گا؟ آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ میں تو دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جس نے کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر تک آرام کیا پھر درخت اور درخت کے سائے کو چھوڑ کر سفر پر روانہ ہوگیا۔

تشریح: غالباً یہ اُس دور کا واقعہ ہے جب عرب میں کفر و اسلام کی کشمکش کا خاتمہ ہو چکا تھا جاہلیت اور جاہلی نظام کا چراغ بجھ چکا تھا اور اسلام اور مسلمانوں کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار آچکا تھا۔ ایسی حالت میں آپ کی سادہ زندگی کا نمونہ بعد میں آنے والے امیتوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ یہ عارضی زندگی انھیں کس انداز میں بسر کرنی چاہیے۔

۳۵۶- رُوِيَ عَنْ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ رَثٍّ وَقَطِيْفَةٍ خَلِقَةٍ تُسَاوِيْ اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ اَوْ تُسَاوِيْ۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پھٹے پرانے کجاوے اور پرانی چادر میں حج کیا۔ اس چادر کی قیمت چار درہم رہی ہوگی یا چار درہم سے بھی کم۔

تشریح: یہ آخری حج (حجۃ الوداع) کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کا حال بیان ہو رہا ہے جب پورا ملک اسلام کے قبضے میں آچکا تھا۔

۳۵۷- مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِيْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً۔ (بخاری۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ)

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ کوئی دینار نہ کوئی غلام، نہ باندی اور نہ کوئی چیز سوائے اس مادہ خچر کے جس کا رنگ سفید تھا، جس پر آپ سواری کرتے تھے اور بجز اپنے ہتھیار اور کچھ زمین کے اور اسے بھی آپ نے خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا تھا۔

۳۵۸- عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَّلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ وَمَالِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَّاكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَيْءٌ يُّوَارِيْهِ اِبْطُ بِلَالٍ۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے دین کی دعوت دینے کے سلسلے میں جتنا خوف زدہ کیا گیا اتنا کسی اور کو کیا نہیں جاسکتا اور خدا کے دین کی راہ میں مجھے اتنی اذیتیں دی گئیں جو کسی دوسرے کو نہیں دی گئیں۔ تیس دن اور تیس راتیں ایسی گزری ہیں کہ میرے پاس اور میرے رفیقِ سفر بلال رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی بھی کھانے کی چیز نہ تھی، سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جس کو بلال رضی اللہ عنہ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے۔

تشریح: غالباً یہ طائف کا دعوتی سفر ہے۔ اس سفر میں بہت سی مشکلات پیش آئی تھیں اس سفر میں آپ کے پاس سوائے تھوڑی سی کھجوروں کے اور کوئی غذائی سامان نہ تھا۔

quranurdu.com

اوپر خوف و ہراس پیدا کرنے اور ایذا دینے کا ذکر ہے، دہشت انگیزی، ایذا کوشی اور بھوک سے اس راہ میں سابقہ پڑ تا ہے، یہی کچھ اس راہ میں ہمیشہ پیش آئے گا۔

۱۵۹۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ مُتَغَيِّرًا فَقُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ مَالِىْ اَرَاكَ مُتَغَيِّرًا قَالَ مَا دَخَلَ جَوْفِىْ مَايَدْخُلُ جَوْفَ ذَاتِ كَبِدٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ قَالَ فَذَهَبْتُ فَاِذَا يَهُوْدِىٌّ يَّسْقِىْ اِبِلًا لَهُ فَسَقَيْتُ لَهُ عَلٰى كُلِّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ فَجَمَعْتُ تَمْرًا فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ لَكَ يَا كَعْبُ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبُّنِىْ يَا كَعْبُ قُلْتُ بِاَبِىْ اَنْتَ نَعَمْ قَالَ اَنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُّحِبُّنِىْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مَعَادِنِهٖ وَاِنَّهٗ سَيُصِيْبُكَ بَلَآءٌ فَاَعِدَّ لَهٗ تَجْفَافًا۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کا چہرہ اترا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا: میرا باپ آپ پر قربان، آپ پریشان کیوں ہیں؟ آپ نے بتایا کہ تین دن ہو گئے پیٹ میں ایک دانہ نہیں گیا ہے۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے اٹھا تا کہ آپ کے لیے کچھ کھانے کا انتظام کروں۔ دیکھا کہ ایک یہودی اپنے اونٹوں کو ڈول سے پانی بھر بھر کر پلا رہا ہے۔ میں اس سے ہر ڈول پر ایک کھجور کا معاملہ کر کے ڈول بھرنے لگا۔ اس طرح میں نے بہت سی کھجوریں اکٹھی کیں۔ کھجوریں لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا آپ نے پوچھا: یہ تمھیں کہاں سے ملیں۔ میں نے واقعہ بتایا۔ تب نبی ﷺ نے پوچھا: اے کعب کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں آپ پر میرا باپ قربان ہو۔ آپ نے فرمایا: جو لوگ مجھے محبوب بناتے ہیں ان کی طرف فقر و فاقہ اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے، جتنا تیز سیلابی پانی ڈھلوان کی طرف بڑھتا ہے۔ اے کعب تمھیں بھی امتحان سے دوچار ہونا پڑے گا تو فقر و فاقے اور معاشی تنگی کا مقابلہ کرنے کے لیے ہتھیار فراہم کر لو۔

تشریح: اقتصادی مار اور معاشی تنگی کا مقابلہ جس ہتھیار سے کیا جا سکتا ہے وہ ہے خدا کی محبت، آخرت کی فکر، حساب کتاب کے دن کی فکر، جہنم کا ڈر جنت کا شوق اور رب رحیم سے ملاقات کی بھڑکتی ہوئی تمنا اور ہمہ وقت بے چین رکھنے والی آرزو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی ذریعہ نجات

صحابہؓ کو نمونہ بناؤ۔

۱۶۰۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ الْحَىَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى اٰثَرِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ۔

(مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۱۸۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص پیروی کرنا چاہے تو اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں، اس لیے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اس وقت تک اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے

quranurdu.com

اصحاب محمد ہیں۔ یہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے۔ وہ نیک دل تھے (ان کے دل اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مضبوطی سے قائم تھے) وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے۔ ان لوگوں کو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے لیے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ پس اے مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو ان کے پیچھے چلو اور کے اخلاق و سیرت کو اپنے امکان بھر مضبوطی سے پکڑو اس لیے کہ یہ لوگ صراط مستقیم پر تھے خدا کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر تھے۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لمبی عمر پائی اور زیادہ تر اصحاب نبی وفات پا چکے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ نبوت کا زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہے اتنا ہی لوگوں کے اندر خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اور مختلف گروہ مختلف لوگوں کو اپنا پیشوا بنا رہے ہیں۔ اس لیے انھوں نے لوگوں کو بتایا کہ اصحاب نبی ﷺ کی پیروی کرو۔ اور ان کو اپنا مقتدی اور پیشوا بناؤ اور ان کی سیرت و اخلاق کو اپناؤ۔

quranurdu.com

ہر کام خدا کی خوشنودی کے لیے کرو

۳۶۱۔ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًی شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَایَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهٗ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَسْنَدُوْهُ اِلَیْهِ وَصَدَرُوْا عَنْ قَوْلِهٖ فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِیْلَ هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُّهٗ قَدْ سَبَقَنِیْ بِالتَّهْجِیْرِ وَوَجَدْتُّهٗ یُصَلِّیْ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰی قَضٰی صَلَاتَهٗ ثُمَّ جِئْتُهٗ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ وَاللهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ فَقَالَ آللهِ فَقُلْتُ آللهِ فَقَالَ آللهِ فَقُلْتُ آللهِ فَقُلْتُ آللهِ قَالَ فَاَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِیْ فَجَذَبَنِیْ اِلَیْهِ فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ۔

(ترغیب و ترھیب بحوالہ موطا امام مالك)

ابو ادریس خولانی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں گیا وہاں میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کے دانت بہت زیادہ چمکدار اور سفید تھے اور بہت سے لوگ ان کے گرد بیٹھے تھے۔ یہ لوگ آپس میں بحث و مذاکرہ کرتے اور جب آراء میں اختلاف ہوتا تو شخص مذکورہ کی طرف رجوع کرتے اور جو کچھ وہ فرماتے اسے قبول کر لیتے۔ میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہیں۔ مجھے بتایا گیا یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب دوسرا دن آیا تو میں ظہر کی نماز پڑھنے کے لیے اول وقت مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مجھ سے پہلے پہنچ چکے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے انتظار کیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کے سامنے آیا اور انھیں سلام کیا۔ پھر میں نے کہا: بخدا میں اللہ کے لیے آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا: ہاں کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا: ہاں اللہ کے لیے۔ یہ بات انھوں نے دوبارہ کہی اور میں نے دوبارہ جواب دیا تو انھوں نے میری چادر پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور کہا: تمھیں بشارت ہو، میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: میں ان لوگوں سے لازماً محبت رکھتا ہوں جو محض میرے لیے آپس میں محبت رکھتے ہوں گے اور محض میرے لیے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے اور میرے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہوں گے اور محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں گے۔

ایمان پر شیطانی حملہ

۳۶۲۔ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّيْ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِالشَّيْءِ لَاَنْ اَكُوْنَ حُمَمَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اَمْرَهٗ اِلَى الْوَسْوَسَةِ۔ (ابوداود ابن عباس رضی اللہ عنہما)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے جی میں اتنے برے برے خیالات آتے ہیں کہ ان کو زبان پر لانے سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: شکر ہے اللہ کا جس نے مومن کے اس طرح کے خیالات کو وسوسے کی طرف پھیر دیا۔

تشریح: اس شخص کے دل میں ایمان اور اسلام کے خلاف باتیں آرہی تھیں اس لیے وہ پریشان ہو کر نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے مومن کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے شیطان اس طرح کی وسوسہ اندازیاں کرتا ہے تو شیطان تو اپنا کام ضرور کرے گا اور مومن کا کام یہ ہے کہ اس طرح کے خیالات جب آئیں تو ان سے اپنی توجہ کو ہٹانے کی کوشش کرے۔ برے خیالات کا آنا بری بات نہیں ہے وہ تو آئیں گے ہی البتہ برے خیالات کے لیے دل اور ذہن و دماغ کے دروازے کھولے رکھنا اور ان کی پرورش کرنا یہ بری بات ہے۔

quranurdu.com

برے خیالات کا دل میں گزر

۳۶۳۔ جَآءَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يُّتَكَلَّمَ بِهٖ فَقَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ۔ (مسلم۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس آپ کے کچھ صحابہؓ حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دلوں میں بعض اوقات اتنے برے خیالات آتے ہیں جنھیں ہم بیان نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا: کیا واقعی اس طرح کے خیالات آتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا: یہ تمھارے ایمان خالص کی دلیل ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ تمھارے دلوں میں برے خیالات کا آنا، اس بات کی دلیل ہے کہ تمھارے پاس ایمان کا خزانہ ہے۔ شیطان اس طرح وسوسہ اندازی کر کے اس خزانے کو لوٹ لینا چاہتا ہے تو یہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ تمھیں اپنا کام کرنا ہے اور شیطان کو اپنا کام کرنا ہے۔ تم شیطانی وساوس سے پیہم کشاکش کرتے رہو، بس یہ کافی ہے۔

خدائی احکام آسان ہیں

۳۶۴۔ عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَقَالَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا۔ (مشکوۃ)

امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کچھ عورتوں کے ہمراہ نبی ﷺ کے سامنے دین اور دینی احکام پر عمل کرنے کا عہد کیا تو آپ نے ہم سے عہد لیتے وقت فرمایا: جتنا تمھارے بس میں ہو اور جہاں تک تم سے ہو سکے۔ (دین کے فرائض پر عمل پیرا رہو، اور اپنی قوت سے استطاعت سے زیادہ خود پر بوجھ نہ ڈالو ورنہ تھک جاؤ گی) میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جتنا ہم اپنے اوپر مہربان ہو سکتے ہیں۔

تشریح: حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ و رسول ﷺ ہم سے زیادہ ہمارے خیر خواہ و مہربان ہیں۔ ان کی طرف سے آئی ہوئی ہدایات کبھی بھی ہماری استطاعت اور طاقت سے باہر ہو نہیں سکتی ہیں لہذا اس شرط اور قید کی کوئی خاص ضرورت نہیں ۔ یہ ہے اصحاب اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوچنے کا انداز۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کتنی سچی بات فرمائی تھی کہ یہ گہرا علم رکھنے والے لوگ تھے۔

نفاق کیا ہے؟

۲۲۵- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهٖ فَقَالَ كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری)

محمد بن زید کہتے ہیں کہ کچھ لوگ میرے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ بادشاہ کی مجلس میں ہم کچھ اور کہتے ہیں اور وہاں سے ہٹنے کے بعد کچھ اور کہتے ہیں (تو کیسا ہے؟) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں اس عمل کو منافقت کہتے تھے۔

تشریح: سلطان سے بنو امیہ کی حکومت کے سربراہ مراد ہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، یزید وغیرہ اموی بادشاہوں کے زمانے تک زندہ رہے، اموی دور حکومت پورے طور پر خلافت راشدہ کے ڈھنگ پر نہ تھا بہت کچھ بگاڑ آچکا تھا۔

کھیل کود ایمان کے منافی عمل نہیں ہے

۲۲۶- سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْاَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا۔ (مشکوۃ۔ قتادہ)

حضرت قتادہ (تابعی) کہتے ہیں، کسی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہنسی مذاق بھی کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ ہنستے تھے اور ایمان ان کے دلوں میں اتنی مضبوطی سے جما ہوا تھا جتنا پہاڑ مضبوط ہوتا ہے بلال بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو دن میں دوڑ میں مقابلہ کرتے دیکھا ہے اور انھیں ایک دوسرے سے ہنستے کھیلتے ہوئے بھی پایا ہے، لیکن جب رات ہوتی تو وہ راہب بن جاتے تھے۔

تشریح: عام طور پر سمجھا یہ جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کو نہ ہنسنا چاہیے اور نہ دوڑ میں مقابلہ یا اسی طرح کا کوئی اور تفریحی کام کرنا چاہیے کیونکہ اسے دنیا کا کام سمجھا جاتا ہے اسی لیے پوچھنے والوں نے یہ بات پوچھی۔ انھوں نے بتایا کہ ہنسنا اور دوڑ میں مقابلہ کرنا اور تیر اور نیزوں کی مشقیں یہ سب دنیاداری نہیں ہے بلکہ یہ دین کے کام ہیں۔ چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سب کام دن میں کرتے تھے البتہ رات کی تاریکی میں وہ صرف اپنے خدا سے دعا و مناجات کرتے اور نوافل اور تلاوت میں مشغول ہوتے تھے دن کے یہ شہسوار اور غازی رات کو راہب بن جاتے تھے۔

غیرت حق

٣٦٧- عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ قَالَ لَمۡ یَکُنۡ اَصۡحَابُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مُتَحَزِّقِیۡنَ وَلَا مُتَمَاوِتِیۡنَ وَکَانُوۡا یَتَنَاشَدُوۡنَ الشِّعۡرَفِیۡ مَجَالِسِھِمۡ وَیَذۡکُرُوۡنَ اَمۡرَجَاھِلِیَّتِھِمۡ فَاِذَا اُرِیۡدَ اَحَدٌ عَلٰی شَیۡءٍ مِّنۡ اَمۡرِاللّٰہِ دَارَتۡ حَمَالِیۡقُ حَمَالِیۡقُ عَیۡنَیۡہِ کَاَنَّہٗ مَجۡنُوۡنٌ- (الادب المفرد)

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تنگ دل اور تنگ ذہنیت نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو بہ تکلف مردہ بنائے رکھتے تھے۔ وہ لوگ تو اپنی مجلسوں میں شعر سنتے اور پڑھتے اور جاہلی زندگی اور اس کی تاریخ بیان کرتے البتہ جب ان سے خدا کے دین کے سلسلے میں کوئی نامناسب مطالبہ کیا جاتا تو ان کی آنکھوں کی پتلیاں غصے کی وجہ سے اس طرح ناچنے لگتیں جیسے کہ وہ پاگل ہو گئے ہوں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسرے مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کی طرح اپنے آپ کو لیے دیے نہیں رہتے تھے کہ نہ کسی کے پاس بیٹھیں اور ہر وقت مراقبے میں سر جھکائے پڑے رہیں، بلکہ وہ نہایت کشادہ ذہن کے لوگ تھے، ملتے جلتے تھے اور کسی گوشے میں بیٹھے نہیں رہتے تھے۔ موقع ہوتا تو وہ اپنی مجلسوں میں شعر سنتے اور پڑھتے اور جاہلیت کے دین اور اس کے طور وطریق اور خرابیوں کا ذکر کرتے البتہ ان کی سب سے زیادہ ابھری ہوئی صفت یہ تھی کہ وہ اپنے اندر دین کے لیے شدید غیرت اور محبت رکھتے تھے۔ وہ دین میں رواداری اور مداہنت سے ناآشنا لوگ تھے اگر کوئی خلاف حق بات کرانے کی خواہش کرتا یا مطالبہ کرتا تو اس وقت ان کا پارہ چڑھ جاتا، پتلیاں ناچنے لگتیں گویا کہ وہ دیوانے ہو گئے ہیں۔

صحابہ کی معاشرت

٣٦٨- عَنۡ بَکۡرِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰہِ کَانَ اَصۡحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَتَبَادَحُوۡنَ بِالۡبِطِّیۡخِ فَاِنۡ کَانَتِ الۡحَقَائِقُ کَانُوۡا ھُمُ الرِّجَالَ- (الادب المفرد)

بکر بن عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابی حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین (آپس میں مذاق کرتے ہوئے) خربوزے کے چھلکے ایک دوسرے پر پھینکتے تھے لیکن جب اسلام کی مدافعت کا موقع آتا تو یہ نہایت سنجیدہ ہو جاتے تھے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انسان تھے اور انسانوں کی طرح آپس میں کبھی خوش طبعی بھی کرتے تھے البتہ جب دین وملت کے دفاع اور حفاظت کا سوال سامنے آجاتا تو یہ لوگ نہایت درجہ سنجیدہ اور حد درجہ بہادر ہوتے۔

اتباع رسول

quranurdu.com

۳۶۹۔ شَكَا اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا يَعْنِى بْنَ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اِلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ فَعَزَلَهٗ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَايُحْسِنُ يُصَلِّىْ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَايُحْسِنُ تُصَلِّىْ فَقَالَ اَمَّا اَنَا وَاللهِ فَاِنِّىْ كُنْتُ اُصَلِّىْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّىْ صَلٰوتَىِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فَاَرْكُدُ فِى الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِى الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ وَاَرْسَلَ مَعَهٗ رَجُلًا اَوْ رِجَالًا اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْاَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَاَلَ عَنْهُ يُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا۔ (ترغيب)

اہل کوفہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو انھوں نے ان کو ہٹا کر ان کی جگہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر بھیج دیا۔ اہل کوفہ نے ان کی بھی شکایت کی اور کہا کہ وہ ٹھیک سے نماز نہیں پڑھتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے ابو اسحاق! (حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم ٹھیک سے نماز نہیں پڑھتے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: بخدا میں انھیں اس طرح نماز پڑھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ پڑھایا کرتے تھے۔ میں مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھتا ہوں اور تیسری اور چوتھی رکعت ہلکی پڑھتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو اسحاق تمھارے بارے میں میرا گمان پہلے ہی سے یہ ہے کہ تم سنت کے مطابق نماز پڑھتے ہو اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ آدمیوں کو کوفہ بھیجا تاکہ وہ جا کر عمار رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں اہل کوفہ سے پوچھیں ان لوگوں نے ہر مسجد میں جا کر دریافت کیا تو تمام لوگوں کو ان کی تعریف کرتے ہوئے پایا۔

۳۷۰۔ قَالَ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُنِ الْاُسَيْدِىُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔ (رياض الصالحين)

ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حریم اسیدی بہت اچھے آدمی ہیں اگر ان کے سر پر بڑے بڑے بال نہ ہوتے اور ان کا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے نہ ہوتا جب خریم کو حضور ﷺ کا یہ ارشاد معلوم ہوا تو انھوں نے استرا اٹھایا اور اپنے بڑھے ہوئے بالوں کو کانوں تک کاٹ کیا اور اس کے بعد اپنے تہہ بند کو نصف پنڈلی تک کر لیا۔

۳۷۱۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ يَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُنْتُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ اِذْلَا تَعْبُدُوْنَ اللهَ تَحْمِلُوْنَ الْكَلَّ وَتَفْعَلُوْنَ فِىْ اَمْوَالِكُمُ الْمَعْرُوْفَ وَتَفْعَلُوْنَ اِلَى ابْنِ السَّبِيْلِ حَتّٰى اِذَا مَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِنَبِيِّهٖ اَذَا اَنْتُمْ تُحْصِنُوْنَ اَمْوَالَكُمْ فِيْمَا يَاْكُلُ ابْنُ اٰدَمَ اَجْرٌ وَفِيْمَا يَاْكُلُ السَّبُعُ وَالطَّيْرُ اَجْرٌ قَالَ فَرَجَعَ الْقَوْمُ فَمَا مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا هَدَمَ مِنْ حَدِيْقَتِهٖ ثَلَاثِيْنَ بَابًا۔ (ترغيب و ترهيب بحواله حاكم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے محلے میں پہنچے بدھ کا دن تھا۔ وہاں حضور ﷺ نے فرمایا: اے گروہ انصار! لوگوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ہم حاضر ہیں ارشاد فرمائیں آپ نے ان سے کہا: جاہلیت کے زمانے میں جب تم لوگ (اللہ کی پرستش نہیں کرتے تھے) کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے تھے اپنا مال غریبوں کو دیتے تھے مسافروں کی مدد کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالی نے

quranurdu.com

اسلام اور نبی ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق دی اور احسان فرمایا تو اب تم لوگ باغوں کی حفاظت کی خاطر ان کے گرد دیواریں اٹھاتے ہو۔ دیکھو کوئی آدمی تمھارے باغ کا پھل کھالے تو اس پر تمھیں اجر ملے گا اور درندے اور پرندے کھالیں تو اس پر بھی تم اجر کے مستحق ہو گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ بات سن کر لوگوں نے اپنے کھجور کے باغوں کے دروازے ڈھا دیے۔ یہ تیس دروازے تھے جو ڈھائے گئے۔

۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اِلَيْهِ اَفْقَرُ مِنِّيْ قَالَ فَقَالَ خُذْهُ اِذَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ فَاِنْ شِئْتَ فَكُلْهُ وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَلِاَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَسْأَلُ اَحَدًا شَيْئًا اُعْطِيَهٗ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مجھے مال دیتے تو میں آپ سے عرض کرتا کہ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہوں انھیں دے دیجیے۔ حضور ﷺ فرماتے کہ اس مال کو لے لو۔ جب تمھیں کچھ مال ملے اس طرح کہ تم نے مانگا بھی نہیں اور پانے کے متوقع بھی نہیں تھے تو اس طرح کے مال کو لے لیا کرو اور اسے ذخیرہ کرو۔ اگر تمھیں ضرورت ہو تو استعمال کرو اور جی چاہے تو اس کو صدقہ کرو اور جو مال تمھیں نہ ملے اس کی حرص بھی مت کرو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے والد صاحب کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے اور کوئی بے طلب دیتا تھا تو اسے واپس نہیں کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر طلب اور بغیر لالچ کے کوئی مال ملے تو انکار نہ کرنا چاہیے اور اگر اس بات کی توقع اور دل میں خواہش ہو کہ فلاں مجھے مال دے تو ایسی صورت میں اگر اس کی طرف سے مال آئے تو نہیں لینا چاہیے۔

بچوں کو سلام

۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ۔ (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہما جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے اور فرماتے کہ نبی ﷺ بچوں کو سلام کرتے تھے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَأْتِيْ شَجَرَةً بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَيَقِيْلُ تَحْتَهَا وَيُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ (ترغیب)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں راوی کا بیان ہے کہ وہ مکہ مدینہ کے درمیان ایک درخت کے پاس جب پہنچتے تو اس کے نیچے قیلولہ فرماتے اور لوگوں کو بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔

تشریح: ایسا نہیں تھا کہ وہ باقاعدہ طور پر دن کو وہاں پہنچتے تو درخت کے نیچے آرام فرماتے، بلکہ اگر دوران سفر وہاں سے گزرتے تو تھوڑی دیر کے لیے درخت کے نیچے آرام فرماتے۔ وہ محبت رسول ﷺ کی وجہ سے ایسا کرتے اور محبت جیسا کہ سب معلوم ہے عقل سے اونچی شے ہے۔

quranurdu.com

۳۷۵- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ فِي سَفَرٍ فَمَرَّ بِمَكَانٍ فَحَادَ عَنْهُ فَسُئِلَ عَنْهُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ هٰذَا فَفَعَلْتُ۔ (ترغیب حدیث نمبر۷ مسند احمد)

مشہور تابعی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ جب ایک مقام پر ہم لوگ پہنچے تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک طرف کو مڑ کر چلے گئے ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لیے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

۳۷۶- عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا كَانَ حِيْنَ رَاحَ رُحْتُ مَعَهٗ حَتّٰى اَتَى الْاِمَامَ فَصَلّٰى مَعَهُ الْاُوْلٰى وَالْعَصْرَ ثُمَّ وَقَفَ وَاَنَا وَاَصْحَابٌ لِّيْ حَتّٰى اَفَاضَ الْاِمَامُ فَاَفَضْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اِنْتَهٰى اِلَى الْمَضِيْقِ دُوْنَ الْمَاْزِمَيْنَ فَاَنَاخَ وَاَنَخْنَا وَنَحْنُ نَحْسِبُ اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يُّصَلِّيَ فَقَالَ غُلَامُهُ الَّذِيْ يُمْسِكُ رَاحِلَتَهٗ اَنَّهٗ لَيْسَ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ وَلٰكِنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهٰى اِلٰى هٰذَا الْمَكَانِ قَضٰى حَاجَتَهٗ فَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّقْضِيَ حَاجَتَهٗ۔ (ترغیب حدیث نمبر۶ مسند احمد)

مشہور تابعی ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ جب وہ سہ پہر کو مسجد نمرہ میں گئے تو میں بھی ساتھ ہو لیا، یہاں تک کہ امام آیا اور انھوں نے امام کے ساتھ ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھی۔ پھر عرفات میں ہم سب لوگ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ امیر الحج مزدلفہ کے لیے روانہ ہوا، تو اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک تنگ درّے پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پہنچے تو وہاں انھوں نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور ہم لوگوں نے بھی اپنی اونٹنیاں بٹھا دیں۔ ہمیں خیال ہوا کہ وہ یہاں نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کے خادم نے جو ان کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھا، کہا: ان کا ارادہ یہاں پر نماز پڑھنے کا نہیں ہے، بلکہ انھیں وہ واقعہ یاد آیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے سفر حج میں جب اس جگہ پہنچے تھے تو اونٹنی کو روک کر قضائے حاجت کو تشریف لے گئے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ کی محبت میں ایسا کرنا چاہتے ہیں۔

۳۷۷- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُشَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ وَاِنَّهٗ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ فَاَدْخَلْتُ يَدِيْ فِيْ قَمِيْصِهٖ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهٗ قَطُّ فِيْ شِتَآءٍ وَلَا صَيْفٍ اِلَّا مُطْلَقِي الْاَزْرَارِ۔ (ابن ماجه، ابن حبان، ترغیب)

حضرت عروہ بن عبد اللہ کہتے ہیں: مجھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرۃ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ میں (قرۃ) قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگ آپ پر ایمان لائے۔ اس وقت حضور ﷺ کے پیراہن کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ (قرہ کہتے ہیں کہ) میں نے اپنا ہاتھ نبی ﷺ کے کرتے کے اندر لے گیا اور مہر نبوت کو چھوا۔ عروہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے معاویہ اور ان کے لڑکے کو میں نے ہمیشہ اس حال میں پایا کہ ان کے بٹن کھلے رہتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں بھی اور گرمی کے موسم میں بھی۔

تشریح: یہ حدیث بتاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے طریقوں کی کتنی شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے۔ وہ منطق اور فلسفہ نہیں جانتے تھے انھیں صرف اس سے غرض تھی کہ ان کا محبوب کیا کرتا ہے ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ آدمی کے بٹن کسی وقت کھلے رہتے ہیں اور کسی وقت بند رہتے ہیں۔ مشہور شاعر جگر مراد آبادی نے اس مفہوم کو نہایت خوبی سے ادا کیا ہے۔

دیکھنا پڑتا ہے انداز نگاہ یار کو

quranurdu.com

۳۷۸۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یُصَلِّیْ مَحْلُوْلًا اَزْرَارُہٗ فَسَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ۔ (ترغیب نمبر ۳ صحیح ابن خزیمہ)

زید بن اسلم رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ ان کے کرتے کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

quranurdu.com

رفقائے سفر کی خدمت

۳۷۹۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَجَلِیِّ فِیْ سَفَرٍ فَکَانَ یَخْدُمُنِیْ فَقُلْتُ لَہٗ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ اِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰلَیْتُ اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْھُمْ اِلَّا خَدَمْتُہٗ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جریر بن عبد اللہ بجلی کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ سفر کے دوران وہ میری خدمت کرتے۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسا نہ کریں۔ انھوں نے جواب دیا: میں نے انصار کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے دیکھا ہے اس لیے میں نے قسم کھالی ہے کہ انصار میں سے جس کے ساتھ سفر کروں گا اس کی خدمت کروں گا۔

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

۳۸۰۔ عَنْ اَبِیْ عَزِیْزِ بْنِ عُمَیْرٍ اَخِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ کُنْتُ فِی الْاُسَارٰی یَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰی خَیْرًا وَکُنْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَکَانُوْا اِذَا قَدَّمُوْا غَدَآءَ ھُمْ اَکَلُوا التَّمْرَ وَاَطْعَمُوْنِیَ الْخُبْزَ بِوَصِیَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (معجم طبرانی)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی ابو عزیز بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں میں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی۔ میں انصار کے کچھ لوگوں کے یہاں تھا تو ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ دوپہر اور شام کا کھانا جب لاتے تو خود کھجور کھالیتے اور مجھے روٹی کھلاتے کیونکہ ان کو نبی ﷺ نے قیدیوں سے اچھے برتاو کی وصیت کی تھی۔

اطاعت رسول

۳۸۱۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰی مَکَّۃَ فِیْ رَمَضَانَ حَتّٰی بَلَغَ کُرَاعَ الْغَمِیْمِ فَصَامَ وَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ فَرَفَعَہٗ حَتّٰی نَظَرَ النَّاسُ اِلَیْہِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِیْلَ لَہٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاۃُ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے مکہ کو روانہ ہوئے، یہاں تک کہ کراع الغمیم پر پہنچ گئے اور نبی ﷺ اور تمام مجاہدین روزے سے تھے۔ جب اس مذکورہ مقام پر پہنچے تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا۔ پھر اس کو اونچا اٹھایا یہاں تک

کہ لوگوں نے وہ پیالہ دیکھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے پانی پی کر روزہ توڑ دیا (کیونکہ مسافر تھے اور جہاد کی مہم درپیش تھی) بعد میں آپ کو اطلاع دی گئی کہ بعض لوگ روزے سے ہیں، انھوں نے اپنا روزہ نہیں توڑا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ نافرمان ہیں۔

تشریح: قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے کہ جو لوگ رمضان میں سفر کی حالت میں ہوں وہ دوسرے دنوں میں اس کی قضا کر لیں اور یہ سفر رمضان میں ہوا تھا اور چونکہ یہ کوئی عام تجارتی سفر نہیں تھا بلکہ اہل ایمان مکہ کو فتح کرنے اور کفار سے لڑنے نکلے تھے۔ اگر روزہ نہ توڑتے تو جہاد و قتال پر ناخوشگوار اثر پڑ سکتا تھا، اس لیے حضور ﷺ نے قصداً روزہ توڑا اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ آپ نے روزہ توڑ دیا ہے، پھر روزہ رکھنے کے کیا معنی؟ یہ تو نبی ﷺ کی خلاف ورزی ہوئی اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا: کہ یہ لوگ نافرمان ہیں۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اصل چیز رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔ سنت سے ہٹ کر کوئی شخص چاہے کتنی ہی زیادہ عبادت کرے اس کا خدا کے یہاں کوئی وزن نہیں ہے۔

۲۸۲۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِیْضَھَا الْبَحْرَ لَاَ خَضْنَاھَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَکْبَادَھَا اِلٰی بِرْكِ الْغُمَادِ لَفَعَلْنَا۔

(مسلم۔ انس رضی اللہ عنہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ جدید اسلحے اور غذائی رسد کے ساتھ شام سے مکہ کے لیے چل پڑا ہے تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو سعد بن عبادہ اٹھے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر آپ ہمیں سمندر میں گھسنے کا حکم دیں گے۔ تو ہم سمندر میں گھس جائیں گے اور اگر آپ ہمیں حکم دیں گے کہ دشمن سے لڑنے کے لیے برک الغماد (ایک مقام ہے مدینہ سے بہت دور) تک جاؤ تو ہم بخوشی جائیں گے۔“

۲۸۳۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِھَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ لَقَدْ شَھِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ مَشْھَدًا لَاَنْ اَکُوْنَ اَنَا صَاحِبَہٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا عُدِلَ بِہٖ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَیَدْعُوْا عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ لَا نَقُوْلُ لَکَ کَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰی اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا وَلٰکِنْ نُقَاتِلُ عَنْ یَمِیْنِکَ وَعَنْ شِمَالِکَ وَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْکَ وَمِنْ خَلْفِکَ فَرَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْھُہٗ وَسَرَّہٗ ذَاکَ۔ (مسند احمد)

حضرت طارق بن شہاب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے کہ کاش وہ کارنامہ مجھ سے انجام پاتا جو اس جیسے ہر دوسرے کام سے مجھے عزیز تھا۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت جب کہ آپ لوگوں کو مشرکین مکہ سے لڑنے کی دعوت دے رہے تھے، تو اس وقت مقداد نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہم لوگ آپ سے اس طرح نہیں کہیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ: ”اے موسیٰ! تم اور تمھارا رب جاکے لڑو نہیں!“ بلکہ ہم آپ کے دائیں ہو کر جنگ کریں گے بائیں طرف سے لڑیں گے۔ آپ کے آگے ہو کر ان سے لڑیں گے، آپ کے پیچھے رہ کر ان سے لڑیں گے۔ جب مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا تھا۔

تشریح: مشرکین سے لڑنے کی دعوت کا جو واقعہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے وہ جنگ بدر کا ہے۔ پہلے آپ کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا چالیس نفری قافلہ جدید فوجی سامان اور رسد کے ساتھ شام سے آرہا ہے۔ ابھی آپ اس کو روکنے کے سلسلے میں مشورہ کر ہی رہے تھے کہ اچانک یہ اطلاع ملی کہ مکہ

quranurdu.com

کے مشرکین کی ایک ہزار فوج اسلام اور مسلمانوں کو فنا کرنے کے لیے چل پڑی ہے۔ مذکورہ بالا بات جو مقداد بن اسود نے کہی اسی موقع کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم بھگوڑی ذہنیت نہیں رکھتے ہم آپ کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے اور ہر طرح کی جان نثاری کے لیے تیار رہیں گے ہر طرح کا ثبوت پیش کریں گے۔

تجدید ایمان کی دعوت

۳۸۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللہِ بْنُ رَوَاحَۃَ لَقِیَ الرَّجُلَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَالَ نُؤْمِنْ بِرَبِّنَا سَاعَۃً فَقَالَ ذَاتَ یَوْمٍ لِرَجُلٍ فَغَضِبَ الرَّجُلُ فَجَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَرٰی اِلَی ابْنِ رَوَاحَۃَ یَرْغَبُ اِیْمَانِكَ اِلٰی اِیْمَانِ سَاعَۃٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُ اللہُ ابْنَ رَوَاحَۃَ اِنَّہٗ یُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِیْ تَتَبَاھٰی بِھَا الْمَلَآئِکَۃُ۔ (مسند احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کسی سے ملتے تو فرماتے کہ آؤ تھوڑی دیر ہم اپنے رب پر ایمان لائیں۔ ایک دن انھوں نے کسی آدمی سے یہی جملہ کہا تو وہ بہت غضبناک ہوا، حضور ﷺ کے پاس آکر بطور شکایت کہا: اے اللہ رسول ذرا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھیے یہ لوگوں کو زندگی بھر ایمان رکھنے کے بجائے تھوڑی دیر کے ایمان کی دعوت دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ دینی اجتماع کی تم کو دعوت دے رہے تھے انھیں ان مجالس سے محبت ہے جن پر ملائکہ فخر کرتے ہیں۔

تشریح: عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جو بات کہی اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آؤ! تھوڑی دیر بیٹھ کر ہم اپنے رب پر ایمان کو تازہ کریں جس کی شکل یہ ہے کہ خدا کا ذکر کیا جائے، اس کی احسانات یاد کیے جائیں، دینی معلومات بڑھائیں دوسرے لفظوں میں دینی اجتماع کریں جس میں خدا اور رسول ﷺ کی باتیں پڑھی پڑھائی جائیں مگر وہ شخص عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا اور حضور ﷺ سے شکایت کی۔ آپ نے اسے بتایا کہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بات کا کیا مطلب ہے۔

یہاں ایک اور بات ہے جس پر غور کرنا ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس آدمی نے حضور ﷺ سے جاکر کیا شکایت کی؟ کیا یہ کہا کہ دیکھیے یہ صاف سیدھی زبان استعمال کرنے کے بجائے اشاراتی زبان میں بات کرتے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ کہا کہ حضور ﷺ کی ایمانی دعوت تو ہمہ وقتی ہے، زندگی بھر مومن بنے رہنے کی دعوت ہے اور یہ تھوڑی دیر کے ایمان کی دعوت دیتے ہیں، یہ ایک نئی اور انوکھی دعوت دے رہے ہیں۔ دیکھیے! اس دور کا معمولی مسلمان بھی اس حقیقت سے باخبر اور اس کے لیے غیرت مند تھا کہ نبی ﷺ کی دعوت ہمہ وقتی تھی زندگی بھر کی تھی۔۔۔۔ معمولی مسلمان اس دور کے مسلمانوں کے لحاظ سے میں نے کہاہے، ورنہ ہمارے لحاظ سے تو ان میں سے ہر ایک صحابی شہری ہو یا دیہاتی ہمارا امام اور پیشوا ہے، اللہ ان سے راضی ہو۔

دینی اجتماع کی عظمت

quranurdu.com

۳۸۵۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَاهَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ اللهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا اللهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِىْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِىْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ۔ (مسلم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے پاس آئے۔ یہ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور اس طرح ہم پر احسان کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا بخدا تم اسی کام سے یہاں بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہاں بخدا ہم یہاں اسی لیے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو قسم اس وجہ سے نہیں دلائی کہ میں تمھیں جھوٹا سمجھتا ہوں، بلکہ جبرئیل علیہ السلام ابھی میرے پاس آئے اور انھوں نے بتایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ملائکہ کی مجلس میں تم پر فخر کرتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اللہ کو یاد کرنے کے ہیں اور یہ لفظ قرآن اور حدیث دونوں میں جامع لفظ کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے۔ اس میں ذکر و دعا اور اد و وظائف بھی شامل ہیں اور دین سیکھنے سکھانے اور دینی دعوت کو بڑھانے اور اس متعلق سارے کام ذکر اللہ کی فہرست میں داخل ہیں اس حدیث میں ذکر کی تشریح آگے والا جملہ کر رہا ہے یعنی یہ بیٹھے ہوئے خدا کے احسانات اور اس کے فضل و عنایت کا چرچا کر رہے تھے کہ ہم لوگ اس نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے نہیں جانتے تھے کہ خدا کی بندگی کا صحیح راستہ کیا ہے۔ اس نے ہم پر فضل فرمایا کہ ہمیں میں سے ایک آدمی کے ذریعے اپنا دین بھیجا اور پھر ہم پر مزید کرم یہ ہوا کہ ہم کو ایمان لانے کی توفیق بخشی۔

ملائکہ کی محفل میں تم پر فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کہتا ہے کہ دیکھو! ہمارے یہ بندے ہم کو یاد کرتے ہیں دینی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھو اور ان کی دینی فکر کو دیکھو، یہ اپنے دنیا کے کاروبار اور مشغولیات چھوڑ کر یہ کچھ کر رہے ہیں۔

تبلیغ اور شوق علم

۳۸۶۔ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِىُّ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَيْسَ كُلُّنَا كَانَ يَسْمَعُ حَدِيْثَ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَانَتْ لَنَا ضَيْعَةٌ وَاَشْغَالٌ وَّلٰكِنْ كَانَ النَّاسُ لَايَكْذِبُوْنَ فَيُحَدِّثُ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص نبی ﷺ کی باتیں نہیں سنتا تھا، اس لیے کہ ہمارے پاس زمین و جائداد تھی جس میں مشغول رہتے تھے البتہ جو لوگ نبی ﷺ کی بات سنتے وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اس طرح نبی ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کی باتیں سننے والے، ان لوگوں کو بتا دیا کرتے جو وہاں موجود نہ ہوتے (ان میں دین سیکھنے کی پیاس تھی اور ان میں دین سکھانے کی تڑپ تھی)

جھوٹے کی بات پر اعتماد نہ کرنا

۳۸۷۔ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِىُّ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَ بِحَدِيْثٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِىْ مَنْ لَّمْ يَكْذِبْ وَاللهِ مَا كُنَّا نَكْذِبُ وَلَانَدْرِىْ مَا الْكَذِبُ۔

حضرت قتادہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان فرمائی ان سے ایک آدمی نے پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! یا یہ فرمایا کہ مجھ سے یہ حدیث اس شخص نے بیان کی ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔ بخدا ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لوگ حدیثوں کے بیان کرنے میں کس درجہ احتیاط کرتے تھے۔ وہ کبھی جھوٹی روایت نہیں کرتے تھے اور سننے والے بھی پوری تحقیق کرتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ جھوٹ بولتے ہوں ان سے سنی ہوئی بات پر یقین نہ کرنا چاہیے اور نہ ان کی بات کو سچ سمجھ کر دوسرے لوگوں سے بیان کرنا چاہیے۔

خواتین میں دین کا شوق

۲۸۸۔ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ قَالَ اِجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ مِنْ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاثْنَيْنِ۔ (متفق علیہ)

ایک خاتون نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول آپ کی ساری تعلیم و تربیت تو مردوں کے حصے میں آگئی (یعنی مرد حضرات تو آپ سے احکامات الٰہی سیکھتے رہتے ہیں مگر ہم خواتین اپنے گھریلو کام کاج کی وجہ سے تعلیمات دین نہیں سیکھ پاتیں اس لیے) ہمارے لیے بھی ایک دن مقرر فرمائیں جس میں آپ ہمیں اللہ کی ہدایات سے واقف کرائیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: فلاں دن تم سب اکٹھی ہو جانا چنانچہ وہ جمع ہوئیں اور نبی ﷺ نے انھیں اللہ کی باتیں بتائیں اور اس میں یہ بھی بتایا کہ جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو یہ بچے اس کو جہنم سے بچانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے پوچھا: اگر کسی کے دو بچے مرے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: دو بچوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

تشریح: یہ نمونہ اور شوق ہے نبی ﷺ کے زمانے کی عورتوں کا۔ انھیں دین سیکھنے کی فکر تھی۔ اس لیے انھوں نے ایک خاتون کا اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ دین جس طرح مردوں کے لیے ہے اسی طرح ہمارے لیے بھی آیا ہے اور مردوں کی نیکی اور دین داری عورتوں کو اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکتی اور یہ کہ ہر ایک سے الگ الگ پوچھ ہو گی۔ نہ مرد عورتوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور نہ عورتیں مردوں کا۔

زبان کی حفاظت

۲۸۹۔ اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰى اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ لَكَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِى الْمَوَارِدَ۔ (مشکوۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچے اور دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو ہاتھ سے کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کیا کر رہے ہیں؟ اللہ آپ کی مغفرت کرے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اس زبان نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال دیا۔

quranurdu.com

تشریح: زبان سے بہت زیادہ غلطیاں سرزد ہوتی ہیں کسی کی غیبت ہو جاتی ہے کبھی ناشائستہ الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں غرض زبان اس معاملے میں بہت زیادہ بے باک واقع ہوئی ہے بہت زیادہ غلطیوں کا صدور اسی زبان کے ذریعے ہوتا ہے۔ اگر آدمی کے دل میں ایمان ہو تو اس پر بہت زیادہ پچھتاتا ہے۔ کچھ ایسی قلبی کیفیات میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو وہ سزا دے رہے تھے، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

گالی دینا مومن کو زیبا نہیں

۳۹۰۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَهُوَ یَلْعَنُ بَعْضَ رَقِیْقِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ فَقَالَ لَعَّانِیْنَ وَصِدِّیْقِیْنَ کَلَّا وَرَبِّ الْکَعْبَةِ فَاَعْتَقَ اَبُوْبَکْرٍ یَوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِیْقِهٖ ثُمَّ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَآ اَعُوْدُ۔ (مشکوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن اس وقت پہنچے جب وہ اپنے کچھ غلاموں پر لعن طعن کر رہے تھے۔ حضور ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: صدیق ہو کر لعن طعن؟ یعنی یہ حرکت تمھاری صدیقیت سے میل نہیں کھاتی) قسم ہے رب کعبہ کی! ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ صدیق کا لقب پانے والا مومن لعنت کرے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جن پر لعن طعن کر رہے تھے پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: توبہ کرتا ہوں اب مجھ سے یہ غلطی پھر نہ ہو گی۔

باہم سلام کرنا

۳۹۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتُفَرِّقُ بَیْنَنَا شَجَرَةٌ فَاِذَا الْتَقَیْنَا یُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو دو آدمیوں کے درمیان ایک درخت بھی حائل ہو جاتا تو پھر وہ ملتے تو سلام کا تبادلہ کرتے۔

عفو و درگزر

۳۹۲۔ قَدِمَ عُیَیْنَهُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَی ابْنِ اَخِیْهِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسٍ وَکَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِیْنَ یُدْنِیْهِمْ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَکَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابِ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرَتِهٖ کُهُوْلًا کَانُوْا اَوْ شُبَّابًا فَقَالَ عُیَیْنَةُ لِابْنِ اَخِیْهِ یَا ابْنَ اَخِیْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِیْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَیْهِ فَاسْتَاْذَنَ الْحُرُّ لِعُیَیْنَةَ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ قَالَ هِیْ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللهِ مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْکُمُ فِیْنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰی هَمَّ اَنْ یُّوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی قَالَ لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِیْنَ وَاللهِ مَا جَاوَزَهَا عَلَیْهِ عُمَرُ حِیْنَ تَلَاهَا وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللهِ تَعَالٰی۔ (بخاری۔ ابن عباس)

quranurdu.com

عیینہ بن حصن ایک دفعہ اپنے بھتیجے حر بن قیس کے مہمان ہوئے۔ حر بن قیس ان لوگوں میں سے ہیں جنھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ قرب حاصل تھا۔ قرآن کے علما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشین اور ان کے مشیر تھے خواہ وہ ادھیڑ عمر کے لوگ ہوں خواہ جوان ہوں، (حر بن قیس قرآن کے علما میں سے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے) عیینہ نے اپنے بھتیجے (حر بن قیس) سے کہا کہ اے بھتیجے! تمھیں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل ہے تو میرے لیے ان سے باریابی کی اجازت طلب کرو۔ حر نے اپنے چچا کے لیے ملاقات کی اجازت طلب کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیینہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ جب عیینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے دوران گفتگو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن خطاب! تم بخدا ہم کو زیادہ مال نہیں دیتے، اور نہ ہمارے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور عیینہ کو سزا دینے کا ارادہ کیا تو حر بن قیس نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ (الاعراف ۷:۱۹۹)

عفو و درگزر کی روش اختیار کرو نیکی اور احسان کا حکم دو اور جہالت برتنے والوں کی جہالت کو نظر انداز کر دو۔

حر بن قیس نے یہ آیت سنانے کے بعد کہا کہ یہ صاحب جاہل آدمی ہیں لہٰذا انھیں معاف کر دیجیے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں معاف کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر جھکا دینے والے انسان تھے۔

اللہ کو مخلص مومن کی ناقدری گوارا نہیں ہے

۲۹۳۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ كَلَامٌ فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِى الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَّشْكُوْنِىْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ خَالِدٌ وَّهُوَ يَشْكُوْنِىْ اِلَى النَّبِىِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَّالنَّبِىُّ لَا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَىْءٌ اَحَبَّ اِلَىَّ مِنْ رِضٰى عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهٗ بِمَا رَضِىَ فَرَضِىَ۔ (مشکوۃ)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی تو میں نے انھیں سخت سست کہہ دیا تو عمار رضی اللہ عنہ میری شکایت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔ پیچھے سے خالد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انھوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کرتے ہوئے سن لیا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں انھوں نے سخت سست کہنا شروع کیا اور برابر ان کی سخت کلامی بڑھتی گئی اور نبی ﷺ خاموش تھے کچھ نہیں کہہ رہے تھے تو عمار رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ خالد کو نہیں دیکھتے؟ (کہ کس طرح میری بے عزتی کر رہے ہیں) تب نبی ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا جو عمار سے دشمنی کرے گا اللہ اس کا دشمن ہو گا اور جو عمار سے بغض رکھے گا تو خدا اس سے بغض رکھے گا۔

quranurdu.com

خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد سن کر میں مجلس سے باہر نکلا تو سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک یہ تھی کہ کسی طرح عمار مجھ سے خوش ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے ان سے اپنی سخت کلامی کی معافی مانگی۔ انھوں نے معاف کر دیا اور خوش ہو گئے۔

عفو درگزر کی تعلیم

۳۹۴۔ اِنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَکْرٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَیَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَکْثَرَرَدَّ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَامَ فَلَحِقَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُّ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ کَانَ مَعَكَ یَرُدُّ عَلَیْہِ فَلَمَّا رَدَدْتَّ عَلَیْہِ وَقَعَ الشَّیْطَانُ۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ نبی ﷺ بھی وہاں بیٹھے تھے اور تعجب کے ساتھ مسکرا رہے تھے۔ جب اس شخص نے بہت کچھ کہہ لیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک آدھ بات کا جواب دے دیا۔ تب نبی ﷺ کو غصہ آ گیا اور مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ سے جا ملے اور کہا اے اللہ کے رسول آپ کی موجودگی میں وہ مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا آپ مسکرا رہے تھے۔ لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپ غصہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا جب وہ گالی دے رہا تھا تو تم خاموش تھے تو خدا کا ایک فرشتہ تمھاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم نے اس کو الٹ کر جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا۔

صبر

۳۹۵۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ ابْنٌ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یَشْکِیْ فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَۃَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَۃَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِیْ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ۔۔۔۔وَھِیَ اُمُّ الصَّبِیِّ مَا کَانَ فَقَرَّبَتْ لَہُ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰی ثُمَّ اَصَابَ مِنْھَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِیَّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ مَاتَ ابْنُ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ مِنْ اُمِّ سُلَیْمٍ فَقَالَتْ لِاَھْلِھَا لَاتُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَۃَ بِابْنِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُہٗ فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ اِلَیْہِ عَشَآءً فَاَکَلَ وَشَرِبَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَہٗ اَحْسَنَ مَاکَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِھَا فَلَمَّا اِنْ رَّأَتْ اَنَّہٗ قَدْ شَبِعَ وَاَصَابَ مِنْھَا قَالَتْ یَااَبَا طَلْحَۃَ اَرَأَیْتَ لَوْاَنَّ قَوْمًا اَعَارُوْا عَارِیَتَھُمْ اَھْلَ بَیْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِیَتَھُمْ أَلَھُمْ اَنْ یَّمْنَعُوْھُمْ قَالَ لَاقَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ۔ (ریاض الصالحین۔ باب الصبر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ بیمار تھا اس دوران میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سفر پر گئے اور ادھر بچہ وفات پا گیا۔ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آئے تو انھوں نے پوچھا کہ میرے بچے کا کیا حال ہے؟ تو بچے کی ماں ام سلیم نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ پر سکون ہے۔ پھر انھوں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا چنا، انھوں نے کھایا اور پھر ام سلیم کے پاس رہے۔ پھر انھوں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لے جایئے بچے کو دفن کیجیے (امام بخاری کی روایت میں اتنا ہی ہے) امام مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ جو ام

quranurdu.com

سلیم سے پیدا ہوا تھا، مر گیا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سفر پر تھے۔ ام سلیم نے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ابو طلحہ کو بچے کی وفات کی خبر مت دینا، میں خود دوں گی۔ جب وہ آئے تو سب سے پہلے ان کے سامنے رات کو کھانا چنا۔ انھوں نے کھایا۔ ام سلیم نے بناؤ سنگار کیا، پہلے سے زیادہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے۔ جب وہ پرسکون حالت میں ہوئے تب ان کی اہلیہ نے کہا: ذرا بتایئے! اگر کچھ لوگوں نے کسی کو کوئی چیز بطور ادھار دی ہو، اور وہ اپنی ادھار دی ہوئی چیز کا مطالبہ کریں تو کیا ان لوگوں کو حق ہے کہ انکار کر دیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں ان کو ادھار کی چیز کو روک رکھنے کا اختیار نہیں ہے۔ تب ام سلیم نے کہا کہ آپ کا بچہ جو آپ کے پاس امانت تھا، اللہ نے لے لیا ہے آپ کو چاہیے کہ صبر کریں تا کہ آخرت میں اجر کے مستحق ہوں۔

آدابِ مجلس

۳۹۶۔ عِنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي۔ (ابوداود)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں ہر شخص کا معمول تھا کہ جب حضور ﷺ کی مجلس میں پہنچتا تو سب کے پیچھے بیٹھ جاتا۔ (ہم میں سے کوئی بھی یہ حرکت نہ کرتا کہ آتا تو دیر سے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے حضور ﷺ کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا)۔

عہد کی پابندی

۳۹۷۔ عِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ وَكَانَ اَصْحَابُنَا يَضْرِبُوْنَّا وَنَحْنُ صِبْيَانٌ عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ۔ (مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہ)۔ پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو میرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعین)۔ آپ نے یہ بات تین چار بار دہرائی۔ پھر کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے سبقت لے جائے گی اور ان کی قسم گواہی پر سبقت لے جائے گی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہمارے سرپرست حضرات ہم بچوں کو جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹی گواہی دینے اور عہد کر کے پورا نہ کرنے پر مارتے تھے مطلب یہ کہ بعد کے لوگوں کی نظر میں گواہی اور عہد کی کوئی قدر و قیمت نہ رہ جائے گی جھوٹی گواہی دیں گے عہد کو پورا نہ کریں گے۔

سادگی

۳۹۸۔ عَنْ عَبْدِ الرُّوْمِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ طَلْقٍ فَقُلْتُ مَا اَقْصَرَ سَقْفَ بَيْتِكِ هٰذَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنْ لَّا يُطِيْلُوْا بِنَاءَ كُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ شَرِّ اَيَّامِكُمْ۔ (الادب المفرد)

quranurdu.com

عبد الرومی کہتے ہیں کہ میں ام طلق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان کے گھر کی چھتیں بہت نیچی تھیں۔ میں نے کہا: آپ کے اس گھر کی چھت کتنی نیچی ہے۔ انھوں نے کہا: بیٹے! امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو یہ ہدایت لکھ کر بھیجی تھی کہ تم لوگ اونچی عمارتیں نہ بنانا اس لیے کہ اگر ایسا کروگے تو وہ برا دور ہوگا۔

تشریح: یعنی دولت کی نمائش، شان دار اونچی عمارتوں کی صورت میں کی جائے گی۔ ظاہر ہے یہ امت کی دنیا پرستی کا دور ہوگا، آخرت پسندی کا دور ہوگا، آخرت پسندی کا رجحان مرچکا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امت کی اسی دینی پستی کو روکنے کے لیے بند باندھ رہے تھے۔

quranurdu.com

جانوروں پر رحم

۳۹۹۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَانُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ۔ (ابوداود)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم سفر میں کسی منزل میں قیام کرتے تھے تو ذکر و تسبیح اور نماز میں مشغول نہ ہوتے جب تک کہ اپنی سواریوں سے بوجھ نہ اتار لیتے۔

تشریح: اسلام جانوروں پر رحم کرنے کی جو تعلیم دیتا ہے یہ اس کا ثمرہ ہے۔

مہمان نوازی

۴۰۰۔ عَنْ شِهَابِ بْنِ عِبَادٍ اَنَّهٗ سَمِعَ بَعْضَ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدِ مْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ فَرَحُهُمْ فَلَمَّا اِنْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ اَوْ سَعُوْالَنَا فَقَعَدْنَا فَرَحَّبَ بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَنَا ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْنَا فَقَالَ مَنْ سَيِّدُكُمْ وَزَعِيْمُكُمْ فَاَشَرْنَا جَمِيْعًا اِلَى الْمُنْذِرِ بْنِ عَائِذٍ عَآئِذٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهٰذَا الْاَشَجُّ فَكَانَ اَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ عَلَيْهِ الْاِ سْمُ لِضَرْبَةٍ كَانَتْ بِوَجْهِهٖ بِحَافِرِ حِمَارٍ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَخَلَّفَ بَعْدَ الْقَوْمِ فَعَقَلَ رَوَاحِلَهُمْ وَضَمَّ مَتَاعَهُمْ ثُمَّ اَخْرَجَ عَيْبَتَهٗ فَاَلْقٰى عَنْهُ ثِيَابَ السَّفَرِ وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهٖ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ بَسَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَهٗ وَاتَّكَأَ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ الْاَشَجُّ اَوْسَعَ الْقَوْمُ لَهٗ وَقَالُوْا هٰهُنَا يَا اَشَجُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوٰى قَاعِدًا وَقَبَضَ رِجْلَهٗ هٰهُنَا يَا اَشَجُّ فَقَعَدَ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ بِهٖ وَاَلْطَفَهٗ وَسَاَلَهٗ عَنْ بِلَادِهِمْ وَسَمّٰى لَهُمْ قَرْيَةً قَرْيَةً الصَّفَا وَالْمُشَقَّرَ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ قُرٰى هَجَرٍ فَقَالَ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْتَ اَعْلَمُ بِاَسْمَآءِ قُرَانَا مِنَّا فَقَالَ اِنِّيْ وَطِئْتُ بِلَادَكُمْ وَفُسِحَ لِيْ فِيْهَا قَالَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَكْرِمُوْا اِخْوَانَكُمْ فَاِنَّهُمْ اَشْبَاهُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اَشْبَهُ شَيْءٍ اَشْعَارًا وَّاَبْشَارًا اَسْلَمُوْا طَآئِعِيْنَ غَيْرَ مُكْرَهِيْنَ وَلَا مَوْتُوْرِيْنَ اِذْ اَبٰى قَوْمٌ اَنْ يُّسْلِمُوْا حَتّٰى قُتِلُوْا قَالَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا قَالَ كَيْفَ رَاَيْتُمْ كَرَامَةَ اِخْوَانِكُمْ لَكُمْ وَضِيَافَتَهُمْ اِيَّاكُمْ قَالُوْا خَيْرُ اِخْوَانٍ اَلَانُوْا فُرُشَنَا وَاَطَابُوْا مَطْعَمَنَا وَبَاتُوْا وَاَصْبَحُوْا يُعَلِّمُوْنَا كِتَابَ

رَبِّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُعْجِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَرِحَ۔ (ترغیب و ترہیب حدیث نمبر ۲۹۳)

شہاب بن عباد کہتے ہیں کہ قبیلہ عبد القیس کا جو وفد اسلام لانے کے مقصد سے ۹ ہجری میں حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ گیا تھا اس کے بعض ارکان نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو مسلمان بہت خوش ہوئے، انھوں نے ہمیں اچھی جگہ دی خوب خاطر کی۔ حضور ﷺ نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا: ہمارے لیے دعا فرمائی ہم کو دیکھا تو پوچھا: تمھارا سردار لیڈر کون ہے۔ جملہ ارکان وفد نے منذر بن عائد کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہمارے لیڈر ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا (یہ اشج) یہی صاحب جن کے چہرے میں زخم کا نشان ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ ! یہی ہمارے لیڈر ہیں۔ (منذر بن عائد کے چہرے پر کبھی کسی گدھے نے لات ماری تھی جس کی وجہ سے ان کے چہرے پر نشان پڑ گئے تھے) اشج کا لقب اسی وجہ سے حضور ﷺ نے استعمال کیا۔ ہم لوگ اس سے پہلے ان کو اشج کے لقب سے یاد نہیں کرتے تھے۔ وفد کے دوسرے لوگ نبی ﷺ سے ملاقات کے شوق میں پہلے ہی آپ کی خدمت میں پہنچ گئے (نہ اپنا سامان قرینے سے رکھا اور نہ کپڑے بدلے) لیکن وفد کے لیڈر منذر نے پہلے سواریوں کو باندھا اور لوگوں کے سامان کو ایک جگہ قرینے سے لگایا، پھر اپنا بیگ نکالا، نئے کپڑے پہنے اور میلے کپڑے بیگ میں ڈالے۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت نبی ﷺ اپنے پیر پھیلائے اور ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب یہ حضور ﷺ کی مجلس میں پہنچے تو لوگ ان کو جگہ دینے کے لیے سمٹ گئے اور کہا: آپ یہاں تشریف لائیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنا پاؤں سمیٹا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: یہاں آیئے۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے دائیں پہلو میں بیٹھے۔

آپ نے انھیں خوش آمدید کہا اور شفقت بھرے لہجے میں گفتگو کی۔ ان کے ملک کے ایک ایک گاؤں کا نام لے کر پوچھا: مثلاً صفا، مشقر اور دوسری بستیاں۔

منذر بن عائد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول آپ تو ہمارے علاقے سے ہم سے زیادہ واقف معلوم ہوتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں میں تمھارے ملک میں بسلسلہ تجارت گیا ہوں، وہاں کے لوگوں نے میری بڑی خاطر کی۔ پھر آپ نے انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اپنے ان بھائیوں کی خاطر تواضع کرو۔ یہ اسلام لانے میں بھی تمھارے مشابہ ہیں اور چہرے بشرے کے لحاظ سے بھی تم سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ لوگ بغیر کسی جبر اور دباؤ کے خوشی خوشی ایمان لائے ہیں جب کہ دوسرے لوگوں نے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میدان جنگ میں مارے گئے۔

دوسرے دن صبح کو نبی ﷺ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تمھارے انصاری بھائیوں نے تمھاری ضیافت اور خاطر تواضع کیسی کی؟

انھوں نے کہا: یہ بہترین بھائی ہیں۔ انھوں نے ہمارے لیے آرام دہ بستر فراہم کیے، بہترین کھانا کھلایا اور رات میں اور صبح کو یہ لوگ ہمیں رب کی کتاب اور نبی ﷺ کے طریقے کی تعلیم دیتے رہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے۔

اجتماعی معاملات میں حصہ لینا

quranurdu.com

۴۰۱۔ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّ نَاسًا اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمُوْا یُثْنُوْنَ عَلٰی صَاحِبٍ لَّھُمْ خَیْرًا قَالُوْا مَا رَأَیْنَا مِثْلَ فُلَانٍ ھٰذَا قَطُّ مَاکَانَ فِیْ مَسِیْرٍ اِلَّا کَانَ فِیْ قِرَآءَ وَلَانَزَلْنَا فِیْ مَنْزِلٍ اِلَّا کَانَ فِیْ صَلَاةٍ قَالَ فَمَنْ کَانَ یَکْفِیْہِ ضَیْعَتَہٗ حَتّٰی ذَکَرَ وَمَنْ کَانَ یَعْلِفُ جَمَلَہٗ اَوْدَابَّتَہٗ قَالُوْا نَحْنُ قَالَ فَکُلُّکُمْ خَیْرٌ مِّنْہُ۔ (ترغیب و ترہیب، حدیث نمبر ۴۰۲۴)

حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں سے کچھ لوگ حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور اپنے ایک ساتھی کی تعریف کرنے لگے کہ ہم نے اس فلاں ساتھی کی طرح کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔ سفر کے دوران یہ شخص برابر قرآن پڑھتا رہتا ہے اور جب کسی جگہ ہم پڑاؤ ڈالتے تو یہ شخص نفل پڑھنے میں مشغول ہو جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو پھر اس کے سامان کی حفاظت کون کرتا اور اس کے اونٹ کو کون کھلاتا تھا؟ لوگوں نے کہا: ہم اس کے سامان کی حفاظت کرتے اور اسکے اونٹ کو چارہ دیتے۔ آپ نے فرمایا: تب تو تم لوگ اس سے بہتر ہو۔

تشریح: اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اجتماعی معاملات میں متعلقہ تمام افراد کو حصہ لینا چاہیے۔

quranurdu.com

اجتماعی طعام کے آداب

۴۰۲۔ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَیْمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَرُزِقْنَا تَمْرًا فَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَیَمُرُّبِنَا وَنَحْنُ نَاْکُلُ فَیَقُوْلُ لَاتُقَارِنُوْا فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ یَقُوْلُ اِلَّا اَنْ یَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاہُ۔ (بخاری، مسلم)

جبلہ بن سحیم رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں قحط کے سال میں ہم ابن زبیرؓ کے ساتھ تھے، تو ہم کو کھجوریں ملیں اور اسے بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے کہ عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گزرے تو فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک لقمے میں دو کھجوریں اٹھا کر نہ کھائے اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس طرح کھانے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں اس صورت میں دو کھجوریں کھائی جاسکتی ہیں جبکہ ساتھ کھانے والے لوگوں کی طرف سے اس کی اجازت ہو۔

تشریح: مطلب یہ کہ جب قحط کا زمانہ ہو، اور کھانا تھوڑا ہو تو ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے والوں کی یہ ذہنیت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے پیٹ میں اتارنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ خود غرضی کی بات ہو گی جو اسلامی اخوت اور ایثار سے میل نہیں کھاتی۔ ہاں اگر ساتھیوں کو برا محسوس نہ ہو تو اس طریقے سے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی اس طرح کھانے کے لیے اپنے ساتھیوں کی اجازت لینی ضروری ہے۔

۴۰۳۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِی الْغَزْوِ اَوْقَلَّ طَعَامُ عِیَالِھِمْ بِالْمَدِیْنَةِ جَمَعُوْا مَاکَانَ عِنْدَھُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْہُ بَیْنَھُمْ فِیْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ فَھُمْ وَاَنَا مِنْھُمْ۔ (متفق علیہ۔ ابو موسیٰ اشعری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اشعر کے لوگ جب جہاد میں جاتے ہیں اور کھانا کم ہوتا ہے، مدینہ میں ان کے یہاں غذائی قلت ہو جاتی ہے تو جو کچھ جس کے پاس ہوتا ہے لاکر ایک جگہ جمع کرتے ہیں پھر آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ آپ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

جماعتی نظم وضبط کا ایک واقعہ

۲۰۲۔ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ قَالَ
فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ اَوْقَالَ تَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِيْ نَفْسِي الْاَرْضُ فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً
فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ وَاَطُوْفُ فِي
الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ وَاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ
شَفَتَيْهِ اَمْ لَا ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِّنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَفَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلٰوتِيْ نَظَرَ اِلَيَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى اِذَا طَالَ عَلَيَّ
ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ
عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ اَنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُّ
فَنَاشَدْتُّهٗ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ۔ (متفق علیہ۔عبداللہ بن کعب)

quranurdu.com

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو ہم تینوں (مجھ سے ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) سے گفتگو اور بات چیت کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ ہم تبوک کی مہم پر اپنی سستی کی وجہ نہیں جا سکے تھے۔ لوگوں نے ہم سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور ایسے بدل گئے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں، یہاں تک کہ مدینہ کی سرزمین ہمارے لیے بالکل اجنبی بن گئی۔ اب مدینہ وہ مدینہ نہیں تھا جس کو ہم جانتے تھے۔ اسی حالت میں ہم پر پچاس راتیں گزریں۔

میرے دونوں ساتھیوں (ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) پر اس بایکاٹ کا بڑا اثر ہوا۔ وہ دونوں اپنے گھر میں بیٹھے روتے رہتے اور میں چونکہ جوان تھا اور دل کا مضبوط اس لیے میں گھر سے نکلتا نماز میں شریک ہوتا اور بازاروں میں گھومتا، لیکن کوئی بھی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو کر جب مسجد نبوی میں بیٹھتے تو میں آپ کے پاس جاتا اور سلام کرتا پھر میں اپنے جی میں سوچتا کہ نبی ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا، یا نہیں؟ میں آپ سے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور چپکے سے آپ کی طرف دیکھتا۔ جب میں اپنی نماز میں لگ جاتا تو آپ میری طرف نظر فرماتے اور جب میں آپ کی طرف مڑ کر دیکھتا تو آپ چہرہ مبارک پھیر لیتے۔ جب مسلمانوں کی بے رخی مجھ پر بہت زیادہ شاق گزری تو میں ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر ابو قتادہ کے پاس پہنچا۔ یہ میرے چچازاد بھائی اور میرے محبوب ترین دوستوں میں تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا تو انھوں نے بھی جواب نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: اے ابو قتادہ میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمھیں علم نہیں کہ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ وہ بدستور خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ انھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا، تب بھی وہ خاموش رہے پھر تیسری بار اللہ کا واسطہ دے کر اپنی بات دہرائی تب انھوں نے کہا: اللہ اور رسول اللہ ﷺ ہی واقف ہیں (کہ تمھیں اللہ و رسول ﷺ سے محبت ہے کہ نہیں انھی سے اس کی سند لو) اس پر میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ میں الٹے پاؤں دیوار پھاند کر واپس آگیا۔

تشریح: یہ جماعتی نظم و ڈسپلن کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔ جب اللہ کے حکم کے مطابق نبی ﷺ نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں مندرجہ بالا ساتھیوں کے بایکاٹ کا اعلان کیا اور لوگوں سے بات چیت کرنے سے روک دیا تو پورا مدینہ ان کے لیے اجنبی شہر بن گیا۔ یہاں تک کہ ان کے عزیز ترین دوست اور چچازاد بھائی ابو قتادہ تنہائی میں بھی اللہ کا واسطہ دینے کے باوجود ان سے نہیں بولے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بات چیت کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اس جماعتی نظم و ڈسپلن سے متعلق مزید تفصیل تفہیم القرآن جلد دوم، سورہ توبہ حاشیہ نمبر ۱۱۹، ص ۲۴۵۔۲۴۹۔ پر ملاحظہ کیجیے۔

انفاق فی سبیل اللہ

۴۰۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ امْرَأَتَيْنِ اَجْوَدَيْنِ مِنْ عَآئِشَةَ وَاَسْمَآءَ وَجُوْدُهُمَا مُخْتَلِفٌ اَمَّا عَآئِشَةُ فَكَانَتْ تَجْمَعُ الشَّیْءَ اِلَى الشَّیْءِ حَتّٰى اِذَا كَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَهَا قَسَّمَتْ وَاَمَّا اَسْمَآءُ فَكَانَتْ لَا تَمْسِكُ شَيْئًا لِغَدٍ۔ (الادب المفرد)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا (اپنی خالہ اور ماں) سے زیادہ سخاوت کرنے والی عورتیں نہیں دیکھیں۔ ان دونوں کی سخاوت اور فیاضی کی نوعیت مختلف تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ وہ روزانہ کچھ نہ کچھ جمع کرتی جاتیں اور جب قابل لحاظ مقدار میں مال جمع ہو جاتا تو غریبوں میں تقسیم کر دیتیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ روزانہ جو کچھ ان کے ہاتھ میں آتا وہ ضرورت مندوں تک پہنچا دیتیں اور کل کے لیے کچھ نہ رکھتیں۔

۴۰۶۔ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّىْ فِىْ حَآئِطٍ لَهٗ بِالْقُفِّ وَادٍ مِنْ اَوْدِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فِىْ زَمَانِ الثَّمَرِ وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ وَهِيَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَاَعْجَبَهٗ مَا رَاٰى مِنْ ثَمَرِهَا ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صَلَاتِهٖ فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِىْ كَمْ صَلّٰى فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَنِىْ فِىْ هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَآءَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ فَاجْعَلْهُ فِىْ سُبُلِ الْخَيْرِ فَبَاعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفًا فَسُمِّىَ ذٰلِكَ الْمَالُ الْخَمْسِيْنَ۔ (موطا مالك، ترغيب)

ایک انصاری آدمی اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ باغ مدینہ کہ مشہور وادی قُف میں تھا۔ کھجوروں کے درخت پھل سے لدے ہوئے تھے نماز پڑھتے ہوئے ان کی نظر ان پھلوں کی طرف اٹھ گئی تو وہ اس منظر میں کھوگئے اور اسے نماز کا خیال ہی نہ رہا۔ پھر اپنی نماز میں متوجہ ہوئے اور انھیں یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں۔ انھوں نے سوچا کہ میری جائداد تو میرے لیے فتنہ بن گئی ہے تو وہ خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے پورا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں نے یہ باغ وقف کر دیا ہے آپ اسے نیکی کے کاموں میں صرف کیجیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے ۵۰ ہزار درہم میں بیچا اور اس باغ کا نام خمسین رکھا۔

تشریح: درج بالا حدیث نمبر ۴۰۶ میں جس واقعے کا ذکر کیا گیا ہے یہ اس دور کا واقعہ ہے جب ایک درہم میں چھے افراد کا کنبہ دو وقت کا کھانا با آسانی کھا لیتا تھا۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اس دور کے ۵۰ ہزار درہم کی آج مالیت کیا ہوگی۔ اس واقعے میں آخرت کی زندگی سے غافل اور آخرت میں خوشیوں اور مسرت بھری زندگی کے متمنی دونوں طرح کے لوگوں کے لیے سبق موجود ہے۔ وہ یہ کہ فانی زندگی سے دل لگانے اور اس کے لیے مال اور سامان جمع کرنے کے بجائے آخرت کی دائمی زندگی کی بہتری کی فکر کرنی چاہیے۔ مزید تشریح کے لیے ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷)

۴۰۷۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

quranurdu.com

وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَآءَ وَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ اَرْجُوْبِرَّھَا وَذُخْرَھَا عِنْدَاللّٰہِ فَضَعْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ اَرَاكَ اللّٰہُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَآبِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ کے سب سے زیادہ مال دار آدمی تھے جتنے کھجوروں کے باغات ان کے پاس تھے، کسی کے پاس نہیں تھے اور سب سے اچھا اور محبوب باغ ان کے نزدیک بیر حا کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور نبی ﷺ اس باغ میں تشریف لے جاتے اور پانی پیتے۔ اس باغ کے کنوئیں کا پانی نہایت عمدہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (آل عمران ۳:۹۲)

تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنھیں تم عزیز رکھتے ہو۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنھیں تم عزیز رکھتے ہو اور بیر حا کا باغ میرا سب سے زیادہ محبوب مال ہے، میں نے اس کو راہ خدا میں وقف کیا ہے تاکہ یہ اللہ کے یہاں میرے کام آئے تو جہاں آپ کا رب بتائے وہاں صرف کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: شاباش! تم نے اچھا کیا۔ یہ نفع بخش تجارت ہے نفع بخش تجارت ہے۔

۴۰۸۔ عَنْ قَیْسِ بْنِ سَلَعٍ نِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخْوَتَہٗ شَکَوْہُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّہٗ یُبَذِّرُ مَالَہٗ وَیَنْبَسِطُ فِیْہِ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰخُذُ نَصِیْبِیْ مِنَ التَّمْرَۃِ فَاُنْفِقُہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِنْ صَحِبَنِیْ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدْرَہٗ وَقَالَ اَنْفِقِ اللّٰہِ عَلَیْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ خَرَجْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَعِیْ رَاحِلَۃٌ وَّ اَنَا اَکْثَرُ اَھْلِ بَیْتِی الْیَوْمَ وَاَیْسَرُہٗ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت قیس بن سلع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے بھائیوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کی شکایت کی کہ قیس اپنے مال کو لٹاتا ہے اور خوب خرچ کرتا ہے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے حصے کی کھجوریں لیتا ہوں اور اللہ کی راہ میں اور اپنے ساتھیوں میں خرچ کر دیتا ہوں۔ نبی ﷺ نے مسرت کے ساتھ اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور فرمایا: خرچ کرو اللہ تعالیٰ تمھیں دے گا۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ چنانچہ اس کے بعد اب میں اللہ کی راہ میں اپنی ذاتی اونٹنی پر جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہوں اور آج میں اپنے خاندان میں سب سے زیادہ مال دار اور خوش حال ہوں۔

۴۰۹۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ الْمُھَاجِرُوْنَ ذَھَبَ الْاَنْصَارُ بِالْاَجْرِکُلِّہٖ مَا رَأَیْنَا قَوْمًا بَذْلًا لِّکَثِیْرٍ وَّلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاۃً فِیْ قَلِیْلٍ مِّنْھُمْ وَلَقَدْ کَفَوْنَا الْمُؤْنَۃَ قَالَ اَلَیْسَ تُثْنُوْنَ عَلَیْھِمْ بِہٖ وَتَدْعُوْنَ لَھُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَذَاكَ بِذَاكَ۔ (ابوداود نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مہاجرین نے ایک دفعہ نبی ﷺ سے کہا کہ انصار سارا اجر سمیٹ لے گئے۔ یہ لوگ اپنی بہت سی دولت خرچ کر رہے ہیں اور جن کے پاس تھوڑا ہوتا ہے وہ بھی اپنے تھوڑے میں غریبوں کو شریک کر کے اپنے برابر کر لیتے ہیں اور ہمارا تو سارا خرچہ انھوں نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ ان کے لیے شکر کے جذبات نہیں رکھتے ہو؟ کیا تم ان کے لیے دعا نہیں کرتے ہو: مہاجرین نے

quranurdu.com

کہا: ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔ (وہ تمھارے ساتھ احسان کرتے ہیں تم ان کے ساتھ احسان کرتے ہو۔ تم بھی اجر کے مستحق ہو، وہ بھی اجر کے مستحق)

معاشرت و معاملات

والدین کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک

۴۱۰۔ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَاَتَانِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ اَتَدْرِیْ لِمَ اَتَیْتُكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاہُ فِیْ قَبْرِہٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْہِ بَعْدَہٗ وَاِنَّہٗ كَانَ بَیْنَ اَبِیْ عُمَرَ وَبَیْنَ اَبِیْكَ اِخَآءٌ وَوُدٌّ فَأَحْبَبْتُ اَنْ اَصِلَ ذَاكَ۔ (ترغیب و ترھیب، ابن حبان)

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ پہنچا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملنے کے لیے تشریف لائے اور کہا: تمھیں معلوم ہے کہ میں تمھارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد، باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے باب کے دوستوں کے اچھا سلوک کرے۔
چونکہ میرے والد (عمر رضی اللہ عنہ) اور تمھارے والد (ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ) کے درمیان گہری دوستی اور محبت تھی، اس لیے میں نے چاہا کہ اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک کروں تو میں اسی مناسبت سے تمھاری ملاقات کو آیا ہوں۔

۴۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ لَقِیَہٗ بِطَرِیْقِ مَكَّۃَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَحَمَلَہٗ عَلٰی حِمَارٍ كَانَ یَرْكَبُہٗ وَاَعْطَاہُ عِمَامَۃً كَانَتْ عَلٰی رَأْسِہٖ قَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ فَقُلْنَا لَہٗ اَصْلَحَكَ اللّٰہُ اِنَّھُمُ الْاَعْرَابُ وَھُمْ یَرْضَوْنَ بِالْیَسِیْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اِنَّ اَبَا ھٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَۃُ الْوَلَدِ اَھْلَ وُدِّ اَبِیْہِ۔ (ترغیب و ترھیب، بحوالہ مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ اس واقعے کو عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ مکہ کو جاتے ہوئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دیہاتی کی ملاقات ہوئی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سلام کیا اور جس خچر پر وہ سوار تھے اس پر اسے بھی بٹھا لیا اور اپنا عمامہ اسے دے دیا۔ ابن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ تو بدو لوگ ہیں تھوڑی چیز پر بھی راضی اور مطمئن ہو جاتے ہیں پھر آپ نے یہ سب کیوں کیا؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس کا باپ میرے باپ عمر بن خطاب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دوست تھا۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ یہ بہت بڑی نیکی ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک

quranurdu.com

۲۱۲۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِیْ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ فَلَمْ اَفْھَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ اَذَاھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَقُوْلُ اَعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ أَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلٰی ھٰذَا الْغُلَامِ فَقُلْتُ لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْکًا بَعْدَہٗ اَبَدًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ حُرٌّ لِوَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ أَمَا لَوْلَمْ تَفْعَلُ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ اَوْلَمَسَّتْکَ النَّارُ۔ (ترغیب و ترھیب حدیث نمبر ۳۴۷۸)

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے پیٹ رہا تھا تو پیچھے سے کسی نے آواز دی: اے ابو مسعود! جان لو۔ غصے کی وجہ سے میں یہ نہیں سمجھ سکا یہ کون کہہ رہا ہے۔ جب وہ شخص قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور فرما رہے ہیں: جان لو اے ابو مسعود! تم کو جتنی قدرت اس غلام پر حاصل ہے اللہ اس سے زیادہ تم پر قدرت رکھتا ہے میں نے عرض کیا: میں اب کبھی بھی کسی غلام کو نہیں دوں گا۔ ایک روایت کے مطابق ابو مسعود نے کہا: میں نے اسے اللہ کی خاطر آزاد کر دیا: (ابو مسعودؓ غصے میں بے دردی سے اور وہ بھی کوڑے سے پیٹ رہے تھے اتنی سخت سزا کا وہ مستحق نہ تھا۔ اسی لیے حضور ﷺ نے (انھیں سختی سے ٹوکا اور) فرمایا: اگر تم نے اسے آزاد نہ کیا ہوتا تو جہنم کی لپٹ تم کو پہنچتی۔

quranurdu.com

یتیموں کا خیال

۲۱۳۔ قَالَ الْحَسَنُ الْبَصَرِیُّ لَقَدْ عَھِدْتُّ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْھُمْ یُصْبِحُ فَیَقُوْلُ یَا آھْلِیَہْ یَا اَھْلِیَہْ یَتِیْمَکُمْ یَتِیْمَکُمْ۔ (الحق)

حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو (یعنی صحابہ کرامؓ کو) اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ صبح کو اپنے گھر والوں سے کہتے کہ سب سے پہلے یتیم کو کھلاؤ سب سے پہلے اس کو دو۔

ایثار کا ایک انوکھا واقعہ

۲۱۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُھْدِیَ لِرَجُلٍ مَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسُ شَاۃٍ فَقَالَ فُلَانٌ اَحْوَجُ مِنِّیْ اِلَیْہِ فَبَعَثَ ذٰلِکَ الْاِنْسَانُ اِلٰی آخَرَ فَلَمْ یَزَلْ یَبْعَثُ بِہٖ وَاحِدٌ اِلٰی اٰخَرَ رَجَعَ اِلَی الْاَوَّلِ بَعْدَ اَنْ تَدَاوَلَتْہُ سَبْعَۃٌ۔ (صحیفتہ الحق)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک آدمی کو بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ انھوں نے کہا: میرا فلاں ساتھی مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے، چنانچہ اس کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں کہا کہ اسے دے آؤ وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ اسی طرح سات آدمیوں کے پاس بکری کا سر بھیجا گیا۔ بالآخر وہ لوٹ کے پہلے آدمی کے پاس آ گیا۔

کاہن کی آمدنی

۲۱۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ لِاَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ غُلَامٌ یُخْرِجُ لَہُ الْخَرَاجَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یَاْکُلُ مِنْ خَرَاجِہٖ فَجَآءَ یَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَکَلَ مِنْہُ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ لَہُ الْغُلَامُ اَتَدْرِیْ مَاھٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَمَاھُوَ فَقَالَ کُنْتُ تَکَھَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاھِلِیَّةِ وَمَااُحْسِنُ الْکَھَانَةَ اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُہٗ فَلَقِیَنِیْ فَاَعْطَانِیْ لِذٰلِكَ ھٰذَا الَّذِیْ اَکَلْتَ مِنْہُ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَہٗ فَقَآءَ کُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِہٖ۔

(بخاری الترھیب حدیث نمبر ۲۷۰۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کما کر ایک مقررہ رقم انھیں دیتا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے اپنے کام میں لاتے۔ ایک دن اس نے کوئی چیز لا کر دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کھالیا تو غلام نے کہا: آپ کو علم ہے کہ یہ کیا ہے اور کہاں سے ملی ہے؟ انھوں نے پوچھا: بتاؤ یہ کیا ہے اور کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا: جاہلیت میں (اسلام کے آنے سے پہلے) میں نے ایک آدمی کو اس کی تقدیر بتائی تھی (آئندہ ہونے والی باتیں بتائی تھیں) میں اس علم سے واقف نہیں تھا، تاہم میں نے اسے دھوکا دیا تھا تو اب اس سے ملاقات ہوئی اور اس نے اس کی اجرت دی ہے جس کو آپ نے کھایا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حلق میں انگلیاں ڈال کر پیٹ میں جو کچھ تھا باہر نکال دیا۔

حسن معاملہ

۲۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَیْرُ یَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِیْ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِہٖ فَقَالَ یَابُنَیَّ اِنَّہٗ لَا یُقْتَلُ الْیَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ وَاِنِّیْ لَا اُرَانِیْ اِلَّا سَاُقْتَلُ الْیَوْمَ مَظْلُوْمًا وَاِنَّ مِنْ اَکْبَرِھَمِّیْ لَدَیْنِیْ اَفَتَرٰی دَیْنَنَا یُبْقِیْ مِنْ مَّالِنَا شَیْئًا ثُمَّ قَالَ یَابُنَیَّ بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَیْنِیْ قَالَ وَاِنَّمَا کَانَ دَیْنُہُ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ اَنَّ الرَّجُلَ کَانَ یَاْتِیْہِ بِالْمَالِ فَیَسْتَوْدِعُہٗ اِیَّاہُ فَیَقُوْلُ الزُّبَیْرُ لَا وَلٰکِنْ ھُوَ سَلَفٌ اَخْشٰی عَلَیْہِ الضَّیْعَةَ۔ (بخاری)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے موقع پر مجھے بلایا۔ میں جا کر ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو انھوں نے کہا: اے عزیز بیٹے! آج یا تو آدمی ظالم کی حیثیت میں قتل کیا جائے گا یا مظلوم کی حیثیت میں قتل کیا جائے گا۔ میں اپنے بارے میں سمجھتا ہوں کہ مظلوم کی حیثیت میں مارا جاؤں گا اور آج مجھے فکر ہے تو لوگوں کے قرض کی فکر ہے کہ وہ کسی طرح ادا ہو جائے۔ تمھارا کیا خیال ہے قرض چکانے کے بعد کچھ بچ رہے گا؟ پھر فرمایا: اے بیٹے! ہماری جائداد بیچ کر قرض ادا کر دینا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے ذمے جو بھی قرض تھا اس کی نوعیت یہ نہیں تھی کہ انھوں نے اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرنے کے سلسلے میں لیا ہو، بلکہ اس قرض کی نوعیت یہ تھی کہ لوگ ان پر اعتماد کر کے اپنی رقم بطور امانت ان کے پاس رکھنے آتے تو وہ ان سے کہتے کہ امانت کے طور پر نہ رکھو، بلکہ یہ رقم میرے پاس بطور قرض رہے گی تا کہ تمھاری رقم ماری نہ جائے۔ امانت کے طور پر رکھو گے اور ضائع ہو گئی تو قانوناً تم لے نہیں سکتے، اس لیے قرض جانو کہ اگر میرے یہاں تلف ہو جائے تو تمھارا نقصان نہ ہو گا۔

تنگ دست قرض دار کے ساتھ نرمی

quranurdu.com

۲۱۷۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ طَلَبَ غَرِیْمًا لَہٗ فَتَوَارٰی عَنْہُ ثُمَّ وَجَدَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ مُعْسِرٌ قَالَ آللّٰہِ قَالَ آاللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّنَجِّیَہُ اللّٰہُ مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَلْیُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْیَضَعْ عَنْہُ۔ (مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے قرض دار کو بلایا تو وہ چھپ گیا، پھر اس سے ملاقات ہوگئی اور قرض کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: میرے ہاتھ بہت تنگ ہیں۔ انھوں نے کہا: کیا بخدا تم قرض ادا نہیں کر سکتے؟ اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ وہ اس وقت قرض ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کے غموں سے اسے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دے یا معاف کر دے۔

تشریح: اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسے مزید مہلت دی یا قرض معاف کر دیا لیکن حدیث جس ڈھنگ سے بیان ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنا قرض معاف کر دیا ہوگا۔

اقامت دین کی راہ میں

۲۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ اَقَمْتُ مَعَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِالْمَدِیْنَۃِ سَنَۃً فَقَالَ لِیْ ذَاتَ یَوْمٍ وَنَحْنُ عِنْدَ حُجْرَۃِ عَآئِشَۃَ لَقَدْ رَاَئْتُنَا وَمَا لَنَاثِیَابٌ اِلَّا الْاَبْرَادُ الْخَشِنَۃُ وَاِنَّہٗ لَیَأْتِیْ عَلٰی اَحَدِنَا الْاَیَّامُ مَایَجِدُ طَعَامًا یُّقِیْمُ بِہٖ صُلْبَہٗ حَتّٰٓی اِنْ کَانَ اَحَدُنَا لَیَأْخُذُ الْحَجَرَ فَیَشُدُّ بِہٖ عَلٰی اَخْمُصِ بَطْنِہٖ ثُمَّ یَشُدُّہٗ بِثَوْبِہٖ لِیُقِیْمَ صُلْبَہٗ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد)

عبد اللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں سال بھر رہا۔ ایک دن جب ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے قریب بیٹھے تھے انھوں نے فرمایا: کہ (ہم پر ایسے حالات گزرے ہیں کہ پہننے کے لیے) ہمیں نرم کپڑے میسر نہ تھے، موٹی اور کھردری چادریں ہوتی تھیں (جن سے ہم اپنے وجود کو ڈھانک لیتے تھے۔ ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ کئی کئی دن گزر جاتے اور اتنا کھانا میسر نہ ہوتا کہ جس سے آدمی اپنی پیٹھ کو سیدھا کر سکے۔ ہم لوگوں کا حال یہ تھا کہ پتھر اٹھاتے اپنے پیٹ پر رکھتے اور کپڑے سے اسے باندھ دیتے تاکہ جسم سیدھا رہے۔

۲۱۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّرَعَلَیْنَا اَبَا عُبَیْدَۃَ یُعْطِیْنَا تَمْرَۃً تَمْرَۃً فَقِیْلَ کَیْفَ کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِھَا قَالَ نَمُصُّھَا کَمَا یَمُصُّ الصَّبِیُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَیْھَا مِنَ الْمَآءِ فَتَکْفِیْنَا یَوْمَنَا اِلَی اللَّیْلِ وَکُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِیِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّہٗ بِالْمَاءِ فَنَاْکُلُہٗ۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں (مشرکین مکہ کے ایک قافلے کا راستہ روکنے کے لیے بھیجا اور کھجوروں کا ایک تھیلہ ہمارے ساتھ کر دیا۔ اس کے سوا کوئی اور چیز حضور ﷺ فراہم نہ کر سکے)۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ ایک ایک کھجور دیتے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ لوگ کھجور لے کر کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہم وہ کھجور منہ میں ڈال کر دیر تک بچوں کی طرح چوستے پھر پانی پی لیتے تھے تو یہ ایک کھجور شام تک کے لیے کافی ہو جاتی تھی اور اپنی لاٹھی سے پتے جھاڑتے انھیں پانی میں بھگوتے اور کھا لیتے تھے۔

quranurdu.com

۲۲۰۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَھْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَقَدْ کُنَّا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَۃِ وَھٰذَا السَّمُرُ حَتّٰی اَنْ کَانَ اَحَدُنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاۃُ مَالَہٗ خَلْطٌ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سب سے پہلا عرب آدمی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں مشرکین پر تیروں سے حملہ کیا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاکر کافروں سے جہاد کرتے اور حال یہ ہوتا تھا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا۔ بس یہی کانٹے دار جھاڑیوں اور ببول کے پتے ہوتے۔ یہاں تک کہ (یہ پتے کھانے کی وجہ سے) ہم میں سے ہر ایک کا حال یہ تھا کہ اجابت بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوتی جس میں ذرا بھی تری نہیں ہوتی تھی۔

۲۲۱۔ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ مُقْبِلاً عَلَیْہِ اِھَابُ کَبْشٍ قَدْ تَنَطَّقَ بِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الَّذِیْ نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ بَیْنَ اَبَوَیْنِ یَغْذُوَانِہٖ بِاَطْیَبِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَلَقَدْ رَاَیْتُ عَلَیْہِ حُلَّۃً شَرَاھَا اَوْشُرِیَتْ بِمِائَتَیْ دِرْھَمٍ فَدَعَاہُ حُبُّ اللّٰہِ وَحُبُّ رَسُوْلِہٖ اِلٰی مَاتَرَوْنَ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حضور ﷺ کے پاس آرہے ہیں اور حال یہ ہے کہ مینڈھے کا چمڑا تہہ بند کی جگہ لپیٹے ہوئے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو دیکھو جس کے دل کو اللہ نے اسلام کی روشنی سے منور کر دیا۔ آج اسے اس حال میں دیکھ رہا ہوں اور کل اسلام لانے سے پہلے اس حال میں دیکھا تھا کہ اس کے والدین اس کو بہترین غذا دیتے تھے اور ان کے جسم پر دو سو درہم کی پوشاک ہوتی تھی۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں آج اس کا یہ حال ہوا۔

تشریح: یعنی وہ انتہائی قیمتی لباس زیب تن کرتے تھے۔ دو سو درہم آج کے نہیں بلکہ اس دور کے تھے۔ آج وہ اسلام کی دولت پاکر خوش ہیں۔ کبھی گزشتہ دور کی عیش و آرام کی زندگی بھولے سے بھی ان کو یاد نہیں آئی۔ اگرچہ پیغمبر ﷺ اور ان کے ساتھی اس حال میں دیکھ کر رو پڑتے ہیں۔

۲۲۲۔ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجْتُ فِیْ غَدَاۃٍ شَاتِیَۃٍ وَقَدْ اَوْبَقَنِی الْبَرْدُ فَاَخَذْتُ ثَوْبًا مِّنْ صُوْفٍ قَدْ کَانَ عِنْدَنَا ثُمَّ اَدْخَلْتُہٗ فِیْ عُنُقِیْ وَحَزَمْتُہٗ عَلٰی صَدْرِیْ اَسْتَدْفِئُ بِہٖ وَاللّٰہِ مَا فِیْ بَیْتِیْ شَیْءٌ اٰکُلُ مِنْہُ وَلَوْ کَانَ فِیْ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْءٌ لَبَلَغَنِیْ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ اِلٰی اَنْ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَلَسْتُ اِلَیْہِ فِی الْمَسْجِدِ وَھُوَ مَعَ عِصَابَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَطَلَعَ عَلَیْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ فِیْ بُرْدَۃٍ لَّہٗ مَرْقُوْعَۃٍ بِفَرْوَۃٍ وَکَانَ اَنْعَمَ غُلَامٍ بِمَکَّۃَ وَاَرْفَھَہٗ عَیْشًا فَلَمَّا رَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ مَا کَانَ فِیْہِ مِنَ النَّعِیْمِ وَرَاٰی حَالَہُ الَّتِیْ ھُوَ عَلَیْھَا فَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ فَبَکٰی ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ اَمْ اِذَا غُدِیَ عَلٰی اَحَدِکُمْ بِجَفْنَۃٍ مِّنْ خُبْزٍ وَّلَحْمٍ وَّرِیْحَ عَلَیْہِ بِاُخْرٰی وَغَدَا فِیْ حُلَّۃٍ وَّرَاحَ فِیْ اُخْرٰی وَسَتَرْتُمْ بُیُوْتَکُمْ کَمَا تُسْتَرُ الْکَعْبَۃُ قُلْنَا بَلْ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَۃِ قَالَ بَلْ اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ۔ (ترغیب و ترھیب حدیث نمبر ۵۰۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جاڑے کی ایک صبح کو میں اپنے گھر سے نکلا ٹھنڈک مجھ کو ہلاک کیے دے رہی تھی تو میں نے ایک اونی کپڑا جو ہمارے گھر پر تھا، لیا اور اس کو اپنی گردن میں ڈالا اور گرمی حاصل کرنے کے لیے اپنے سینے پر اسے باندھ لیا۔ بخدا ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ اگر نبی ﷺ کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو آپ ضرور ہمارے ہاں بھیجتے۔ حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ میں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں پہنچا وہاں آپ کے کچھ صحابہؓ پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ آگئے وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے مکہ کے بہت زیادہ خوش حال نوجوان تھے، عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب ان کو نبی ﷺ نے اس حال میں دیکھا تو آپ کو ان کی اسلام لانے سے پہلے کی خوش حال زندگی یاد آئی، تو آپ کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ آج بہتر حالت میں ہو، یا اس وقت بہتر حالت میں ہوگے جب صبح کو تمھارے پاس روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا طباق اور صبح کو تم ایک لباس میں ہوگے اور شام کو ایک دوسرا لباس پہنو گے اور اپنے گھروں پر پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ پر پردہ پڑا ہوتا ہے ہم نے آپ کے سوال کا جواب یہ دیا کہ ہم لوگ اس خوش حالی کے دور میں بہتر ہوں گے کیونکہ یکسوئی کے ساتھ خوب عبادت کریں گے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم لوگ اس فقر و فاقے کے زمانے میں اچھے ہو۔

تشریح: اس کی وجہ یہ ہے کہ اقتدار اور خوش حالی میں آدمی اللہ اور اس کے دین سے غافل ہو جاتا ہے۔ دنیا پرستی کی بیماری آگھیرتی ہے آخرت سے زندگی کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔

اقامت دین کی راہ میں قربانیوں کا پہلا انعام

۲۲۳۔ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِيْ ثَلٰثِ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُمْ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِحَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا۔

(ابوداود۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جنگ بدر کے موقع پر ۳ سو ۱۵ آدمی لے کہ مدینہ سے نکلے اور یہ دعا کی: اے اللہ یہ لوگ پیدل چل رہے ہیں ان کو سواری دے۔ اے اللہ ان کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں انھیں پوشاک عطا فرما۔ اے اللہ! یہ لوگ بھوکے ہیں انھیں آسودہ کر۔ اللہ نے بدر میں مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور وہ اس حال میں مدینہ میں واپس آئے کہ ہر آدمی کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے اور ہر ایک کو کھانا اور کپڑا میسر ہوا۔

تشریح: اللہ سے جو عہد بندگی انھوں نے باندھا اور کمال درجہ صبر و رضا کے ساتھ تیرہ چودہ سال تک ہر طرح کی قربانیاں دیتے رہے اور جب خدا نے دیکھ لیا کہ انھوں نے جان و مال جو خدا کے ہاتھ بیچا تھا اس میں یہ پورے اترے ہیں تب ان کے لیے فتح و نصرت کا دروازہ کھلا- بدر میں انھیں دنیاوی انعام کی پہلی قسط ملی اور پھر ملتی رہیں اور آخرت میں انھیں جو انعام ملنے والا ہے اس کا اندازہ دنیا میں رہتے ہوئے کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ ان کے رب نے تبوک کے آخری سخت امتحان میں پاس ہونے کے بعد فرمایا:

یقیناً اللہ نے مومنین سے ان کی جان اور ان کے مال (اب) جنت کے بدلے خرید لیے (کیونکہ یہ اپنی بیع میں سچے ثابت ہوئے ہر امتحان میں کامیاب ہوئے) دیکھو جان سے پیاری کوئی چیز نہیں ہوتی اور یہ لوگ برسوں سے اپنی جان ہتھیلیوں پر لیے دین کے دشمنوں سے لڑتے رہے ہیں مارتے بھی رہے اور مرتے بھی رہے لیکن پیچھے نہیں ہٹے تورات میں بھی انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اس وعدے کا ذکر ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ تو اے اہل ایمان خوش ہو جاؤ اپنی جان و مال کی بیع پر کہ خریدار نے جنت کے عوض خرید لیا، اب بیع مکمل ہوگئی (سورہ توبہ آیت ۱۱۱ کا توضیحی ترجمہ) اوپر جس وعدے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ سورۂ صف پارہ ۲۸ کے دوسرے رکوع میں پڑھیے۔

quranurdu.com

داعیانہ زندگی اور تنگ دستی

۴۲۴- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰی فَتَحْنَا خَیْبَرَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم پیٹ بھر کھجور بھی نہیں پاتے تھے جب تک خیبر فتح نہیں ہوا۔

تشریح: وجہ یہ تھی کہ ابھی امتحان ہو رہا تھا اور مسلمانوں نے اپنا سب کچھ اسلام کو بچانے اور غالب کرنے میں لگا رکھا تھا اس وقت معاش کی فکر کہاں تھی کیسے پیٹ بھر کر کھجور کھاتے کہاں کھجور ملتی کہ پیٹ بھرتے، کھجوروں کے باغات کو پانی دینے کی کھاد ڈالنے کی فرصت کہاں تھی، ابھی تو وہ اسلام کے باغ کی سینچائی میں لگے ہوئے تھے البتہ خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں کا زور بھی ٹوٹ گیا اور مکی مشرکین بھی تھک کر چور ہو گئے تھے۔ خیبر کے بعد ان کی جنگی پوزیشن ایسی نہیں رہ گئی تھی کہ حملہ کر سکتے اب تو مسلمانوں کے حملے کا وقت آ پہنچا تھا۔

۴۲۵- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ کَتَّانٍ فَمَخَطَ فِیْ اَحَدِهِمَا ثُمَّ قَالَ بَخٍ بَخٍ یَتَمَخَّطُ اَبُوْهُرَیْرَةَ فِی الْکَتَّانِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاِنِّیْ لَاَ خِرُّ فِیْمَا بَیْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ الْجُوْعِ مَغْشِیًّا عَلَیَّ فَیَجِیْءُ الْجَآئِیُ فَیَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰی یَرٰی اَنَّ بِیَ الْجُنُوْنَ وَمَا هُوَ اِلَّا الْجُوْعُ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ بخاری و ترمذی)

محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کتان کے دو باریک کپڑے پہن رکھے تھے تو ان میں سے ایک کپڑے سے ناک پونچھی پھر فرمایا: واہ واہ ابو ہریرہ کتان سے ناک پونچھتا ہے۔ پھر پہلے کی معاشی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے پہلے میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ بھوک سے بے ہوش ہو جاتا اور نبی ﷺ کے منبر اور حجرۂ عائشہ میں گھسیٹا جاتا تھا۔ آنے والے آتے اور اپنا پیر میری گردن پر رکھ دیتے وہ سمجھتے کہ میری عقل میں فتور آ گیا ہے، حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ بھوک کی وجہ سے میرا یہ حال ہو جاتا تھا۔

۴۲۶- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِ اجْمَعْ عَلَیْكَ سِلَاحَكَ وَثِیَابَكَ ثُمَّ ائْتِنِیْ قَالَ فَأَتَیْتُهٗ وَهُوَ یَتَوَضَّأُ فَقَالَ یَا عَمْرُو اِنِّیْ اَرْسَلْتُ اِلَیْكَ لِاَبْعَثَكَ فِیْ وَجْهٍ یُّسَلِّمُكَ اللّٰهُ وَیُغَنِّمُكَ وَاَزْعَبُ لَكَ زَعْبَةً مِّنَ الْمَالِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کَانَتْ هِجْرَتِیْ لِلْمَالِ وَمَا کَانَتْ اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ قَالَ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِرَجُلِ الصَّالِحِ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے پاس نبی ﷺ نے یہ حکم بھیجا کہ تم اپنے ہتھیار لے کر اور زرہ پہن کر میرے پاس آؤ۔ جب میں مسلح ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت آپ وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: میں نے تمھیں اس غرض سے بلایا ہے کہ میں تمھیں ایک جنگی مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں۔ اس مہم سے تمھیں اللہ تعالیٰ بخیریت واپس لائے گا اور مال غنیمت دے گا اور میں تمھیں مال کی ایک مقدار بطور انعام دوں گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے حاصل کرنے کے لیے ہجرت نہیں کی تھی۔ میری ہجرت تو صرف خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا: اچھا مال نیک آدمی کے لیے بہت اچھی چیز ہے۔

تشریح: صرف حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہی یہ حال تھا، اس پاکیزہ گروہ کے ہر فرد کا یہی حال و قال تھا۔ انھوں نے جو بھی کام کیا، خدا کی خوشنودی کے لیے کیا، انھوں نے جو بھی قربانی دی اللہ کے لیے دی، کوئی اور مقصد ان کے سامنے سرے سے رہا ہی نہیں اور ہر عمل کا محرک اخروی انعام رہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی مدد۔۔۔شاندار نتائج کی حامل مدد۔۔۔ حاصل نہ ہوتی اور یہی چیز ہے جس نے سیاسی اقتدار حاصل ہونے کے بعد انھیں بھٹکنے نہیں دیا۔ امیری کے دور میں بھی فقیری زندگی پر قائم رہے۔

۲۲۷۔ عَنْ خَالِدِبْنِ عُمَیْرِن الْعَدَوِیِّ قَالَ خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ وَکَانَ اَمِیْرًا بِالْبَصْرَةِ وَلَقَدْ رَأَیْتُنِیْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِحَتّٰی قَرِحَتْ اَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا فَمَا اَصْبَحَ الْیَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِیْرًا عَلٰی مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ وَاِنِّیْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ فِیْ نَفْسِیْ عَظِیْمًا وَعِنْدَ اللّٰہِ صَغِیْرًا۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ مسلم)

خالد بن عمیر عدوی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بصرہ کے گورنر عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے جو تقریر فرمائی (اس تقریر میں انھوں نے اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا) کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ساتواں شخص تھا، چھ اور آدمی تھے۔ معاشی تنگی کا یہ حال تھا کہ ببول کے درخت کی پتیوں کے سوا ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا، یہاں تک کہ پتیاں کھانے کی وجہ سے ہمارے منہ میں چھالے پڑ گئے اور کپڑے کی قلت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک چادر مجھے ملی تو میں نے اس کے ٹکڑے کر دیے۔ آدھی سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہنی اور آدھی میں نے۔ لیکن آج ہم ساتوں میں سے ہر شخص کسی نہ کسی علاقے کا گورنر ہے اور میں اس بات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اس عہدے پر ہونے کی وجہ سے بڑا جانوں اور اللہ کے نزدیک حقیر بنوں۔

۲۲۸۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ رَأَیْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ وَهُوَیَوْمَئِذٍ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ وَقَدْ رَقَّعَ بَیْنَ کَتِفَیْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لُبِّدَ بَعْضُهَا عَلٰی بَعْضٍ۔ (ترغیب و ترھیب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زمانہ خلافت میں بھی اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے کرتے میں دونوں شانوں کے اوپر تین پیوند لگے ہوئے ہیں۔ ایک پر ایک سلا ہوا۔ (یعنی ایک پیوند پھٹا تو اس پر دوسرا پیوند لگا اور دوسرا پھٹا تو تیسرا پیوند لگا۔

۲۲۹۔ عَنْ طَارِقٍ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اِلَی الشَّامِ وَمَعَنَا اَبُوْعُبَیْدَةَ فَاَتَوْا عَلٰی مَخَاضَةٍ وَّعُمَرُعَلٰی نَاقَةٍ لَّهٗ فَنَزَلَ وَخَلَعَ خُفَّیْهِ فَوَضَعَهُمَا عَلٰی عَاتِقِهٖ وَاَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَتِهٖ فَخَاضَ فَقَالَ اَبُوْعُبَیْدَةَ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتَ تَفْعَلُ هٰذَا مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ اَهْلَ الْبَلَدِ اسْتَشْرَفُوْكَ فَقَالَ اَوَّهْ وَلَوْیَقُلْ ذَاغَیْرُكَ اَبَا عُبَیْدَةَ جَعَلْتُهٗ نَکَالًا لِّاُمَّةِ مُحَمَّدٍ اِنَّا کُنَّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَاَعَزَّنَا اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّبِغَیْرِ مَا اَعَزَّنَا اللّٰہُ بِهٖ اَذَلَّنَا اللّٰہُ۔ (ترغیب و ترھیب بحوالہ حاکم)

طارق کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ وقت کی حیثیت سے) ملک شام کے سرکاری دورے پر نکلے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ راستے میں کسی مقام پر ندی پار کرنی تھی، پانی کم تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ سے اترے اپنے موزے اتار کر کندھے پر رکھے اور اونٹنی کی نکیل ہاتھ میں لی اور پانی میں گھس گئے۔

quranurdu.com

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ امیر المومنین اور خلیفہ ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ شہر کے عیسائی باشندے اس حال میں آپ کو دیکھیں (مطلب یہ کہ اونٹنی چھوڑ کر کسی زرق برق گھوڑے پر سوار ہوں تا کہ فلسطین کے عیسائی باشندے آپ کو حقیر نہ جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آہ اے ابوعبیدہ! تم یہ کہتے ہو تم اس طرح سوچتے ہو کوئی دوسرا یہ بات کہتا تو میں اسے دنیا پرستانہ کلام پر عبرت ناک سزا دیتا، لیکن میں تم کو جانتا ہوں کہ تم خدا پرست ہو، اس لیے ایسی بات شاید بے سوچے سمجھے نکل گئی۔

دیکھو ابوعبیدہ! ہم لوگ ذلیل ترین قوم تھے، لیکن اللہ نے اپنے دین کی بدولت ہمیں عزت بخشی تو جب بھی ہم اسلام کے سوا کسی بھی دوسری چیز کے ذریعے عزت کے طالب بنیں گے، اللہ تعالی ہمیں ذلیل کر دے گا (عزت اقتدار ہم سے چھن جائے گا، کفر وشرک کی غلامی اور محکومی ہمارے حصے میں آئے گی۔)

فکر آخرت اور شوق جنت

فکر آخرت اور شوق جنت

اسوہ صحابہؓ کے باب کی بہت سی حدیثیں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں، جنھیں پڑھ کر آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ صحابہ کرامؓ کو دین اسلام کی خاطر کتنے سخت امتحانوں سے گزرنا پڑا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے مصائب کے طوفان انھیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکے؟ کیا چیز تھی جس نے ان کو اتنے سخت حالات میں اپنی جگہ پر جمائے رکھا؟ سب سے بڑی مار معاشی مار ہوتی ہے اس میں بھی ان کے قدم نہیں لڑکھڑائے اور اسی کے ساتھ دوسرا سوال یہ ہے کہ سیاسی اقتدار حاصل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لپکنے سے کس چیز نے انھیں باز رکھا؟ یہ اور اس طرح کے سوالوں کا جواب وہ حدیثیں دیں گی جو آپ کے سامنے آرہی ہیں۔

۲۳۰۔ عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ يَبْكِىْ حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِىْ وَتَبْكِىْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَّجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ۔ (ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ اپنی داڑھی تر کر لیتے۔ ان سے پوچھا گیا کہ جنت اور جہنم کے ذکر سے آپ کو رونا نہیں آتا اور قبر دیکھ کر روتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر آخرت کے مرحلوں میں سے پہلا مرحلہ ہے۔ اگر یہاں کسی کو نجات مل گئی تو بعد کے مراحل میں اس کے لیے آسانی ہی آسانی ہے، اور اگر یہاں نجات نہ ملی تو بعد کے مراحل اس سے زیادہ سخت ہوں گے۔ اس کے بعد انھوں نے ایک اور حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر کے منظر سے زیادہ ہولناک اور کوئی منظر نہیں ہے۔

۲۳۱۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِىْ يُفْتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً۔ (بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے تقریر فرمائی جس میں قبر کے عذاب کا ذکر کیا تو مسلمان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

quranurdu.com

تشریح: وہ اس لیے رونے لگے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اور لوگوں کو اپنی نجات کی فکر تھی کہ معلوم نہیں کہ قبر میں فرشتوں کے تینوں امتحانی سوالوں کا جواب دے سکیں گے یا نہیں؟

۔ عَنِ النَّضْرِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ كَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلٰى عَهْدِ اَنَسٍ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا اَبَا حَمْزَةَ هَلْ كَانَ هٰذَا يُصِيْبُكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَعَاذَ اللهِ اِنْ كَانَتِ الرِّيْحُ اَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ اِلَى الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ اَنْ تَكُوْنَ الْقِيَامَةُ۔ (ابو داود)

حضرت نضر رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کالی آندھی آئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ان دنوں زندہ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابو حمزہ! ایسی آندھی حضور ﷺ کے زمانے میں بھی آتی تھی؟ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ حضور ﷺ کے زمانے میں تو ذرا تیز ہوا چل پڑتی تو ہم لوگ مسجد کی طرف بھاگتے تھے کہ کہیں قیامت کی گھڑی نہ آگئی ہو۔

quranurdu.com

۔ بَلَغَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْحَابِهٖ شَيْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا فَمَا اَتٰى اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ غَطَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَلَهُمْ حَنِيْنٌ۔ (ریاض الصالحین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے اصحابؓ کے بارے میں کچھ نامناسب باتیں معلوم ہوئیں تو آپ نے تقریر فرمائی اور کہا: میرے سامنے جنت لائی گئی، تو آج سے زیادہ برا اور بھلا دن کوئی اور نہیں دیکھا اور اگر تمھیں وہ بات معلوم ہو جاتی جو میں جانتا ہوں تو تم لوگ بہت زیادہ روتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ پر اس دن سے زیادہ کوئی اور سخت دن نہیں آیا۔ انھوں نے اپنے سر ڈھانپ لیے اور سسکیاں بھرتے ہیں۔

تشریح: نامناسب باتوں سے گناہ کے کام مراد نہیں ہیں، بلکہ ایسی باتیں مراد ہیں جنھیں آپ اپنے ساتھیوں کے لیے نامناسب خیال فرماتے ہیں مثلاً دیر تک ہنسنا قہقہے لگانا یا اسی طرح کی کوئی اور بات۔ ظاہر ہے مربی اعظم ﷺ ان لوگوں کے لیے اس طرح کے کام کیسے پسند فرماتے جن کی تربیت کر کے بعد کے لوگوں کے لیے نمونہ بنانا تھا۔

اس حدیث میں صرف جنت کا ذکر ہے لیکن بعد کا جملہ بتاتا ہے کہ غالباً جہنم کا مشاہدہ بھی کرایا گیا تھا اور یہ جو کم ہنسنے اور زیادہ رونے کا ذکر ہے اس سے اشارہ نکلتا ہے کہ کسی موقع پر لوگ خوب ہنسے ہوں گے۔

۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِيْ شِمَالِهٖ اَمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهٖ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ۔ (ابو داود حدیث نمبر ۴۷۵۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان ہے کہ جب انھیں جہنم یاد آتی تو رونے لگتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تمھیں کیا چیز رلاتی ہے؟ انھوں نے کہا مجھے جہنم کی یاد آئی اس لیے رو پڑی تو کیا آپ اپنی بیویوں کو قیامت کے دن یاد رکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: تین مواقع ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ ایک وہ موقع جب اعمال تولے جا رہے ہوں گے اس وقت ہر شخص کو اپنی فکر ہوگی کہ اس کی ترازو ہلکی ہوتی ہے یا

بوجھل ہوتی ہے دوسرا وہ موقع جب نامہ اعمال ہاتھ میں دیا جائے گا دائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں۔ تیسرا موقع پل صراط پار کرنے کے وقت جب وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا (اور آدمی اس پر سے گزرے گا)۔

۲۳۵۔ كَانَ الرَّجُلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زُكِّيَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَاتُؤَاخِذْنِيْ بِمَايَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْلِيْ مَالَايَعْلَمُوْنَ۔ (الادب المفرد۔ عدی رضی اللہ عنہا)

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص ان کے سامنے ان کی تعریف کرتا تو وہ کہتے: اے میرے اللہ! جو کچھ یہ لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں اس کی بنیاد پر مجھے نہ پکڑیے اور میرے جو عیوب یہ نہیں جانتے وہ معاف کر دیجیے۔

۲۳۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ [اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُلٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ] شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ يَابُنَيَّ لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (مسند احمد)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُلٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الانعام ۶:۸۲) اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ حضرات پریشان ہوئے اور کہا کہ ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہیں کیا (یعنی اس سے گناہ سرزد نہیں ہوا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔ یہاں ظلم سے مراد تو شرک ہے جیسا کہ سورۂ لقمان میں آیا ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان ۳۱:۱۳)

تشریح: اس حدیث میں سورہ انعام کی جس آیت کے نازل ہونے کا ذکر ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: ''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے گڈمڈ نہیں کیا تو وہی لوگ اللہ کے عذاب سے بچیں گے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' یہ حدیث بتاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا خوف آخرت کے پہلو سے کیا حال تھا۔

۲۳۷۔ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ مَالَكَ لَاتَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ وَرَآئَكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقِلُوْنَ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

ام الدرداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جس طرح فلاں اور فلاں صاحب مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے (اے مسافرانِ راہِ آخرت) تمھارے آگے ایک بہت دشوار گزار گھاٹی (پہاڑی) ہے جس کو بوجھل مسافر نہیں پار کر سکتے۔ مجھے بھی یہ گھاٹی پار کرنی ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے ہلکا پھلکا جاؤں تاکہ آسانی سے اس اونچی پہاڑی کے پار اتروں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہم اس دنیا میں مسافر کی حیثیت میں ہیں، ہماری منزل آخرت ہے جہاں ہمیں جانا ہے اور مسافر اپنے ہاتھ ہلکا سامان سفر رکھتا ہے تو زیادہ سے زیادہ سامان دنیا جمع کر کے کیا ہوگا؟ بوجھ ہی بنے گا اور سب کا حساب دینا ہوگا اور یہ مرحلہ نہایت سخت ہوگا۔

quranurdu.com

۴۳۸۔ عِنْ اَبِیْ اَسْمَآءَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْ ذَرٍّ وَّهُوَ بِالرَّبَذَةِ وَعِنْدَهٗ امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ مُشَنَّعَةٌ لَّیْسَ عَلَیْهَا اَثَرُ الْمَحَاسِنِ وَلَا الْخَلُوْقِ فَقَالَ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَا تَأْمُرُنِیْ هٰذِهِ السُّوَیْدَاءُ تَأْمُرُنِیْ اَنْ الْعِرَاقَ فَاِذَا اَتَیْتُ الْعِرَاقَ مَالُوْا عَلَیَّ بِدُنْیَاهُمْ وَاِنَّ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّ دُوْنَ جِسْرِ جَهَنَّمَ طَرِیْقًا ذَا دَحْضٍ وَّمَزَلَّةٍ وَاِنَّا اَنْ نَّأْتِیْ عَلَیْهِ وَفِیْ اَحْمَالِنَا اقْتِدَارٌ وَاضْطِمَارٌ وَاضْطِمَارٌ اَحْرٰی اَنْ نَّنْجُوَ مِنْ اَنْ نَّأْتِیَ عَلَیْهِ وَنَحْنُ مَوَاقِیْرُ۔(ترغیب و ترہیب، حدیث نمبر ۲۸۶۹)

ابو اسماء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس مقام ربذہ گیا اس وقت ان کے پاس ایک سیاہ رنگ کی بدصورت عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے حسن و جمال بھی نہیں تھا اور نہ اس نے عطر لگا رکھا تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو یہ عورت مجھے کیا مشورہ دیتی ہے؟ یہ مجھ سے کہتی ہے کہ میں عراق جاؤں۔ اگر میں عراق جاؤں گا تو لوگ مجھے دنیوی ساز و سامان دینے کے لیے ٹوٹ پڑیں گے۔ حالانکہ میرے محبوب نبی ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ جہنم کے پل پر ایک نہایت زیادہ پھسلن والا راستہ ہے جس پر چلنا ہے تو جتنا ہی ہمارے پاس کم سے کم سامان ہوگا اتنا ہی نجات کا امکان زیادہ ہے اور اگر ہم سامانوں سے لدے پھندے جائیں تو نجات کا امکان کم سے کم ہوگا۔

دین کی راہ میں فقر و فاقے کی فضیلت

۴۳۹۔ عَنْ فُضَالَةَ ابْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلّٰی بِالنَّاسِ یَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتّٰی تَقُوْلَ الْاَعْرَابُ هٰؤُلَاءِ مَجَانِیْنُ اَوْ مَجَانُوْنَ فَاِذَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْصَرَفَ اِلَیْهِمْ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَاَ حْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَّحَاجَةً۔(الترغیب و الترھیب، حدیث نمبر ۵۰۶۵ ترمذی)

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھاتے تو اصحاب صفہ بھوک اور فاقے کی وجہ سے نماز میں گر پڑتے تھے یہاں تک کہ دیہات سے آنے والے عرب لوگ جو ان کے حال سے ناواقف ہوتے خیال کرتے کہ یہ دیوانے لوگ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: اے اصحاب صفہ تمھاری ان قربانیوں کا جو انعام آخرت میں تمھیں ملنے والا ہے اگر اس دنیا میں تم جان لیتے تو مزید فقر و فاقہ کی تمنا کرتے۔

تشریح: اصحاب صفہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ایمان لانے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اس طرح نکالے گئے کہ اپنے ساتھ کچھ بھی اپنا سرمایہ نہ لا سکے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ تصور مت قائم کیجیے کہ یہ کاہل لوگ تھے، دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والے نہیں! یہ لوگ اپنی روزی آپ کما سکتے تھے۔ لیکن نبی ﷺ نے دین کے کاموں کے لیے ان کا سارا وقت لے لیا تھا۔ ان میں سے کچھ فوجی تربیت حاصل کرتے اور مختلف دستوں کی شکل میں بھیجے جاتے اور کچھ لوگوں کو دعوتِ دین کے لیے تیار کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب جماعت نے ان کا سارا وقت دین کے کاموں کے لیے لے لیا تو وہ تجارت وغیرہ کس طرح کرتے۔ جماعت کے لوگ ان کی کفالت کرتے جس حد تک بھی کر سکتے۔ ابتلاء و آزمائش کا دور تھا کم و بیش پوری جماعت شدید معاشی تنگی کی آزمائش سے گزر رہی تھی۔

۲۴۰- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ قُعُوْدٌ اِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ اِلَيْهِمْ فَقُمْتُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشَّرْ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرُوْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَوْ مِنْهُمْ- (مشکوٰۃ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھا ہوا تھا اور مسجد ہی میں کچھ غریب مہاجرین بھی بیٹھے تھے کہ اتنے میں نبی ﷺ حجرہ مبارک سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور ان غریب مہاجرین کی مجلس میں جا کر بیٹھ گئے تو میں بھی وہیں اٹھ کر چلا گیا۔ نبی ﷺ نے مہاجرین کو خطاب کرکے فرمایا: فقرا مہاجرین کو خوش ہو جانا چاہیے۔ ان کے چہروں کی پژمردگی مسرت سے بدل جانی چاہیے، یہ لوگ مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مہاجرین کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے اور میرے دل میں یہ تمنا ابھری کہ کاش! میں بھی فقرا مہاجرین میں سے ہوتا۔

تشریح: تمنا کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دین کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا کر گھر بار چھوڑ کر مدینہ آئے تھے۔ اس لیے اسلام کی تاریخ میں ان کا مقام بہت بلند ہے اور ان میں سے جس نے جتنی زیادہ قربانیاں دی ہیں اور جیسی فداکاری کا مظاہرہ کیا ہے اسی لحاظ سے اس کا مقام بھی بلند ہے اس دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ جب ان غریب مہاجرین کو حضور ﷺ نے بشارت دی تو ان کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے یہ کیوں؟ آخر ہم لوگ بھی یہی کچھ سنتے اور پڑھتے ہیں ہمارا یہ حال کیوں نہیں ہوتا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں جہنم کا ڈر تھا۔ جنت کی تمنا تھی اور مسلسل امتحانات نے ان کی جنت کی طلب بڑھا دی تھی۔ جس دکان میں تاجر نے جتنا ہی سرمایہ لگایا ہوگا اور اس کو چمکانے میں جتنی محنت کی ہوگی اسی لحاظ سے دکان سے اس کی دلچسپی اور محبت زیادہ ہوگی۔

quranurdu.com

جنت کی آرزو

۲۴۱- عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَارِيْ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ اَوَيْتُ اِلٰى بَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِتُّ عِنْدَهٗ فَلَا اَزَالُ اَسْمَعُهٗ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ رَبِّيْ حَتّٰى اَنْظُرَ وَتَذَكَّرْتُ اَنَّ الدُّنْيَا فَانِيَةٌ مُّنْقَطِعَةٌ فَقُلْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَدْعُوَ اللهَ اَنْ يُّنَجِّيَنِيْ مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ اَمَرَكَ بِهٰذَا قُلْتُ مَا اَمَرَنِيْ بِهٖ اَحَدٌ وَلٰكِنِّيْ عَلِمْتُ اَنَّ الدُّنْيَا مُنْطَعَةٌ فَانِيَةٌ وَاَنْتَ مِنَ اللهِ بِالْمَكَانِ الَّذِيْ اَنْتَ مِنْهُ فَاَحْبَبْتُ اَنْ تَدْعُوَ اللهَ لِيْ قَالَ اِنِّيْ فَاعِلٌ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ- (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دن بھر نبی ﷺ کی خدمت کرتا پھر جب رات آتی تو حضور ﷺ کے پاس پہنچ جاتا اور وہیں رات گزارتا میں نبی ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ برابر سنتا رہتا سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ رَبِّيْ میں یہ کلمات سنتے سنتے اکتا جاتا اور میری آنکھ لگ جاتی اور سو جاتا ایک دن آپ نے فرمایا: اے ربیعہ! تم مجھ سے مانگو میں تمھیں دوں گا۔

میں نے عرض کیا: مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں غور کر لوں کہ مجھے کیا مانگنا چاہیے۔ چنانچہ مجھے خیال ہوا کہ یہ دنیا تو فانی ہے ختم ہو جانے والی ہے تو اس کے بارے میں کیا مانگوں؟ اس لیے میں نے کہا اے اللہ کے رسول میری درخواست یہ ہے کہ آپ میرے لیے یہ دعا فرمائیں کہ اللہ قیامت کے دن مجھے جہنم کی آگ سے بچائے اور جنت میں داخل کرے۔

نبی ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ تمھیں یہ بات کس نے بتائی؟ میں نے عرض کیا: مجھے یہ بات کسی نے نہیں بتائی بلکہ مجھے خود ہی خیال آیا کہ یہ دنیا تو فانی ہے اور ختم ہو جانے والی ہے۔ اس لیے ایسی چیز کیوں مانگی جائے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے سب سے مقرب بندے ہیں۔ اس لیے میں نے پسند کیا کہ آخرت کی نجات کا مسئلہ آپ کے سامنے رکھوں اور آپ دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں ضرور تمھارے لیے دعا کروں گا تو تم نمازوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔

تشریح: وہ پاک لوگ جنھیں ہم اصحابِؓ نبی ﷺ کے نام سے جانتے ہیں نہایت ذہین اور عقل مند لوگ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جو چیز فانی ہے وہ اس لائق نہیں ہے کہ اس کے لیے دعا کی جائے یا کرائی جائے۔ دعا کے لائق تو آخرت کی نجات ہے۔ آخرت کا مسئلہ ایسا ہے کہ وہاں انسان اللہ کے غصے کی آگ میں جلنے سے بچ جائے اور دائمی راحت کے گھر میں اسے جگہ مل جائے۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جو ہدایت کی وہ یہ کہ سجدوں کی کثرت سے آدمی کی یہ تمنا پوری ہو سکتی ہے تو جن لوگوں کا نصب العین اخروی نجات و فلاح ہو انھیں یہ نسخہ کیمیا استعمال کرنا چاہیے۔ فرائض کے علاوہ نفل نمازوں کا اہتمام کرنا ہوگا۔

quranurdu.com

نفل روزے کی تاکید

۱۳۳۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَدْخُلُ بِہِ الْجَنَّۃَ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ قَالَ فَکَانَ اَبُوْ اُمَامَۃَ لَا یُرٰی فِیْ بَیْتِہِ الدُّخَانُ نَہَارًا اِلَّا اِذَا نَزَلَ بِھِمْ ضَیْفٌ۔ (ترغیب)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول مجھے ایک ایسا کام بتا دیجیے جس سے مجھے جنت مل جائے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے اوپر روزہ لازم کر لو، اس لیے کہ روزہ ایک بے مثل عبادت ہے۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کا بیان ہے کہ) اس کے بعد ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہوا کہ دن میں ان کے گھر سے دھواں اٹھتے نہیں دیکھا جاتا تھا مگر جب کوئی مہمان آجاتا۔

شہادت اور شوقِ جنت

۱۳۴۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَقَدَّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا دُوْنَہٗ فَدَنَا الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ عُمَیْرُ بْنُ الْحَمَامِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَنَّۃٌ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ نَعَمْ قَالَ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَحْمِلُکَ عَلٰی قَوْلِکَ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا رَجَآءَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَھْلِھَا قَالَ فَاِنَّکَ مِنْ اَھْلِھَا فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِہٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْھُنَّ ثُمَّ قَالَ اِنْ اَنَا حُیِیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ ھٰذِہٖ اِنَّھَا لَحَیَاۃٌ طَوِیْلَۃٌ فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَہٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَھُمْ حَتّٰی قُتِلَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ اور آپ کے ساتھی مدینے سے چلے اور مشرکین سے پہلے بدر پہنچ گئے، تو رسول ﷺ نے اپنے مجاہد ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے میں سب سے آگے ہوں گا اور تم لوگ میرے پیچھے رہنا۔ اس کے بعد مشرکین آگے بڑھ کر اسلامی فوج کے قریب آئے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس جنت کو حاصل کرنے کے لیے بڑھو جس کی لمبائی اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا جنت کی لمبائی اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں تو

انھوں نے کہا: واہ واہ۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ تم واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں صرف اس وجہ سے واہ واہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے جنت میں پہنچنے کی آرزو ہے۔ آپ نے ان کو بتایا کہ تم جنت میں پہنچو گے۔ اس کے بعد انھوں نے کچھ کھجوریں اپنے ترکش سے نکالیں اور انھیں کھانے لگے۔ اس دوران میں انھوں نے سوچا کہ کھانے میں تو بہت دیر لگے گی۔ اتنی دیر بھی جینا بوجھ معلوم ہوتا ہے جب کہ لڑائی شروع ہو چکی ہے۔ یہ سوچ کر انھوں نے بقیہ تمام کھجوریں پھینک دیں اور مشرکین سے لڑنا اور مارنا شروع کیا یہاں تک کہ بہتوں کو مار کر انھوں نے شہادت پائی (اللہ ان سے راضی ہو)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بدر کی لڑائی میں اپنے فوجیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ آپ آرام سے چھپر کے نیچے فتح ونصرت کی دعا فرما رہے ہوں اور ادھر صحابہ کرامؓ لڑ رہے ہوں: بلکہ آپ بہ نفس نفیس اپنے فوجیوں کی کمان کر رہے تھے اور سب سے آگے تھے۔

quranurdu.com

۲۲۲۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرِوبْنِ حَرَامٍ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاجَابِرُ اَلَا اُخْبِرُكَ مَاقَالَ اللّٰہُ لِاَبِیْكَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ مَاکَلَّمَ اللّٰہُ اَحَدًا اِلَّا مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَکَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ تَمَنَّ عَلَیَّ اُعْطِكَ قَالَ یَا رَبِّ یُحْیِیْنِیْ فَاُقْتَلُ فِیْكَ ثَانِیَةً قَالَ اِنَّہٗ سَبَقَ مِنِّیْ اَنَّھُمْ اِلَیْھَا لَایَرْجِعُوْنَ قَالَ یَارَبِّ فَاَبْلِغْ مَنْ وَّرَآئِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاٰیَةَ [وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْافِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ]۔ (ترمذی وابن ماجه)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد عبد اللہ احد کی لڑائی میں شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: اے جابر! کیا میں تمھیں وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ نے تمھارے باپ سے شہادت کے بعد کہی؟ میں نے کہا: ہاں بتایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہمیشہ پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے لیکن تمھارے باپ سے آمنے سامنے ہو کر گفتگو کی اور کہا: اے عبد اللہ تمھارے جی میں جو کچھ تمنا ہو، بتاؤ میں اسے پوری کروں گا۔

انھوں نے کہا: اے میرے رب! میری تمنا صرف یہ ہے کہ مجھے دوبارہ زندگی عطا ہو تا کہ دنیا میں جا کر تیرے دین کی راہ میں دوسری مرتبہ قتل کیا جاؤں۔ خدا نے اس کے جواب میں فرمایا: میری طرف سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میرے پاس آنے والے دوبارہ دنیا میں نہیں جائیں گے انھوں نے کہا: اے میرے رب میری یہ تمنا میرے زندہ ساتھیوں تک پہنچا دے تو اللہ تعالی نے یہ آیتیں وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ (آل عمران ۳:۱۶۹۔۱۷۰) نازل فرمادیں۔

تشریح: یہ حدیث احد کی لڑائی کے متعلق ہے اور سورہ آل عمران میں احد کی لڑائی ہی کے متعلق گفتگو کی گئی ہے اس میں یہ آیتیں ۱۶۹۔۱۷۰ آئی ہیں جن کا حوالہ دی گیا ہے ان آیتوں کا ترجمہ یہ ہے۔

اے مخاطب! تو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے مردہ مت تصور کر، وہ مرے نہیں ہیں، زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس ہیں اس کے انعام سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اللہ نے ان پر جو فضل فرمایا اس پر وہ خوش ہیں اور ان کے جو ساتھی ابھی دنیا میں ہیں، ان کے پاس ابھی نہیں پہنچے ہیں، ان کے بارے میں یہ سوچ کر خوش ہو رہے ہیں کہ ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ بھی جان کی بازی لگانے کے نتیجے میں ایسے ہی انعامات خداوندی سے نوازے جائیں گے۔

۲۲۵ـ عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ غَابَ عَمِّیْ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِکِیْنَ لَئِنِ اللّٰہُ اَشْھَدَنِیْ قِتَالَ الْمُشْرِکِیْنَ لَیَرَیَنَّ اللّٰہُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ وَانْکَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعْتَذِرُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ ھٰٓؤُلَآءِ یَعْنِی الْمُشْرِکِیْنَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَہٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ یَا سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ نِ الْجَنَّۃَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّیْ اَجِدُ رِیْحَھَا دُوْنِ اُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْنَعُ مَا صَنَعَ قَالَ اَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِہٖ بِضْعًا وَّثَمَانِیْنَ ضَرْبَۃً بِسَیْفٍ اَوْ طَعْنَۃً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْیَۃً بِسَھْمٍ وَّوَجَدْنَاہُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِہِ الْمُشْرِکُوْنَ فَمَا عَرَفَہٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُہٗ بِبَنَانِہٖ فَقَالَ أَنَسٌ کُنَّا نَرٰی اَوْنَظُنُّ اَنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ فِیْہِ وَفِیْٓ اَشْبَاھِہٖ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ الخ۔

(بخاری، مسلم، نسائی)

quranurdu.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں مدینہ میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ ایک دن انھوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول میں کفر و اسلام کی پہلی جنگ میں شریک نہیں ہو سکا۔ اگر پھر مشرکین سے لڑائی ہوئی اور اللہ نے اس میں شرکت کی توفیق بخشی تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ احد کی لڑائی جب برپا ہوئی اور مسلمان سراسیمہ ہو کر بھاگے تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اس حرکت کی جو مسلمانوں نے کی اور میں اظہار براءت کرتا ہوں اس سے جو مشرکین نے کیا۔ پھر یہ آگے بڑھے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے کہا: اے سعد بن معاذؓ! قسم ہے مدد فرمانے والے رب کی میں جنت کی طرف جارہا ہوں۔ میں احد کی اس طرف جنت کی خوشبو پاتا ہوں۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! جو کارنامہ انس رضی اللہ عنہ نے انجام دیا وہ مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔

تشریح: اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے چچا کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ زخم دیکھے۔ ان میں سے کچھ تلواروں کے کچھ تیروں کے زخم تھے وہ مشرکین کے ہاتھوں قتل ہوئے اور انھیں اس بے دردی سے قتل کیا گیا کہ پہچانے نہیں جاسکتے تھے۔ چنانچہ ان کی بہن نے ان کے ہاتھ کی انگلیوں سے انھیں پہچانا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سورۃ الاحزاب کی مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یہ ہے:

یہ مومنین ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کیے گئے عہد بندگی کو سچ کر دکھایا۔ ان میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے عہد میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی۔ (الاحزاب ۳۳:۲۳)

۲۲۶ـ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَآءَ اُنَاسٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا یُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّۃَ فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ سَبْعِیْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَھُمُ الْقُرَّآءُ فِیْھِمْ خَالِیْ حَرَامٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بِاللَّیْلِ وَیَتَعَلَّمُوْنَ وَکَانُوْا بِالنَّھَارِ یَجِیْئُوْنَ بِالْمَآءِ فَیَضَعُوْنَہٗ فِی الْمَسْجِدِ وَیَحْتَطِبُوْنَ فَیَبِیْعُوْنَہٗ وَیَشْتَرُوْنَ بِہِ الطَّعَامَ لِاَھْلِ الصُّفَّۃِ وَلِلْفُقَرَآءِ فَبَعَثَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمْ فَعَرَضُوْا لَھُمْ فَقَتَلُوْھُمْ قَبْلَ اَنْ یَّبْلُغُوا الْمَکَانَ فَقَالُوا اللّٰھُمَّ اَبْلِغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاکَ فَرَضِیْنَا عَنْکَ وَرَضِیْتَ عَنَّا قَالَ وَاَتٰی رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِّنْ خَلْفِہٖ فَطَعَنَہٗ بِرُمْحٍ حَتّٰٓی اَنْفَذَہٗ فَقَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَانَکُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّھُمْ قَالُوْا اَللّٰھُمَّ اَبْلِغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاکَ فَرَضِیْنَا عَنْکَ وَرَضِیْتَ عَنَّا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ آدمی نبی ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے آپ سے کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیج دیجیے جو ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں تو آپ نے انصار میں سے ۷۰ آدمیوں کو جنھیں قراء (علمائے قرآن) کہا جاتا تھا وہاں بھیجا۔ انھی میں میرے ماموں حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ لوگ مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر رات کو قرآن پڑھتے اور سیکھتے اور دن میں پانی کر مسجد نبوی ﷺ میں رکھتے اور جنگل جا کر لکڑیاں کاٹتے انھیں بیچتے اور جو کچھ پیسے ملتے اس سے اہل صفہ اور دوسرے غریبوں کے لیے کھانا خرید کر لاتے۔ ان سب حضرات کو نبی ﷺ نے ان کی تعلیم وتربیت کے لیے بھیجا۔ ان لوگوں نے قرآن کے حامل ان ۷۰ آدمیوں کو راستے ہی میں مار ڈالا۔ جب یہ قتل کیے جا رہے تھے اس وقت انھوں نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی ﷺ کو یہ پیغام پہنچا دیجیے کہ ہم اپنے رب سے اس حال میں جا ملے ہیں کہ رب ہم سے خوش ہے اور ہم رب سے خوش ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پیچھے سے نیزے کا ایسا وار کیا کہ وہ آر پار ہو گیا۔ انھوں نے کہا: قسم ہے رب کعبہ کی! میں نے کامیابی حاصل کر لی۔ مدینہ میں وحی کے ذریعے نبی ﷺ کو معلوم ہو گیا تو آپ نے لوگوں کو بتایا کہ تمھارے بھائی جو تعلیم و تبلیغ کے لیے بھیجے گئے تھے وہ راستے میں مار ڈالے گئے ہیں۔ انھوں نے مرتے وقت یہ کہا: اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں رب ہماری قربانیوں سے خوش ہو گیا اور ہم اپنے رب کا انعام پا کر خوش ہوئے۔

تشریح: وہ ۷۰ انصاری جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے دن میں اہل صفہ اور دوسرے فقرا کے لیے کھانے پانی کا انتظام کرتے اور رات میں قرآن کا دور کرتے اور نبی ﷺ سے سیکھتے یاد رہے کہ وہ ہمارے زمانے کے لوگوں کی طرح صرف الفاظ پڑھنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ مفہوم سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی فکر کرتے تھے۔ اس زمانے میں پڑھنے کا مفہوم ہمارے زمانے کے مفہوم سے مختلف تھا۔ اس حدیث میں فزت ورب الکعبۃ کے الفاظ جس صحابی کی زبان سے شہادت کے وقت نکلے ہیں اس میں فرز لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں: ہر طرح کے خطرات سے بچ بچا کر منزل تک پہنچ جانا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ جو میری جان لی جا رہی ہے گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔ یہ تو عین میری کامیابی ہے۔ میں نے اپنی منزل (جنت) پالی۔

۲۳۲۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ وَھُوَ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْھَیْئَۃِ فَقَالَ یَا اَبَا مُوْسٰی اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ھٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ وَقَالَ اَقْرَءُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیْفِہٖ فَاَلْقَاہُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِہٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِہٖ حَتّٰی قُتِلَ۔ (حدیث ۱۶۵۹ مسلم ترمذی)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو محاذ جنگ پر یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ ایک آدمی جو معمولی لباس پہنے ہوئے تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور میرے والد سے کہنے لگا۔ کیا واقعی آپ نے رسول ﷺ کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے انھوں نے کہا: ہاں! تو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس گیا کہ تم میرا آخری سلام قبول

کرو۔ اس کے بعد اس نے اپنی تلوار کا پر تلا توڑ ڈالا اور زمین پر پھینک دیا اور اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف بڑھا اور بہت سے دشمنوں کو مارا یہاں تک کہ خود بھی شہید ہو گیا۔

۴۴۸۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِہٖ وَاتَّبَعَہٗ ثُمَّ قَالَ اُھَاجِرُ مَعَكَ فَاَوْصٰی بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِہٖ فَلَمَّا كَانَتْ غَزَاتُہٗ غَنِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَہٗ فَاَعْطٰی اَصْحَابَہٗ مَاقَسَمَ لَہٗ وَكَانَ یَرْعٰی ظَھْرَھُمْ فَلَمَّا جَآءَ دَفَعُوْہُ اِلَیْہِ فَقَالَ ما ھٰذَا قَالُوْا قَسْمٌ لَكَ النَّبِیُّ قَسَمُ لَكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَہٗ فَجَآءَ بِہٖ اِلَی النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاھٰذَا قَالَ قَسَمْتُہٗ لَكَ فَقَالَ مَاعَلٰی ھٰذَا اِتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنْ اِتَّبَعْتُكَ عَلٰی اَنْ اُرْمِیَ اِلٰی ھٰھُنَا وَاَشَارَ اِلٰی حَلْقِہٖ بِسَھْمٍ فَاَمُوْتَ فَاَدْخُلَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ اِنْ تَصْدُقِ اللّٰہَ یَصْدُقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِیْلًا ثُمَّ نَھَضُوْا اِلٰی قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاُتِیَ بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحْمَلُ قَدْ اَصَابَہٗ سَھْمٌ حَیْثُ اَشَارَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھُوَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللّٰہَ فَصَدَقَہٗ ثُمَّ كَفَّنَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جُبَّتِہِ الَّتِیْ عَلَیْہِ ثُمَّ قَدَّمَہٗ فَصَلّٰی عَلَیْہِ وَكَانَ مِمَّا ظَھَرَ مِنْ صَلَاتِہٖ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُھَاجِرًا فِیْ سَبِیْلِكَ فَقُتِلَ شَھِیْدًا اَنَا شَھِیْدٌ عَلٰی ذٰلِكَ۔ (الترغیب والترھیب حدیث نمبر ۲۰۸۸، نسائی)

حضرت شداد بن ھاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی عرب نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ پر ایمان لایا اور ساتھ ہو لیا اور کہا کہ میں اپنا گھر بار چھوڑ کر یہیں آپ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہوں گا۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے بارے میں بعض صحابہ کو کچھ ہدایات دیں۔ جہاد ہوا، تو اس جہاد سے جو مال غنیمت ملا، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس میں سے اس دیہاتی عرب کا بھی حصہ نکالا اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا کہ جب وہ آئے تو اسے دے دینا۔ وہ موجود نہ تھا، مجاہدین کے اونٹ چرانے لے گیا تھا۔ جب وہ آیا تو اس کا حصہ لوگوں نے اسے دیا۔ تو وہ کہنے لگا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تمھیں یہ حصہ دیا ہے وہ اپنا حصہ لیے ہوئے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچا اور کہا: حضور یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ تمھارا حصہ جو میں نے تمھیں دیا ہے۔ اس نے کہا: میں نے اس مال کے لیے آپ کا ساتھ تھوڑا ہی دیا ہے میں نے آپ کی پیروی اس لیے کی ہے کہ میرے حلق میں دشمنوں کا کوئی تیر آ کر لگے اور میں شہادت پاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تیری نیت سچی ہے تو اللہ تیرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمائے گا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد لوگ دشمن سے جہاد کرنے کے لیے نکلے تو وہ ان کے ساتھ ہو لیا اور جہاد میں شریک ہوا (اور شہید ہو گیا) تو اس کا جنازہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس لایا گیا۔ اس کے حلق میں دشمن کا کوئی تیر لگ گیا تھا جس سے موت واقع ہو گئی تھی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا: کیا یہ وہی شخص ہے جس نے شہادت کی تمنا کی تھی۔ لوگوں نے کہا: یہ وہی شخص ہے۔ آپ نے فرمایا: اس نے اللہ سے سچی آرزو کی تھی تو اللہ نے اسے پورا کر دیا۔ پھر نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا جبہ مبارک اتار اور اس میں اسے کفنایا پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ نے اسکے لیے ان الفاظ میں دعا کی: اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے، اس نے تیری راہ میں ہجرت کی اور تیری راہ میں اسے نے شہادت پائی۔ میں اس پر گواہ ہوں۔

جنت کا اشتیاق

quranurdu.com

۴۴۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْحَبَشَةِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ فُضِّلْتُمْ عَلَیْنَا بِالْاَلْوَانِ وَالنُّبُوَّةِ اَفَرَاَیْتَ اِنْ اٰمَنْتُ بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتَ بِهٖ وَعَمِلْتُ بِمِثْلِ مَا عَمِلْتَ بِهٖ اِنِّیْ لَکَائِنٌ مَعَكَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ کَانَ لَهٗ بِهَا عَهْدٌ عِنْدَ اللہِ وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللہِ کُتِبَ لَهٗ مِائَةُ اَلْفِ حَسَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللہِ کَیْفَ نَهْلِكُ بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اَنَّ الرَّجُلَ لَیَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِعَمَلٍ لَوْ وُضِعَ عَلٰی جَبَلٍ لَاَثْقَلَهٗ فَتَقُوْمُ النِّعْمَةُ مِنْ نِّعَمِ اللہِ فَتَکَادُ تَسْتَنْفِدُ ذٰلِكَ کُلَّهٗ لَوْلَا مَا یَتَفَضَّلُ اللہُ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ثُمَّ نَزَلَتْ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا اِلٰی قَوْلِهٖ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا۔ فَقَالَ الْحَبَشِیُّ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَهَلْ تَرٰی عَیْنِیْ فِی الْجَنَّةِ مِثْلَ مَا تَرٰی عَیْنُكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَبَکَی الْحَبَشِیُّ حَتّٰی فَاضَتْ نَفْسُهٗ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَاَنَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُدْلِیْهِ فِیْ حُفْرَتِهٖ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ملک حبش کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے رسول اللہ ﷺ آپ لوگ نبوت سے نوازے گئے اور آپ لوگوں کو اچھا رنگ بھی اللہ تعالیٰ نے دیا (ہمارے اندر نبی مبعوث نہیں ہوا اور ہم سیاہ رنگ کے لوگ ہیں) مجھے بتائیں کہ اگر میں ایمان لاؤں اور عمل کروں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: وہ تمام لوگ جنھوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں میرا ساتھ نصیب فرمائے گا اس نے کتاب میں اس کا وعدہ کیا ہے اور جو شخص سبحان اللہ کہے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کسی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول اس کے بعد ہم لوگ کس طرح جہنم میں جائیں گے؟

آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آدمی قیامت کے دن اتنے نیک اعمال لیے ہوئے آئے گا کہ اگر وہ پہاڑ پر رکھ دیے جائیں تو پہاڑ بھی نہ اٹھا سکے۔ لیکن اس کا جب مقابلہ ہو گا اللہ کی کسی نعمت سے تو یہ نعمت اس کے سارے اعمال پر بھاری ہو گی۔ اس لیے نیک اعمال پر کسی کو مغرور نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و احسان کے نتیجے میں جنت مل سکے گی۔

اس کے بعد آپ نے سورۂ دھر کی تلاوت فرمائی۔ پہلی آیت سے لے کر وَّمُلْکًا کَبِیْرًا تک (الدھر ۲۰۔۱:۷۶) جس میں ناشکروں کے برے انجام اور اہل جنت کے لیے انعامات کا ذکر ہوا ہے۔

یہ سن کر حبشی آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول جس طرح جنت کی نعمتوں کو آپ دیکھ رہے ہیں کیا میری آنکھ بھی جنت میں ان نعمتوں کو دیکھے گی جن کا ذکر اس سورہ میں ہوا ہے آپ نے فرمایا: ہاں یہ سن کر حبشی رونے لگا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا۔ (یہ حدیث پڑھتے ہوئے حدیث نمبر ۶ اور ۲۸۳ بھی دیکھ لیں)۔

۴۵۰۔ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللہُ بِامْرِئٍ خَیْرًا جَعَلَ لَهٗ وَاعِظًا مِنْ نَفْسِهٖ (مسند الفردوس الدیلمی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ اپنے کسی بندے کو خیر کثیر سے نوازنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے قلب کو واعظ بنا دیتا ہے۔ پھر کسی خارجی واعظ کی ضرورت نہیں رہتی اس کا اپنا ضمیر اتنا بیدار ہو جاتا ہے کہ شیطان کو اسے غلط راہ پر ڈالنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔

quranurdu.com